Spot CMYK#Waheed

# ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ


مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبد السلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس مفتی محمد امجد حکیم محمد فیضان غفار الحق


فی شمارہ............ 25 روپے

سالانہ............ 300 روپے


خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان



پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی


مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے


قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)


ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا


برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

# ترتیب وتحریر

صفحہ


اداریہ .........نئے انتخابات اوراقتدار کی تبدیلی......................مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن(سورہ بقرہ قسط۴۷،آیت نمبر۴۹)..بنی اسرائیل کے اوپر دوسرا انعام............ // // ۶

درسِ حدیث .........جمعہ کے دن اعمال کی پیشی.................... // // ۸

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی...........................................ادارہ ۱۲

ماہِ شوال: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں..........................مولوی طارق محمود ۱۴

نرے جوش سے بچنے اوراکابرین کی اتباع کی ضرورت..........................مفتی محمد رضوان ۲۳

پاکی ناپاکی کے مسائل........................................ // // ۴۲

معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۱۳)............................ // // ۴۶

اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۷)............................................مولانا محمد ناصر ۵۰

حکیم الامت کی حکیمانہ باتیں (قسط۱)..........اصلاحی مجلس: حضرت نواب عشرت علیخان قیصر صاحب ۵۳

خطاب مخاطب کو کیوں نہیں؟............................................مفتی محمد رضوان ۵۷

علم کے مینار.........سرگذشت عہدِ گل (قسط۱)..............مولانا محمد امجد حسین ۶۰

تذکرۂ اولیاء:.........ہجرتِ حبشہ میں شریک صحابیات کا تذکرہ (قسط۲)....امتیاز احمد ۶۷

پیارے بچو!.........شکاری اور ریچھ..........................ابوفرحان ۶۹

بزمِ خواتین .........زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط۶).......مفتی ابوشعیب ۷۱

آپ کے دینی مسائل کا حل.....جمعہ کے دن ہفتہ وار عام تعطیل کا حکم...............ادارہ ۷۶

کیاآپ جانتے ہیں؟.........سوالات وجوابات.........ترتیب: مفتی محمد یونس ۸۴

عبرت کدہ .........حضرت ابراہیم علیہ السلام (قسط۱۵)..............مولوی طارق محمود ۸۷

طب وصحت.........سیب.........................حکیم محمد فیضان ۹۰

اخبارِ ادارہ .........ادارہ کے شب وروز..........................مولانا محمد امجد حسین ۹۴

اخبارِ عالم .........قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں.....................ابرار حسین ستی ۹۵

Is It Possible To Stop The Natural Disaster.................................. // // ۱۰۰

**اداریہ** **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** مفتی محمد رضوان

# نئے انتخابات اور اقتدار کی تبدیلی

اس وقت ہمارا ملک جن تشویشناک حالات سے گزر رہا ہے، ان سے عام وخاص سب واقف ہیں؛ اور ملک میں داخلی وخارجی اتنے فتنے مسلّط ہیں کہ ان سے نجات کا راستہ نظر نہیں آرہا۔

ہوش رُبا مہنگائی سے عام لوگوں کی کمر ٹوٹ گئی ہے، اور اس میں روز بروز اضافہ ہی محسوس ہو رہا ہے؛ ملکی خزانہ کی لوٹ مار کرنے والوں کو پناہ وتحفظ دیا جارہا ہے؛ ملک میں خودکش حملے روز بروز بڑھتے ہی جارہے ہیں؛ فوج اور عوام میں عملاً ٹکراؤ کی کیفیت واضح ہے، اور ملک میں بعض حساس حصوں میں باہم حملوں کا تبادلہ بھی جاری ہے؛ اگر جزوی طور پر یہ خانہ جنگی نہیں تو اور اس کو کیا نام دیا جاسکتا ہے؟ غیر ملکی افواج منہ کھولے ملک کے داخلی حصّوں میں حملے کے مواقع تلاش کر رہی ہیں؛ سیاسی جماعتوں میں کچھاؤ اور تناؤ کی وجہ سے ملکی معیشت بُری طرح متأثر ہو رہی ہے؛ سیاست میں فوج کی مداخلت کی وجہ سے عوام میں فوج سے نفرت کا رُجحان بڑھ رہا ہے، اور ان حالات میں ملک میں نئے انتخابات اور اقتدار کی تبدیلی کی باتیں ہو رہی ہیں۔

اس موقعہ پر دینی وملّی خیرخواہی کے تحت ہم قارئین کے سامنے چند گزارشات پیش کر رہے ہیں:

**(۱)**......سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ صرف اقتدار کی تبدیلی اور سیاسی چہروں کا بدل جانا مسائل کا اصل حل نہیں ہے۔

ہماری قوم عام طور پر اقتدار کی تبدیلی اور نئے حکمرانوں کی آمد پر غیر معمولی اُمیدیں وابستہ کر کے بیٹھ جاتی ہے، اور سمجھتی ہے کہ آنے والے حکمران یقیناً موجودہ حکمرانوں سے کچھ بہتر ہی ہوں گے، اور جب چند دن نئے حکمرانوں سے واسطہ پڑتا ہے تو پُرانے حکمرانوں کی یاد ستانے لگتی ہے؟ یا پھر نئے حکمرانوں کی تلاش شروع کر دیتی ہے۔ ایک حکمران کے آنے پر جس طرح شُکرانہ کے نوافل پڑھتی اور مٹھائی تقسیم کرتی ہے، یہی عمل اس حکمران سے نجات حاصل کرنے پر دوہراتی ہے۔

یہ سوچ اور طرزِ عمل قابلِ اصلاح ہے؛ اس میں ہوش سے زیادہ جوش اور دُور بینی و دُور اندیشی سے زیادہ سطحی سوچ کو دَخَل ہے۔

اس طرح نئے آنے والے حکمرانوں سے موجودہ حکمرانوں کے مقابلہ میں زیادہ اُمیدیں وابستہ کر کے خوش

Idara Ghufran

فہمی میں مبتلا ہونا درست نہیں۔

**(۲)**......آج کل ہمارے ملک میں انتخابات کا عمل ووٹوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے، اور ووٹوں کے ذریعہ سے ہی انتخاب پر بعض لوگوں کی ساری توجہات رہتی ہیں، جبکہ عملاً حقیقت یہ ہے کہ بلاشبہ ووٹ کا صحیح استعمال بھی ایک ذمہ داری ہے، جس پر گفتگو ہم آگے چل کر کریں گے۔

لیکن اچھے وبُرے حکمرانوں کے انتخاب میں سارا دخل ووٹوں کا سمجھنا بھی درست نہیں، کیونکہ قرآن وحدیث کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھے اور بُرے اعمال کے اثرات کی شکل میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھے وبُرے حکمرانوں کا انتخاب ہوتا ہے۔

اگر کسی قوم کا عمل اچھا اور نیک ہوتا ہے اور وہ قوم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کاموں سے بچ کر توبہ واستغفار میں مصروف ہوتی اور اللہ تعالیٰ کی رضا والے اعمال کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو نیک صالح اور منصف ورحم دِل حکمران عطا فرماتے ہیں؛ اور اس کے برعکس جو قوم اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے اعمال اختیار کرتی ہے، اور گناہوں کی دلدل میں زندگی گزراتی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ ظالم اور فاسق وفاجر حکمرانوں کو مسلّط فرما دیتے ہیں۔

اس لیے نئے انتخابات سے پہلے ضرورت ہے کہ پوری قوم اور جس جس کو بھی توفیق ہو، وہ اپنے آپ کو گناہوں سے الگ کر کے توبہ واستغفار کے عمل کو تیز کرے، اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے اعمال کی طرف اپنی زندگی کا رُخ تبدیل کرے۔

ہمارے یہاں ایک عرصہ سے ایسے گناہ عام ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کو دعوت دینے والے ہیں، اور ان گناہوں کے نتیجہ میں ظالم اور فاسق حکمران مسلّط کیے جاتے ہیں؛ ان میں موسیقی، بے حیائی جیسے گناہ سرِفہرست ہیں، اور ٹیلی ویژن اور کیبل وغیرہ کے واسطہ سے گھر گھر موسیقی اور بے حیائی کا مرکز بنا ہوا ہے؛ لہٰذا اگر ہم نیک صالح، اور منصف وعادل حکمرانوں کو منتخب کرانا چاہتے ہیں، تو سب سے پہلا اور بنیادی کام یہ کرنا ہوگا کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے والے گناہوں سے بچائیں، اور سچی وپکی توبہ واستغفار کریں۔

**(۳)**......ہمارا جو سیاسی اور مروَّجہ جمہوری نظام ہے، وہ اسلامی اُصولوں سے میل نہیں کھاتا۔

اس نظام میں نیک اور بد، عقل مند اور بے وقوف، تجربہ کار اور اناڑی، عالم وجاہل، عورت ومرد کی رائے کو

برابر درجہ دیا جاتا ہے؛ جو کہ درست نہیں۔

اسلام میں طریقۂ انتخاب اس سے مختلف اور نہایت معتدل اور انصاف وحقیقت پر مبنی ہے، جس کو سرِ دست تبدیل کرنا تو ہمارے اختیار سے باہر ہے؛ لیکن جب تک اس نظام کی اصلاح نہیں ہوتی، اور مروَّجہ نظام جاری ہے تو اسباب کے درجہ میں ہمارے لیے ووٹ کا استعمال اور صحیح استعمال بھی ایک ذمّہ داری ہے۔

آج کل بہت سے لوگ تو ووٹ کو استعمال ہی نہیں کرتے، اور ووٹ کے ہر حال میں استعمال کو غلط اور بُرا سمجھتے ہیں: جو کہ درست نہیں۔ ووٹ کو استعمال کرنا چاہیے، اور اس کو گناہ نہیں سمجھنا چاہیے، کیونکہ موجودہ حالات میں بوجہ مجبوری ہمارے لیے ووٹ کا استعمال ضروری ہو چکا ہے۔

افسوس کہ شریف طبقہ تو ووٹ ڈالنے کو شرافت کے اور اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے، اور دیندار طبقہ دین کے خلاف سمجھتا ہے، جس کی وجہ سے شریف اور نیک و دیندار طبقوں کے ووٹوں کی بڑی تعداد ضائع چلی جاتی ہے، اور دوسری طرف فاسق وفاجر طبقہ ووٹ کے استعمال میں زیادہ پیش پیش نظر آتا ہے، اور وہ اپنے جیسے لوگوں کے حق میں ووٹ دینے کو ترجیح دیتا ہے، جس کے نتیجہ میں معاشرہ میں زیادہ شریر اور فاسق وفاجر حکمرانوں کو ووٹوں میں عام طور پر برتری حاصل ہو جاتی ہے، اور یہ حکمران سالہا سال تک پورے معاشرہ کو ظلم وستم کی چکّی میں پیستے اور فسق وفجور، فحاشی اور بے حیائی کی بھٹی میں جلاتے ہیں؛ جس سے ووٹ استعمال نہ کرنے والے شرفاء اور نیک لوگ بھی متأثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

لہٰذا بحالاتِ موجودہ شرفاء ومہذب اور دیندار طبقے کا ووٹ کو استعمال نہ کرنا باعثِ جرم ہے۔

ایک طبقہ وہ ہے جو ووٹ کا استعمال تو کرتا ہے، لیکن اس کے استعمال میں معیار اپنی ذاتی مفاد، یا عصبیت، وبرادری اور نسل پرستی کو بناتا ہے؛ جو کہ کسی بھی طرح درست نہیں۔ ووٹ کے استعمال کے لیے انتخاب ذاتی مفادات، برادری اور عصبیت سے بالاتر ہو کر وسیع تر قومی واسلامی مفادات کی خاطر ہونا چاہیے۔

بالفرض اگر ملک وملت کی خیر خواہ کوئی شخصیت سامنے نہیں تب بھی کم بُرائی والے کو اس نیت سے ووٹ دینا تاکہ زیادہ بُرائی والے کا زور توڑا جا سکے، انتخاب کا ایک کم سے کم شرعی معیار ہے۔ اس لیے ایسی صورت میں بھی ووٹ کا استعمال اپنی قبر وآخرت کو سامنے رکھ کر حاضرین میں سے کم شَر والے کے لیے ہونا چاہیے، اور اگر خیر وشَر کا مقابلہ ہو تو بہر حال خیر کو شریر پر ترجیح ہوا ہی کرتی ہے۔ اُمید ہے کہ قوم سرِ دست ان ہدایات کو بروئے کار لائے گی تو اس کے اچھے نتائج سے اللہ تعالیٰ محروم نہیں فرمائیں گے۔ ۱۵/۱۰/۱۴۲۸ھ

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۳۷، آیت نمبر ۴۹) مفتی محمد رضوان

# بنی اسرائیل کے اوپر دوسرا انعام

وَاِذۡ نَجَّیۡنٰکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَیَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ. وَفِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ (۴۹)

**ترجمہ:** ’’اور یاد کرو اس وقت کو جب کہ رہائی دی ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے، جو دیتے تھے تم کو بڑی تکلیف، ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو، اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بڑا بھاری امتحان تھا‘‘

## تفسیر وتشریح

اس آیت میں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ اپنے دوسرے ایک بہت بڑے انعام اور نعمت کا ذکر فرماتے ہیں

(معارف القرآن ادریسی وتفسیرِ حقانی)

بنی اسرائیل پر فرعونِ مصر اور اس کی قوم کی طرف سے ہر روز ایک تازہ مصیبت کا سامنا تھا، یہاں تک کہ لڑکے قتل کیے جاتے اور لڑکیاں باقی چھوڑی جاتی تھیں، اس میں بنی اسرائیل پر بڑی سخت مصیبت تھی، اوّل نسل اور قوم کا گُم ہونا پھر لڑکیوں کا غیر اقوام کے استعمال میں آنا، پھر زندہ اولاد کا قتل دیکھنا، ان سب مصائب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ نجات دی، یہ کس قدر احسان اور کیسی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے؟

کسی زمانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام تک ان کی اولاد کنعان ہی میں آباد رہی، پھر بھائیوں کے حسد اور بُغض کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام غلام بن کر مصر میں آئے؛ یہاں اُن کا بادشاہِ مصر کے پاس بڑا عروج ہوا، جب کنعان میں سخت قحط پڑا تو حضرت یعقوب علیہ السلام اور اُن کی تمام اولاد مصر میں آرہی، اور اُن کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑھایا اور کوئی سو برس تک مصر میں ان کے لاکھوں آدمی ہوگئے اور اس عرصہ میں یوسف علیہ السلام کا وصال ہوگیا اور وہ والا فرعون مَرکھپ

گیا۔

اس کے بعد دوسرا فرعون تخت نشین ہوا، جس کا نام مصعب یا ولید بتایا جاتا ہے، اس کو بنی اسرائیل سے سخت دشمنی اور عداوت تھی، اور دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں یہ لوگ ہماری حکومت پر قابض نہ ہوجائیں، اس لیے اُس نے اُن کو سخت سخت تکلیفیں دینی شروع کیں، ان پر ٹیکس مقرر کیے اور سخت محنت سے گارا اور اینٹ کا کام اور کھیتی وغیرہ کی سب قسم کی خدمت ان سے لے کر اُن کی زندگی تلخ کی؛ اس قسم کی مشقت والی خدمتیں بنی اسرائیل سے فرعون اور اُس کے حواری لیتے تھے (تفسیر حقانی، بتغیر)

فرعون اور اس کا لشکر بنی اسرائیل کے لڑکوں کو کیوں قتل کرتے تھے؟

اس کے بارے میں مفسرین نے فرمایا کہ نے ایک وحشت ناک خواب دیکھا تھا، کہ بیت المقدس سے ایک آگ نکلی جس نے مصر کا احاطہ کرلیا ہے، ہر فرعونی کے گھر میں داخل ہوتی ہے اور اس کو جلاتی ہے، اور بنی اسرائیل کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی، کاہنوں نے اس کی یہ تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیرے اور تیری قوم اور تیری سلطنت کے زوال کا ذریعہ ہوگا؛ اس زمانہ میں نجومیوں کو خواب کی تعبیر کی بھی مہارت تھی، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ کاہنوں نے خود ہی اس کی پیشین گوئی کی تھی۔

فرعون نے اس تعبیر یا پیشین گوئی سے ڈر کر نئے پیدا ہونے والے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کردیا اور لڑکیوں سے کیونکہ کوئی ڈر نہیں تھا، اس لیے اُن کو زندہ چھوڑ دیتا تھا، دوسرے عورتوں سے اپنی خدمت گاری کا کام بھی لیتا تھا۔ اسی زمانہ میں موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ فرعون کے ہی کے گھر میں موسیٰ علیہ السلام کی پرورش ہوئی، اور فرعون کی ساری تدبیریں یونہی دھری رہ گئیں۔ ؎

در بہ بست و دشمن اندر خانہ بود　　　قصۂ فرعون زین افسانہ بود

(معارف القرآن ادریسی وانوارُ البیان)

آیت کے آخر میں جو لفظ **" بَلَآءٌ "** آیا ہے:

عربی زبان میں **" بلاء "** آزمائش اور امتحان کو بھی کہتے ہیں، اس اعتبار سے مطلب یہ ہوگا کہ بنی اسرائیل کا اُن تکلیفوں میں امتحان تھا (اوپر ترجمہ اسی مطلب کے اعتبار سے کیا گیا)

اور **" بلاء "** کے ایک معنیٰ انعام کے بھی آتے ہیں، اس اعتبار سے مطلب یہ ہوگا کہ بنی اسرائیل کی تکلیفوں سے نجات دینے میں تم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے (معارف القرآن عثمانی وانوارُ البیان)

درسِ حدیث　　مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

# جمعہ کے دن اعمال کی پیشی

جمعہ کے دن کی ایک فضیلت یہ ہے کہ اس دن بندوں کے اعمال ،نبیوں اوران کے آباء وامہات پر پیش کئے جاتے ہیں۔

اعمال کی پیشی یااعمال کے اٹھائے جانے کا سلسلہ سالانہ بھی ہوتاہے(جیسا کہ شعبان کے مہینہ میں)اور یومیہ بھی ہوتاہے(جیسا کہ صبح وشام کے اعمال)اور ہفتہ وار بھی (جیسا کہ پیراور جمعرات)ان سب دنوں میں تو اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں اور جمعہ کے دن امت کے اعمال ان کے نبیوں کے اوراپنے فوت شدہ آباء واجداد پر پیش کئے جاتے ہیں۔ [۱]

اللہ تعالیٰ کے حضور ہفتہ وار اعمال کی پیشی پیراور جمعرات کے دن ہوتی ہے،جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ یَومَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُلِکُلِّ عَبْدٍ مُّوْمِنٍ اِلَّاعَبْداً بَیْنَه وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اُتْرُکُوْاهٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا (جامع صغیر ج ۳ رقم حدیث ۳۳۱۴بحوالہ صحیح مسلم عن ابی ھریرۃ قال السیوطی صحیح وکنزالعمال ج ۳ رقم حدیث ۷۴۵۲،مؤطا امام مالک، صحیح ابنِ حبان، صحیح ابنِ خزیمه،)

**ترجمہ:** لوگوں کے اعمال ہر ہفتہ میں دومرتبہ پیش کئے جاتے ہیں، پیراور جمعرات کے دن، پس ہر مومن بندہ کی مغفرت کردی جاتی ہے،سوائے اس بندے کے کہ اس کے اوراس کے بھائی کے درمیان کینہ ہو،ان کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ان کو رہنے دو یہاں تک کہ یہ صلح

---

[۱] وسبق الجمع بينه وبين رفع الاعمال بالليل مرة وبالنهار مرة (فيض القدير ج ۳ تحت رقم حديث ۳۳۱۴) يحتمل امران احدهما ان اعمال العباد تعرض على الله تعالىٰ كل يوم ثم تعرض عليه اعمال الجمعة فى كل اثنين وخميس ثم تعرض عليه اعمال السنة فى شعبان فتعرض عرضا بعد عرض ولكل عرض حكمة يطلع عليها من يشاء من خلقه اويستأثر بهاعنده مع انه تعالىٰ لايخفى عليه من اعمالهم خانية، ثانيهما ان المراد انها تعرض فى اليوم تفصيلاً ثم فى الجمعة جملة او بالعكس (حاشية السندى على النسائى، صوم النبى ﷺ)

کرلیں (ترجمہ ختم) [1]

اور حضور ﷺ پیر اور جمعرات کے دن نفلی روزہ رکھا کرتے تھے اور اس کی وجہ بھی یہی بیان فرماتے تھے کہ ان دونوں دنوں میں اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پس میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں۔ [2]

اور ایک روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

**اِنَّ الْاَعْمَالَ تُعْرَضُ یَوْمَ الْخَمِیْسِ وَیَوْمَ الْجُمُعَةِ فیغفر لکل عبد لایشرک باللہ شیئاً الا رجلین فانہٗ یقول أخر وا ھذین حتی یصطلحا** (کنز العمال جلد۳ صفحہ ۴۶۵، حدیث نمبر ۷۴۵۶، عن ابنِ عساکر عن ابی ھریرۃ وشرح مسند ابی حنیفۃ)

**ترجمہ:** جمعرات اور جمعہ کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور ہر ایسے مومن بندے کی مغفرت کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا، مگر دو (نزاع رکھنے والے) آدمیوں کی مغفرت نہیں کی جاتی، اور اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ انہیں رہنے دو یہاں تک کہ یہ صلح نہ کرلیں (ترجمہ ختم)

**فائدہ:** مذکورہ حدیث میں جمعرات کے ساتھ جمعہ کے دن کا ذکر ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کی پیشی پیر اور جمعرات کے علاوہ جمعہ کے دن بھی ہوتی ہے، لیکن بعض دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ

---

[1] اِنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ آدَمَ تُعْرَضُ عَلَی اللہِ عَشِیَّةَ کُلِّ خَمِیْسٍ لَیْلَةِ الْجُمُعَةِ فَلاَ یُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحْمٍ (جامع صغیر ج ۲ رقم حدیث ۲۲۰۹ بحوالہ احمد فی مسندہ والبخاری فی الادب عن ابی ھریرۃ، تصحیح السیوطی حسن و ۲۳۲۸ بحوالہ ابویعلی فی مسندہ عن الحسین بن علی تصحیح السیوطی ضعیف) (قال الھیثمی والمنذری رجالہ' ثقات (فیض القدیر ج۲ رقم ۲۲۰۹)
(تعرض اعمال الناس) الظاھر انہ اراد المکلفین منھم بقرینۃ ترتیبہ المغفرۃ علی العرض وغیر المکلف لاذنب لہ یغفر لہ کل جمعۃ مرتین قال القاضی :اراد بالجمعۃ الاسبوغ فعبر عن الشیئ بآخرہ ومایتم بہ ویوجد عندہ والمعروض علیہ ھواللہ تعالیٰ او ملک یوکلہ علی جمیع صحف الاعمال وضبطھا (فی کل جمعۃ مرتین یوم الاثنین ویوم الخمیس) وسبق الجمع بینہ وبین رفع الاعمال باللیل مرۃ وبالنھار مرۃ (فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ اِلَّاعَبْداً) بالنصب لانہ استثناء من کلام موجب وفی روایۃ عبد بالرفع وتقدیرہ فلایحرم احد من الغفران الا عبد ومنہ بالرفع ذکرہ الطیبی (بَیْنَہ' وَبَیْنَ اَخِیْہِ شَحْنَاءُ) بفتح فسکون ونون ممدودۃ ای غل فیقال اترکوا ھذین (حَتّٰی یَفِیْئَا) ای یرجعا عما ھما علیہ من التقاطع والتباغض والفیئۃ کبیعۃ الحالۃ من الرجوع ،قال الطیبی:ای باسم الاشارۃ بدل الضمیر لمزید التعبیر والتنفیر فی البر (فیض القدیر ج۳ص ۳۲۹،تحت حدیث رقم ۳۳۱۴)
(فیغفر اللہ) ای للمذنبین ذنوبھم المعروضۃ علیہ (فیض القدیر للمناوی ج۳ص ۳۳۰)

[2] کان رسول اللہ ﷺ یصوم یومین من کل جمعۃ لایدعھا یوم الاثنین والخمیس ،فقال علیہ السلام ھذاان یومان تعرض فیھما الاعمال علی رب العالمین فاحب ان یعرض عملی وانا صائم (طحاوی)

پیراور جمعرات کے دن پیشی اللہ تعالیٰ کے حضور ہوتی ہے اور جمعہ کے دن انبیائے کرام علیہم السلام اور آباء واجداد و دیگر قریبی اعزہ (جن کے لئے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے) کے سامنے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**اِنَّ اَعْـمَـالَ اُمَّتِیْ تُعْرَضُ عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَةٍ وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلَی الزُّنَاةِ**

(ابونعیم فی الحلیة عن انس کنزالعمال ج ۵ رقم حدیث ۱۳۰۱۶)

**ترجمہ:** میری امت کے اعمال میرے اوپر ہر جمعہ کے دن پیش کئے جاتے ہیں اور زنا کاروں پر اللہ تعالیٰ کا غضب شدید ہوتا ہے (ترجمہ ختم)

ایک حدیث میں ہفتہ وار اعمال کی پیشی کی تفصیل اس طرح آئی ہے کہ:

**تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِ ثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ عَلَی اللّٰہِ وَتُعْرَضُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَعَلَی الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّھَاتِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَیُفْرَحُوْنَ بِحَسَنَاتِھِمْ وَتَزْدَادُوُجُوْھُھُمْ بَیَاضًاوَاِشْرَاقًافَاتَّقُوْاللّٰہَ وَلَا تُؤْذُوْامَوْتَاکُمْ** (جامع صغیر ج ۳ رقم حدیث ۳۳۱۶ بحواله حکیم عن والد عبدالعزیز تصحیح السیوطی حسن ،کذا فی کنز العمال جلد۱۶ صفحه ۴۶۹، حدیث نمبر ۴۵۴۹۳)

**ترجمہ:** ''پیراور جمعہ کے دن بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام پر (ان کے امتیوں کے اعمال) اور آباء وامہات پر (ان کی اولاد اور نسلوں کے (اعمال) جمعہ کے دن پیش کئے جاتے ہیں، پس یہ حضرت لوگوں کے نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں، اور ان کے چہرے خوشی سے سفید اور چمکدار ہو جاتے ہیں، پس تم اللہ سے ڈرو اور اپنے مُردوں کو ایذاء نہ پہنچاؤ'' (ترجمہ ختم)

**فائدہ:** اس حدیث معلوم ہوا کہ ہفتہ وار اعمال کی پیشی اس طرح ہوتی ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن تو اللہ تعالیٰ کے حضور ہوتی ہے اور جمعہ کے دن انبیاء اور آباء وامہات کے سامنے ہوتی ہے۔ [۱]

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن امت کے اعمال انبیائے کرام کے علاوہ آباء وامہات پر بھی

---

[۱] ای یعرض عمل کل امة علیٰ نبیها (وعلی الآباء والامهات) ای یعرض عمل کل فرع علی اصلهٖ والکلام فی اصل مسلم (یوم الجمعة) ای یوم کل جمعة فیفرحون یعنی الآباء والامهات ویمکن رجوعه الی الانبیاء علیهم الصلاة والسلام ایضاً (بحسناتهم وتزداد وجوههم بیاضا واشراقا والمراد وجود ارواحهم ای ذواتها ای ویحزنون بسیئاتهم کما یدل علیه قوله (فاتقوا الله) خافوه (ولا تؤذوا موتاکم) الذین یقع الارض علیهم بارتکاب المعاصی وفائدة العرض علیهم اظهار الله للأموات عذره فیما یعامل به أحیائهم من عاجل العقوبات وأنواع البلیات فی الدنیا فلو بلغهم ذالک

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ ہو﴾

پیش کئے جاتے ہیں۔ جوان کے سامنے اللہ تعالیٰ پیش کرتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے پیش کرتے ہیں۔ ۱؎

بعض دوسری احادیث میں اعزہ اور اقرباء پر اعمال پیش کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ ۲؎

---

﴿گذشتہ صفحے کا باقی حاشیہ﴾ من غير عرض اعمالهم عليهم لكان وجدهم اشد، قال القرطبى: يجوز ان يكون الميت يبلغ من أفعال الأحياء وأقوالهم مايؤذيه أويسره بلطيفة يحدثها الله لهم من ملك يبلغ او علامة او دليل او ماشاء الله (وهو القاهر فوق عباده) وعلى مايشاء وفيه زجر عن سوء القول فى الاموات وفعل ماكان يسرهم فى حياتهم وزجر عن عقوق الاصول والفروع بعد موتهم بمايسوءهم من فعل او قول، قال: واذا كان الفعل صلة وبرا كان ضده قطعية وعقوقا (فيض القدير جلد۳ صفحه ۳۳۰، رقم حديث ۳۳۱۶)

(ان اعمال العبادتعرض )زادفى روايته على رب العالمين (يوم الاثنين ويوم الخميس)فليستح عبدان يعرض علىٰ من انعم عليه من عمله مانهاه عنه ولايعارضه خبررفع عمل الليل قبل النهاروالنهارقبل الليل لانهاتعرض كل يوم ثم تعرض اعمال الجمعة كل اثنين وخميس ثم اعمال السنة فى شعبان فيعرض عرضاًبعدعرض ولكل عرض حكمة استأثربهاالله اواطلع عليهامن شاء والمراد تعرض فى اليوم تفصيلاثُم فى الجمعة جملة اوعكسه (فيض القدير جلد۲تابع حرف الهمزة،رقم حديث ۲۲۰۸)

والمعنىٰ ترفع اعمالهم الى الملأ الاعلىٰ ولاينافيه رفعها كل يوم اعمال الليل بعد صلاة الصبح واعمال النهار بعد صلاة العصر وكل يوم اثنين وخمسين لان الاول رفع عام لجميع مايقع فى السنة والثانى رفعخاص لكل يوم وليلة والثالث رفع لجميع مايقع فى الاسبوع وكان حكمة تكرير هٰذا الرفع مزيد تشريف الطائفتين و تقبيح العاصين (مرقاة جلد۳،صفحه ۱۱۵ ،باب قيام شهررمضان)

۱؎ ومعنى العرض هنا الظهوروذالك ان الملائكة تقرء الصحف فى هذين اليومين(حاشيه فيض القدير ج۲ص ۵۴۰) وقد تقدم ان الاعمال تعرض على اللهتبارك وتعالىٰ يوم الخميس ويوم الاثنين وعلى الانبياء والآباء والامهات يوم الجمعة(المدخل ج ۱ ،فصل زيارة سيدالاولين والآخرين)

۲؎ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اعمالكم تعرض علىٰ اقاربكم وعشائركم من الدعوات فان كان خيرا استبشرواوان كان غيرذالك قالوا اللهم لاتمتهم حتى تهديهم كما هديتنا(مسنداحمد ،حديث نمبر ۱۲۲۲۲)

امام طبری نے تہذیب الآثار میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

ان اعمالكم تعرض علىٰ اقربائكم من موتاكم فان رأوا خيرا فرحوا به وان رأواشراكرهوا(تهذيب الآثار للطبرى ج۲ص ۲۲۴ ،حديث نمبر ۱۵۲)

اور ابوداؤد الطیالسی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اعمالكم تعرض على عشائركم واقربائكم فى قبورهم فان كان خيرا استبشروا وان كان غير ذالك قالوا اللهم الهمهم ان يعملوا بطاعتك (مسند طيالسى،حديث نمبر ۱۸۹۴)

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاتفضحوا موتاكم بسيئات اعمالكم فانها تعرض علىٰ اوليائكم من اهل القبور(المنامات)

ادارہ

# ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی

گزشتہ کئی سالوں سے ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی کا نظم قائم ہے، حسبِ سابق اس سال بھی ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی کا نظم قائم کیا گیا ہے، ادارہ غفران میں ہونے والی اجتماعی قربانی سے متعلق جو ہدایات وشرائط جاری کی گئی ہیں ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(1) مالِ حلال سے حصہ ڈالنے کا اہتمام فرمائیں ورنہ سب کی قربانی ناقص ہونے کا اندیشہ ہے، جس کا پورا پورا وبال مال حرام سے شرکت کرنے والے پر ہوگا (2) شرکت کنندہ کی جانب سے ادارہ کی انتظامیہ جانور کے خرید اور تعیین سے لے کر آخری مراحل تک وکیل کی حیثیت سے مجاز ہوگی پیشگی اجازت ہونی چاہئے تاکہ شرعی طریقہ پر قربانی صحیح ہوجائے (3) سری اور زبان بنانے کا انتظام نہیں ہوتا، بلکہ سری ضرورت مندوں کو فراہم کردی جاتی ہے (4) پائے حصہ میں شامل کر کے گوشت کے ساتھ ملائے جاتے ہیں (5) اجتماعی قربانی میں اسی سال کی ادا قربانی کی نیت سے شامل ہوا جاسکتا ہے، گذشتہ کسی سال کی زندہ یا مردہ کی طرف سے قضا قربانی کی نیت سے شرکت شرعاً جائز نہیں، البتہ ایصالِ ثواب کی غرض سے قربانی کی جاسکتی ہے، اور اسی طرح عقیقہ کا حصہ بھی شامل کیا جاسکتا ہے (6) ادارہ کی طرف سے حصہ داران سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا، البتہ قربانی کے عمل میں آنے والے معقول اخراجات قربانی کی قیمت کی مد سے منہا کئے جاتے ہیں (7) اجتماعی قربانی کی کھالیں بطور صدقہ ادارہ غفران کے مصارف میں جمع ہوکر ثواب دارین کا باعث ہوجاتی ہیں (8) قربانی کے دن ادارہ سے رابطہ رکھا جائے اور بروقت اپنے حصہ کا گوشت حاصل کرلیا جائے، اس سلسلے میں کوتاہی کرنے سے انتظامیہ کو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور بدنظمی کی نوبت آتی ہے، اور تاخیر ہونے پر گوشت کے خراب وضائع ہونے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے (9) جانور کے چارہ پانی اور دیگر تمام اخراجات بھی قربانی کی قیمت میں شامل ہوتے ہیں، اور ادارہ کی طرف سے سستے جانور خریدنے کی ممکنہ کوشش ہوتی ہے تاہم مارکیٹ کے اعتبار سے قیمت میں اتار چڑھاؤ ایک بدیہی چیز ہے، اس لئے اجتماعی قربانی کے تمام جانور یکساں قیمت کے نہیں ہوتے (10) پہلے دن قربانی کے جانوروں کی تعداد مکمل ہونے پر دوسرے تیسرے دن قربانی ادا کی جاتی ہے اس لئے پہلے دن

Idara Ghufran

باری نہ آنے پر کسی قسم کی تشویش نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ دوسرے تیسرے دن گوشت وغیرہ بنانے میں زیادہ سہولت رہتی ہے **(11)** اپنی قربانی کے ذبح کے وقت موجود رہنا اور حسبِ حیثیت شرکت وتعاون کرنا شرعاً ایک پسندیدہ عمل ہے اس فضیلت کے حصول کی بھی کوشش کرنی چاہئے تاہم ادارہ کی طرف سے قربانی کے وقت موجود رہنا ضروری نہیں۔

## امسال ۱۴۲۸ھ کے لئے اجتماعی قربانی میں فی حصہ قیمت

**عام حصہ:** پینتیس سو روپے (3500/-)۔ **متوسط حصہ:** چار ہزار روپے (4000/-)

**مزید معلومات کے لئے**

ادارہ غفران ٹرسٹ گلی نمبر 17 چاہ سلطان راولپنڈی فون نمبرز:-051-5507270

0333-5365831، سے رجوع فرمائیں۔

---

## حج وعمرہ تربیتی کورس

حج وعمرہ کے سفر پر جانے والے حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حسبِ سابق اس سال بھی مفتی محمد رضوان صاحب کی زیرِ نگرانی، ادارہ غفران ٹرسٹ کے زیرِ انتظام حج وعمرہ تربیتی کورس منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں انشاءاللہ تعالیٰ اہم احکام ومسائل اور آسان طریقۂ حج وعمرہ کی تعلیم وتربیت دی جائے گی۔ خواتین کے لئے پردہ کا معقول انتظام ہوگا۔ عازمینِ حج وعمرہ شرکت فرما کر مستفید ہوں۔

**آغاز:** 9/نومبر 2007ء، ۲۷/شوال ۱۴۲۸ھ بروز جمعہ **اختتام:** 13/نومبر 2007ء بروز منگل

**بوقت:** بعد نماز مغرب تا عشاء **بمقام:** مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار، راولپنڈی

---

**منجانب: ادارہ غفران (ٹرسٹ) چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی۔ فون 051.5507530**

Idara Ghufran

**بسلسلہ: تاریخی معلومات** مولوی طارق محمود

# ماہِ شوال: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں

□...... **ماہِ شوال ۲۵۱ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن داؤد بن رزق بن داؤد بن ناجیہ بن عمری المھری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابوعبداللہ بن ابوناجیہ الاسکندرانی کے نام سے مشہور تھے، ابوجحیفہ داؤد بن ابوناجیۃ (یہ آپ کے والد ہیں)، زیاد بن یونس الحضرمی، سفیان بن عیینۃ، ضمرہ بن ربیعہ اور عبداللہ بن وہب رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، امام ابوداؤد، امام نسائی، ابراہیم بن یوسف بن خالد الھسنجانی، ابوبکر عبداللہ بن ابوداؤد، عبداللہ بن محمد بن یونس السمنانی اور عمر بن احمد بن السنی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، اسکندریہ کے مقام پر وفات ہوئی (تھذیب الکمال ج۲۵، ص ۱۷۴)

□...... **ماہِ شوال ۲۵۴ھ**: میں حضرت ابوجعفر محمد بن منصور بن داؤد بن ابراہیم الطّوسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ بغداد میں رہتے تھے، امام احمد بن حنبل، اسماعیل بن علیہ، ابوالمنذر اسماعیل بن عمر الواسطی، اسود بن سالم اور حجاج بن محمد رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، امام ابوداؤد، امام نسائی، احمد بن علی الآبار، ابوسعید احمد بن الخراز الصوفی، اسحاق بن احمد الفارسی، حسین بن اسماعیل المحاملی اور سعید بن عثمان رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ۸۸ سال کی عمر میں بغداد میں وفات ہوئی (تھذیب الکمال ج۲۶ ص ۵۰۳، سیر اعلام النبلاء ج۱۲ ص ۲۱۴)

□...... **ماہِ شوال ۲۵۴ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ احمد بن عبدالواحد بن واقد التمیمی الدمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابن عبود کے نام سے مشہور تھے، آدم بن ابی ایاس العسقلانی، سلام بن سلیمان المدائنی، ابوصالح عبداللہ بن صالح المصری، عبداللہ بن یوسف التنیسی اور ابومسہر عبدالاعلیٰ بن مسہر الغسانی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، امام ابوداؤد، امام نسائی، ابراہیم بن دحیم الدمشقی، ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن مروان القرشی، ابوبکر احمد بن عمرو بن ابوعاصم النبیل اور ابوالحسن احمد بن عمیر بن یوسف بن جوصی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، جمعہ کی رات آپ کی وفات ہوئی (تھذیب الکمال ج۱ ص ۳۹۵، تھذیب التھذیب ج۱ ص ۵۰)

□...... **ماہِ شوال ۲۵۵ھ**: میں حضرت ابوعبیداللہ محمد بن عمر بن ہیاج الھمدانی الصائدی الکوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، اسماعیل بن صبیح الیشکری، طلق بن غنام النخعی، عبیداللہ بن موسیٰ، قبیصہ بن عقبہ اور یحییٰ بن

عبدالرحمٰن الارجبی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، اسحاق بن ابراہیم بن جمیل، حسین بن اسحاق التستری اور حسین بن محمد بن مصعب رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں (تھذیب الکمال ج۲۶ ص ۱۸۰، تھذیب التھذیب ج۹ ص ۳۲۳)

□......**ماہِ شوال ۲۵۸ھ:** میں حضرت ابوجعفر محمد بن ھارون بن ابراہیم الربعی البغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابنِ ابی نشیط کے نام سے مشہور تھے، بشر بن الحارث الحافی، ابوالیمان حکم بن نافع، حیوۃ بن شریح الحمصی، روح بن عبادہ اور ابوعاصم ضحاک بن مخلد رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، امام ابن ماجہ، احمد بن نصر بن سندویہ البندار (المعروف حبشون) جنید بن حکیم الدقاق، حسین بن اسماعیل المحاملی، عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم مدائنی اور عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں (تھذیب الکمال ج۲۶ ص ۵۶۱، سیراعلام النبلاء ج۱۲ ص ۳۳۵، تھذیب التھذیب ج۹ ص ۴۳۶)

□......**ماہِ شوال ۲۶۱ھ:** میں حضرت ابویحییٰ محمد بن سعید بن غالب البغدادی العطار الضریر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: اسباط بن محمد القرشی، اسماعیل بن علیہ، ابواسامہ حماد بن اسامہ، حماد بن خالد الخیاط اور زید بن حباب رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: احمد بن حمدون بن عمارۃ، قاضی ابوالعباس احمد بن سریج الشافعی، اسماعیل بن عباس الوراق اور حسن بن مثنی بن معاذ العنبری رحمہم اللہ (تھذیب الکمال ج۲۵ ص ۲۷۶، سیراعلام النبلاء ج۱۲ ص ۴۳۵)

□......**ماہِ شوال ۲۶۱ھ:** میں حضرت ابویوسف یعقوب بن عبیدالنہرتیری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ عراق کے مشائخ میں شمار ہوتے تھے، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: امام وکیع، علی بن عاصم، ابواسامہ، ابومسہر اور ہشام بن عمار رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: ابن ابی الدنیا، ابوبکر بن ابی داؤد، عبداللہ بن محمد الحامض اور محمد بن خالد رحمہم اللہ (سیر اعلام النبلاء ج۱۲ ص ۳۳۸)

□......**ماہِ شوال ۲۶۱ھ:** میں حضرت ابوالحسن علی بن الحسین بن ابراہیم بن الحر بن زعلان العامری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ مشہور شخصیت محمد بن الحسین رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی تھے، اسحاق بن یوسف الازرق، اسماعیل بن علیۃ، حجاج بن محمد، داؤد بن المحبر، روح بن عبادہ اور ابوبدر شجاع بن ولید رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ، قاضی ابوبکر احمد بن علی بن سعید المروزی، قاضی ابوالعباس احمد بن عمر بن سریج الشافعی، قاضی ابوبکر احمد بن عمرو بن ابوعاصم النبیل، اسحاق بن حکیم اور

اسماعیل بن عباس الوراق رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی (تھذیب الکمال ج ۲۰ ص ۳۸۱، تھذیب التھذیب ج۲ ص ۲۶۷)

□......**ماہِ شوال ۲۶۳ھ**: میں حضرت ابوایوب سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن ابوداوٗد الحرانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ابونعیم فضل بن دکین اور محمد بن سلیمان بن ابوداوٗد رحمہما اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، امام نسائی، ابوبکر احمد بن محمد بن صدقہ البغدادی، ابوعروبہ حسین بن محمد الحرانی، سعید بن عمرو البردعی، عبداللہ بن مسلم الاسفرایینی اور عبداللہ بن وھب الدینوری رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (تھذیب الکمال ج۱۲ ص ۱۸. تھذیب التھذیب ج۲ ص ۱۷۹)

□......**ماہِ شوال ۲۶۴ھ**: میں حضرت ابوالعباس احمد بن انس القربیطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابن انس کے نام سے مشہور تھے، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: محمد بن ابی بکر المقدمی، ابراہیم بن زیاد سبلان اور وہب بن بقیہ رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: امام ابوحاتم رازی، عبدالرحمٰن بن احمد (یہ آپ کے بیٹے ہیں) اور محمد بن نوح رحمہم اللہ (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۵۴)

□......**ماہِ شوال ۲۶۴ھ**: میں حضرت ابوحفص عمر بن خطاب السجستانی القشیری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ اھوازؔ میں رہتے تھے، آدم بن ابی ایاس، اسحاق بن ابراہیم بن علاء الزبیدی، اسماعیل بن ابان الوراق، اصبغ بن فرج، حسان بن غالب بن نجیح المصری اور ابوالیمان حکم بن نافع رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، امام ابوداوٗد، ابراہیم بن فہد بن حکیم الساجی، احمد بن صقر بن ثوبان، احمد بن عبدالکریم العسکری الزعفرانی، احمد بن یحییٰ بن زہیر التستری اور ابویزید خالد بن النضر القرشی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ۹۰ سال کے قریب عمر پائی (تھذیب الکمال ج۲۱ ص ۳۲۸، تھذیب التھذیب ج۷ ص ۳۸۸)

□......**ماہِ شوال ۲۶۵ھ**: میں حضرت ابوالحسن علی بن حرب بن محمد بن حرب بن حیان بن مازن الطائی الموصلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ مشہور شخصیت احمد بن حرب رحمہ اللہ کے بھائی تھے، ابان بن سفیان التغلبی، احمد بن عبداللہ بن یونس، احمد بن محمد بن حنبل، اسباط بن محمد القرشی، اسماعیل بن زبان اور حسان بن موسیٰ الاشیب رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، امام نسائی، ابراہیم بن محمد بن علی بن بطحاء، احمد بن سلیمان العبادانی، ابوبکر احمد بن محمد بن اسد البغدادی، احمد بن محمد بن محمد بن عبیدۃ الشعرانی اور اسماعیل بن عباس الوراق رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، آپ کی ولادت آذربائیجان میں ۱۷۵ء میں ہوئی (تھذیب الکمال ج۲۰ ص ۳۶۴،

سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۲۵۳)

□......**ماہِ شوال ۲۶۶ھ**: میں حضرت ابو جعفر محمد بن عبد الملک بن مروان بن الحکم الواسطی الدقیقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ نے حدیث کی سماعت یزید بن ہارون، وہب بن جریر، یعلیٰ بن عبید، ابو احمد الزبیری، سعید بن عامر، ابو علی الحنفی اور سلم بن سلام الواسطی رحمہم اللہ سے کی، امام ابوداؤد، ابن ماجہ، ابراہیم الحربی، یحییٰ بن صاعد، ابراہیم بن عرفہ، عبد الرحمٰن بن ابی حاتم اور ابو سعید بن الاعرابی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۵۸۳، تهذیب التهذیب ج ۹ ص ۲۸۲)

□......**ماہِ شوال ۲۶۶ھ**: میں حضرت ابو علی حسن بن شجاع بن رجاء البلخی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کا شمار حدیث کے ائمہ میں ہوتا ہے، طلبِ علم کے لئے آپ نے شام، عراق اور مصر کے سفر کئے، اسحاق بن راھویہ، اسماعیل بن خلیل الخزاز، خلیفہ بن خیاط، سعید بن حکم بن ابی مریم، ابو مسہر عبد الاعلیٰ بن مسہر، عبید اللہ بن موسیٰ اور علی بن المدینی رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، احمد بن حمدون النجار، احمد بن علی بن مسلم الآبار، ابو زرعہ عبید اللہ بن عبد الکریم الرازی، محمد بن اسحاق الثقفی السراج، محمد بن اسماعیل البخاری اور محمد بن زکریا البلخی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ۴۹ سال کی عمر میں وفات پائی (تهذیب الکمال ج ٦ ص ۱۷۵، سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۱۸۹)

□......**ماہِ شوال ۲۶۷ھ**: میں حضرت ابو بکر بن ابو احمد البند ار رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، آپ کا پورا نام محمد بن جعفر بن محمد بن الھیثم بن عمران الانباری تھا، احمد بن خلیل البرجلانی، محمد بن احمد بن ابو العوام الریاحی، جعفر بن محمد بن شاکر الصائغ اور محمد بن اسماعیل الترمذی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابن سمیکہ، ابو علی بن شاذان، ابو نعیم، ابو بکر البرقانی، ابن داؤد الرزاز اور محمد بن ابی اسحاق المز کی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، عاشوراء (دس محرم) کے دن ۲۶۰ء میں اچانک آپ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱٦ ص ٦۳)

□......**ماہِ شوال ۲۷۰ھ**: میں حضرت ابو محمد ربیع بن سلیمان بن عبد الجبار بن کامل المرادی المؤذن رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ امام شافعی رحمہ اللہ کے خصوصی شاگرد تھے اور شافعی مسلک کی اہم کتب امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، اسد بن موسیٰ، ایوب بن سوید الرملی، بشر بن بکر التنیسی، حجاج بن ابراہیم الازرق اور خالد بن عبد الرحمٰن رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ، ابو الحسن احمد بن بہزاذ بن مہران السیر افی، ابو الحریش احمد بن عیسیٰ الکلابی اور حسن بن حبیب بن عبد الملک الحصائری

رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، مصر کے امیر حمارویہ بن احمد (ابن طولون) نے نماز جنازہ پڑھائی (تھذیب الکمال ج۹ ص ۸۹، سیراعلام النبلاء ج۱۲ ص ۵۹۰، تھذیب التھذیب ج۳ ص ۲۱۳)

□...... **ماہِ شوال ۲۷۲ھ:** میں حضرت ابوالفضل عبیداللہ بن واصل بن عبدالشکور بن زین البخاری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ابوالولید الطیاسی، عبدالسلام بن مطہر، حسن بن سوار البغوی، عبدان بن عثمان المروزی اور مسدد بن مسرہد رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، محمد بن اسماعیل، صالح بن محمد جزرۃ اور عبداللہ بن محمد بن یعقوب البخاری رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں (سیراعلام النبلاء ج۱۳ ص ۲۳۸)

□...... **ماہِ شوال ۲۷۵ھ:** میں حضرت ابوبکر یحییٰ بن ابی طالب البغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کی ولادت ۱۸۲ھ میں ہوئی، علی بن عاصم، ابوبدر شجاع بن الولید، یزید بن ھارون، عبدالوھاب بن عطاء اور ابوداوٗد الطیاسی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، امام ابوبکر بن ابی الدنیا، ابن صاعد، ابوجعفر بن البختری، عثمان بن السماک اور ابوسہل القطان رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (سیر اعلام النبلاء ج۱۲ ص ۶۱۹)

□...... **ماہِ شوال ۲۷۵ھ:** میں امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، اس دن شوال کی ۱۶ تاریخ تھی، آپ کا اصل نام سلیمان تھا، آپ ۲۰۲ھ میں سیستان میں پیدا ہوئے تھے آپ نے جس زمانے میں آنکھیں کھولیں اس وقت علمِ حدیث کا حلقہ بہت وسیع ہو چکا تھا اس لئے آپ نے وقت کے مشاہیر علماء سے علمِ حدیث حاصل کیا، حافظ ابن حجر کے اندازے کے مطابق آپکے شیوخ کی تعداد تین سو سے زائد ہے، علم حدیث کے ساتھ ساتھ آپ پر فقہی ذوق بھی غالب تھا، آپ کی بہت تصنیفات ہیں جن میں سب سے زیادہ مقبولیت سنن ابوداوٗد کو ملی، یہ پانچ لاکھ احادیث نبویہ کا وہ بہترین مجموعہ ہے جو علمِ دین میں اپنی نظیر نہیں رکھتا یہ کتاب تمام علماء میں اور فقہاء کے سب طبقوں میں باوجود اختلاف مذاہب کے حَکَم مانی جاتی ہے علماء نے اس کی متعدد شروحات لکھی ہیں (تھذیب الکمال ج۱۱ ص ۳۶۷، سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۲۲۱، طبقات الحفاظ ج۱ ص ۵۱، تھذیب التھذیب ج۱ ص ۱۵۱، ظفرالمحصلین ص ۱۲۷ تا ۱۳۷ بتغیر)

□...... **ماہِ شوال ۲۷۶ھ:** میں حضرت ابوالقاسم یزید بن محمد بن عبدالصمد بن عبداللہ بن یزید بن ذکوان القرشی الدمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، احمد بن ابی الحواری، آدم بن ابی ایاس، ابوالنضر اسحاق بن ابراھیم الفرادیسی، جنادہ بن محمد المرادی، ابوالیمان حکم بن نافع البھرانی اور حماد بن مالک الوستانی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، امام ابوداوٗد، امام نسائی، ابواسحاق ابراھیم بن محمد بن ابی ثابت، ابوالحسن احمد بن

سلیمان بن ایوب بن حذلم اور احمد بن عمرو بن جابر الرملی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، دمشق میں آپ کی وفات ہوئی(تهذيب الكمال ج ۳۲ ص ۲۳۷)

□......**ماہِ شوال ۲۷۶ھ**: میں حضرت ابوالقاسم یزید بن عبدالصمد الدمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، ابومسہر، ابوبکر الحمیدی، ابوالیمان، ابوالجماہر، آدم بن ابی ایاس اور سلیمان بن حرب رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، امام ابوداؤد، امام نسائی، ابوحاتم، ابوزرعۃ النصری، ابوعلی الحصائری، ابن جوصا اور ابوعوانہ رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، آپ کی ولادت ۱۹۸ھ میں ہوئی اور دمشق میں وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱۵۲)

□......**ماہِ شوال ۲۷۶ھ**: میں حضرت ابوقلابہ عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالملک بن مسلم الرقاشی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: اشہل بن حاتم، بشر بن عمر الزہرانی، حجاج بن منہال، حسن بن عمرو العبدی، روح بن عبادہ اور سعید بن عامر الضبعی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: امام ابن ماجہ، ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ الکجی، ابراہیم بن علی الهجمی، احمد بن سلیمان النجاد، احمد بن کامل بن شجرۃ القاضی اور احمد بن یحیٰی بن جابر البلاذری رحمہم اللہ، آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے ہاں ھد ھد پرندے کی ولادت ہوئی، توان کو یہ تعبیر دی گئی کہ اگر تیرا خواب سچا ہو تو تیرے ہاں ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جو کثرت سے نمازیں پڑھے گا، آپ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ ایک دن میں چار سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، ۱۹۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی(تهذيب الكمال ج ۱۸ ص ۴۰۴، سير اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱۷۸، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۵۰، تهذيب التهذيب ج ۶ ص ۳۷۲)

□......**ماہِ شوال ۲۷۷ھ**: میں حضرت ابوجعفر بن ابو المثنیٰ یحیٰی بن عیسیٰ بن ھلال التمیمی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ عراق کے مشہور شہر موصل کے شیخ شمار ہوتے تھے۔ حضرت ابوبکر السکونی، عبدالوھاب بن عطاء، جعفر بن عون، محمد بن عبید، ابوالنضر اور محمد بن القاسم الاسدی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابویعلیٰ محمد بن عباس، یزید بن محمد بن ایاس اور عبداللہ بن جعفر بن اسحاق الجابری رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں(سير اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۱۴۰)

□......**ماہِ شوال ۲۷۷ھ**: میں حضرت ابوموسیٰ عیسیٰ بن عبداللہ بن سنان بن دلویہ البغدادی الطیاسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، عبیداللہ بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن المقریٔ، ابونعیم، عفان اور ابوبکر الحمیدی رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، اسماعیل الصفار، محمد بن البختری، احمد بن کامل اور ابوبکر الشافعی رحمہم اللہ آپ

سے حدیث روایت کرتے ہیں(سیر اعلام النبلاء ج۱۲ ص ۶۱۹)

□......**ماہِ شوال ۲۷۸ھ:** میں حضرت ابوسعید ہاشم بن مرثد الطبرانی الطیاسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آدم بن ایاس، یحییٰ بن معین اور صفوان بن صالح رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، عبدالملک بن محمد الحرانی، سعید بن ھاشم (یہ آپ کے بیٹے ہیں) یحییٰ بن زکریا نیشاپوری اور سلیمان الطبرانی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۲۷۰)

□......**ماہِ شوال ۲۷۹ھ:** میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن جابر بن حماد المروزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابو عبیداللہ المروزی کے نام سے مشہور تھے، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: ھدبہ بن خالد علی بن المدینی، شیبان بن فروخ، امام احمد بن حنبل، ابومصعب الزھری، حبان بن موسیٰ علی بن حجر اور اسحاق بن راھویہ رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: امام بخاری، ابن خزیمہ، ابوحامد بن الشرقی، ابوالعباس الدغولی اور ابوالعباس المحبوبی رحمہم اللہ، وسطی ایشیاء کے مشہور شہر مَرو میں آپ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۲۸۲)

□......**ماہِ شوال ۲۸۳ھ:** میں حضرت ابوالقاسم اسحاق بن ابراھیم بن محمد بن خازم بن سنین الختلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ بغداد میں رہتے تھے، علی بن الجعد، ابونصر التمار، کامل بن طلحہ، داؤد بن عمر الضبی اور ھشام بن عمار رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابوجعفر محمد بن عمرو الرزاز، ابوسہل بن زیاد، ابوعمرو بن السماک اور ابوبکر الشافعی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۳۴۳)

□......**ماہِ شوال ۲۸۳ھ:** میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب الاموی البصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، محمد بن عبدالملک (یہ آپ کے والد ہیں) ابوالولید الطیاسی، ابوسلمۃ المنقری، ابوعمر الحوضی اور سھل بن یسار رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، یحییٰ بن محمد بن صاعد، ابوبکر النجاد، اسحاق بن احمد الکاذی اور عبدالباقی بن قانع رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۴۱۳)

□......**ماہِ شوال ۲۸۴ھ:** میں حضرت ابوبکر عبدالصمد بن ھارون القیسی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، امام قتیبہ، ابومصعب، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ اور ہشام بن عمار رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، ابوحامد بن الشرقی، مؤمل بن الحسین، محمد بن صالح بن ھانیٔ اور احمد بن اسحاق الصیدلانی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی (سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص ۲۰)

□......**ماہِ شوال ۲۸۴ھ:** میں حضرت ابویعقوب اسحاق بن الحسن بن میمون البغدادی الحربی رحمہ اللہ

کی وفات ہوئی،ھوذۃ بن خلیفہ،حسین بن محمد المروزی،موسیٰ بن داؤد،عفان بن مسلم اورابونعیم رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی،محمد بن مخلد،ابوبکرالنجاد،ابوسھل بن زیاد،ابوبکرالشافعی،ابوعلی الصواف اور ابوبکرالقطیعی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۴۱۱)

□......**ماہِ شوال ۲۸۸ھ**: میں حضرت ابوالقاسم عثمان بن سعید بن بشارالبغدادی الانماطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی،آپ ابن بشار کے نام سے مشہور تھے،آپ کو شافعی مسلک کا شیخ کہا جاتا تھا،آپ کے ذریعے شافعی مسلک بغداد میں پھیلا،آپ نے فقہ کی تعلیم امام مزنی اور ربیع المرادی رحمہما اللہ سے حاصل کی اورابوالعباس بن سریج رحمہ اللہ نے آپ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی،بغداد میں آپ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۴۳۰، العبرفی خبر من غبر ج ۱ ص ۱۰۲)

□......**ماہِ شوال ۲۸۹ھ**: میں حضرت ابوعبدالملک احمد بن ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن بکار بن عبدالملک بن ولید بن بسر بن ارطاۃ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی،آپ ابن ابی ارطاۃ کے نام سے مشہور تھے، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: ابراہیم بن سعد الجوہری،ابراہیم بن عبداللہ بن العلاء،ابراہیم بن محمد بن عبداللہ القرشی،ابراہیم بن محمد بن یوسف الفریابی،ابراہیم بن المنذرالحزامی اور ابومصعب احمد بن ابوبکر الزہری رحمہم اللہ،آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: امام نسائی،امام احمد بن سلیمان بن ایوب بن حذلم الاسدی،ابوالحسن احمد بن عمیر بن یوسف بن جوصا الدمشقی،ابوالحارث احمد بن محمد بن عمارۃ اللیثی،قاضی ابوبکراحمد بن مروان الدینوری اور حسن بن حبیب بن عبدالملک الحصائری رحمہم اللہ (تھذیب الکمال ج ۱ ص ۲۵۴، تھذیب التھذیب ج ۱ ص ۱۰)

□......**ماہِ شوال ۲۹۵ھ**: میں حضرت ابوبکراحمد بن عمرو بن حفص بن عمر بن نعمان القریعی البصری القطرانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا،امام قعنبی،عمرو بن مرزوق،ابوالولید الطیالسی،سلیمان بن حرب اور ھدبۃ بن خالد رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں،ابوالقاسم طبرانی اور ابوالطاہر الذھلی (آپ مصر کے قاضی تھے) رحمہما اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۵۰۷)

□......**ماہِ شوال ۲۹۷ھ**: میں حضرت ابوسہل قاسم بن خالد بن قطن المروزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا،امام احمد بن حنبل،علی بن المدینی،یحییٰ بن معروف،اسحاق بن راھویہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں،امام دخولی،عمر بن علک،احمد بن علی الرازی،ابوعبداللہ بن الاخرم اور محمد بن صالح بن ھانی رحمہم

اللہ آپ کے شاگرد ہیں(سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۵۴۴)

□......**ماہِ شوال ۲۹۸ھ**: میں حضرت ابومحمد بن اسحاق بن بہلول بن حسان رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ انبار کے خطیب، قاضی اور بڑے عالم مشہور تھے،آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: سعید بن منصور، اسماعیل بن ابی اویس، ابراہیم بن حمزہ الزبیری اوراحمد بن حاتم الطّویل رحمہم اللہ،آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: ابوجعفر محمد بن اسحاق (آپ ان کے بھائی تھے) یوسف بن یعقوب الازرق، ابوبکر الشافعی،طبرانی، ابن عدی اورابوبکر اسماعیلی رحمہم اللہ،آپ کی ولادت ۲۰۴ھ میں ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۵۳۶)

□......**ماہِ شوال ۲۹۸ھ**: میں حضرت ابوبکر محمد بن یحییٰ بن سلیمان بن زید بن زیاد المروزی الوراق رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ بغداد میں رہتے تھے، ابراہیم بن عبداللہ الہروی، بشر بن ولید الکندی،حکم بن موسیٰ القنطری، خالد بن خداش اورخلف بن ھشام البز ار رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، امام نسائی، ابوبکر احمد بن ابراہیم بن اسماعیل الاسماعیلی الجرجانی، ابوبکر احمد بن سلمان بن حسن النجاد،اسماعیل بن علی الخطبی اورمحمد بن احمد بن قریش البز از رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث سماعت کی(تہذیب الکمال ج۲٦ ص ۲۱۴)

□......**ماہِ شوال ۲۹۸ھ**: میں حضرت ابویحییٰ معن بن عیسیٰ بن یحییٰ بن دینار الاشجعی المدنی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، ابراہیم بن سعد، ابراہیم بن طہمان، اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہ اور خالد بن میسرۃ الطفاوی رحمہم اللہ سے حدیث کی روایت کرتے ہیں، ابراہیم بن المنذر الحزامی، احمد بن خالد الخلال، احمد بن عبدالصمد الانصاری، اسحاق بن بھلول التنوخی اوراسحاق بن عیسیٰ الطباع رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، مدینہ منورہ میں وفات ہوئی(تہذیب الکمال ج۲۸ ص ۳۳۹)

□......**ماہِ شوال ۲۹۸ھ**: میں حضرت ابوبکر محمد بن یحییٰ بن سلیمان المروزی البغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، عاصم بن علی، ابوعبید قاسم بن سلام، علی بن الجعد، خلف بن ھشام اور بشر بن الولید رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، ابوبکر الشافعی، امام نجاد، مخلد الباقرحی، طبرانی، ابن عبید العسکری اور ابوبکر اسماعیلی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص ۴۹)

□......**ماہِ شوال ۲۹۹ھ**: میں حضرت ابوجعفر احمد بن عبدالحمید بن خالد الحارثی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، عبدالحمید الحمانی، ابواسامہ اورجعفر بن عون رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، امام ابوعوانہ، ابن عقدہ، ابن الاعرابی اوراصم رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں(سیر اعلام النبلاء ج۱۲ ص ۵۰۹)

**مقالات ومضامین**

مفتی محمد رضوان

# نِرے جوش سے بچنے اوراکابرین کی اتباع کی ضرورت

ہمارے اکابرین کا طرزِ عمل الحمدللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سنجیدگی ،صبر وتحمل اور بردباری والا رہا ہے،اورانہوں نے ہوش کے بغیر جوش وجذبہ کے استعمال اور غیرسنجیدہ طرزِ عمل کو پسندنہیں کیا جوکہ ان کے اپنے نفس پر قابو ہونے کا اثر تھا،اوراپنے متبعین ومعتقدین کوبھی اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے وہ سنجیدگی اورصبر وتحمل کی تعلیم وتلقین فرماتے رہے،اگرچہ جذباتی اور جوشیلے طبقے کی طرف سے اُن کے جذبات پر زَد پڑنے کی وجہ سے لعن طعن کا سامنا کرنا پڑتا رہااور نہ جانے کیا کیاالزامات ان کودئے جاتے رہے،مگراللہ والے ماحول سے متأثرنہیں ہوا کرتے اوراس قسم کے اعتراضات سے وہ اپنے اس مؤقف کو جسے حق اور سچ سمجھ رہے ہوں، چھوڑا نہیں کرتے ، کیونکہ ان کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے،لوگوں کی خوشنودی کی طرف ان کی توجہ نہیں ہوتی۔

آج کل یوں تو اپنے بڑوں اور بزرگوں سے آزادی اوران سے بغاوت ویسے ہی عام ہے۔

گھر گھر میں بڑوں سے آزادی کے مناظر سامنے آرہے ہیں،لیکن دین کے معاملہ میں اپنے اکابرین اور بزرگانِ دین کی سرپرستی اور ہدایات سے آزادی، یہ دنیا کے معاملہ سے زیادہ خطرناک اورسنگین ہے،اور یہ اس دور کا بہت بڑا فتنہ ہے۔غیرمقلدیت اوراباحیت پرستی اسی آزادی اور خودرائی کا نام ہے، کہ اپنی رائے کو بڑوں اوراکابرین کی رائے پرترجیح دینااوران کی رائے کواپنی رائے کے مقابلہ میں غلط سمجھنا۔

جس معاشرہ میں یہ سوچ پنپتی اور پروان چڑھتی ہے، وہ معاشرہ برباد ہوجاتا ہے۔

اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ بڑوں پراعتمادواعتقاد کا اصل امتحان اسی وقت ہوتا ہے جب ان کی ہدایات ونصائح اپنے مزاج ومذاق اور جذبات کے خلاف واقع ہوں،کیونکہ میٹھی چیز کوہضم کرنا آسان ہوتا ہے، بنسبت کڑوی چیز کے،اوراسی وجہ سے اصلاح کے لئے ضروری شرط اعتمادواعتقاد قراردی گئی ہے،ورنہ تو یہ حالت ہوتی ہے جوکسی شاعر نے بیان کی ہے۔ ؎

ناصحا!مت کرنصیحت،دل مرا گھبرائے ہے　　میں اسے سمجھوں ہوں دشمن، جو مجھے سمجھائے ہے

# کام کے مفید ہونے کے لئے جوش سے زیادہ ہوش اور اصول کی ضرورت

ہر کام کو کرنے کے لئے سلیقہ اور طریقہ کی ضرورت ہے اور طریقہ وسلیقہ کے لئے ہوش کی ضرورت ہے، اس کے لئے جوش کافی نہیں، بلکہ نرا جوش اکثر وبیشتر کام کے بگاڑ کا سبب بنتا ہے، اور ایسے کام میں ٹھہراؤ اور استقلال بھی نہیں ہوتا، اس کے برخلاف جو کام جوش کے بجائے ہوش کے تحت کیا جائے، اس میں برکت ہوتی ہے

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کام وہی مفید ہوتا ہے جو ہوش سے کیا جائے'' (ملفوظات الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ جلد نمبر۳ص ۲۳۷، ملفوظ نمبر ۳۸۱)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''میری تو دل سے تمنا ہے کہ دین کے ساتھ مسلمانوں کی دنیا کی بھی فلاح ہو، مگر طریقہ کے ساتھ، یونہی اڑنگ بڑنگ کرنے سے کام نہیں چلا کرتا، نہ اس میں برکت ہوتی ہے، میرا تجربہ ہے کہ آج کل مسلمانوں کا کام جوش کے ماتحت ہوتا ہے اسی لیے اس میں استقلال (واستحکام) نہیں ہوتا اگر ہوش کے ماتحت ہو تو دنیا کی تمام قومیں بیٹھی دیکھا کریں'' (ملفوظات الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ جلد نمبر۳ص ۲۷، ملفوظ نمبر ۶۹ ملخصاً)

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ہر کام کو جوش سے بچ کر اصولوں کے ماتحت کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے، اور آجکل کی طرح انہیں بھی جذباتی لوگوں کی طرف سے طرح طرح کے الزامات کا سامنا کرنا پڑا تھا، چنانچہ حضرت ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''ہر کام اصول سے ہوسکتا ہے بے اصول تو گھر کا بھی انتظام نہیں ہوسکتا ملک کا تو کیا خاک انتظام ہوگا۔

یہ ہیں وہ اصولی باتیں جن پر مجھ کو برا بھلا کہا جاتا ہے اور قسم قسم کے الزامات وبہتان میرے سر تھوپے جاتے ہیں اور لوگ مجھ سے خفا ہیں اور وجہ خفا ہونے کی صرف یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اصول کے ماتحت کام کرو، جوش سے کام مت لو، ہوش سے کام لو، جوش کا انجام خراب نکلے گا، حدودِ شرعیہ کی حفاظت رکھو، وہ ان باتوں کو اپنے مقاصد میں روڑا اٹکانا سمجھتے ہیں ...........

اے صاحبو! آج سے پہلے بھی تو اسلام اور مسلمانوں پر اس سے بڑے بڑے حوادث پیش

آئے ہیں کہ اِس وقت اُس کا عشرِ عشیر(دسویں حصے کا سواں حصہ) بھی نہیں مگرانہوں نے اُس حالت میں بھی اصولِ اسلام اوراحکامِ اسلام کونہیں چھوڑا،سلف کے کارناموں کوپیشِ نظررکھ کر کچھ توغیرت آنا چاہئے تم تومعمولی معمولی باتوں میں احکامِ اسلام کوترک کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہو،وہ حضرات عین قتال کے وقت بھی حدود(واصول) کی حفاظت اوررعایت فرماتے تھے جس پرآج ہم کوفخر ہے ،اب تم ہی فیصلہ کرلوکہ وہ تھے خیرخواہِ اسلام،ہمدردِ اسلام،جانبازِاسلام یاتم؟تحریکِ خلافت کے زمانے میں صاف الفاظ میں یہ کہاجاتا تھا کہ یہ مسائل کاوقت نہیں کام کرنے کاوقت ہے(الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ ج۱ص۱۱۵،ملفوظ نمبر۱۱۶)

ظاہرہے کہ جب ہمارے اکابرین کوبھی اصولوں کے ماتحت،کام کرنے اورنرے جوش سے بچنے کی تلقین کرنے کے نتیجہ میں مختلف الزامات دئے گئے ،اورمختلف بہتان لگائے گئے،توآج اس قسم کے الزامات واعتراضات کا ہونا کوئی نئی چیزنہیں ، بلکہ اکابرین کی سنت ہے۔وہ اعتراضات اس قسم کے بھی ہوسکتے ہیں،کہ اگرکسی کام کے مقاصد کی بجائے طریقہ کار سے اختلاف کیا جائے ،تواس کومقاصد کامنکر قرار دیا جائے ،اوراس قسم کے الزامات واعتراضات ایسے ہیں جیسا کہ جب اہلِ بدعت کے سامنے عبادات میں بدعات کے ارتکاب سے منع کیا جاتاہے تو وہ منع کرنے والوں کو اصل عبادت کا ہی منکرقرار دیتے ہیں۔جس پرکچھ کلام آگے آتاہے۔اورغورکرنے سے معلوم ہوتاہے کہ اس قسم کے اعتراض کرنے والے اکثر وبیشتر دوسرے کوجذبات دلاکر،اوراسے آگے بڑھاکراورخطرات میں پھنسا کرخود پیچھے قدم ہٹالیتے ہیں،اورزبان سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قدم بڑھاؤ،ہم تمہارے ساتھ ہیں،حالانکہ وہ جس چیز پردوسروں کواعتراضات کا نشانہ بناتے ہیں،ان اعتراضات کے زیادہ مستحق وہ خود ہوتے ہیں،اس لئے کہ طریقۂ کارسے اختلاف کرنے والےتواس عمل کے مکلّف ہی نہیں جبکہ اختلاف نہ کرنے والے مکلّف ہیں،پھروہ کیوں محض تماشائی بنے رہنے یازبانی جمع خرچ کرنے پراکتفاءکرتے ہیں۔

## مصلحت پرستی کا مسئلہ

آج مسلمانوں میں یہ غلط فہمی عام ہے کہ جب وہ کسی کام سے ظاہری فائدہ ہوتا ہوا دیکھتے ہیں،خواہ وہ دنیا کا ہی فائدہ کیوں نہ ہوتوصرف اس فائدہ کو بنیاد بنا کراس کام یاطریقہ کو جائز،مفید بلکہ ضروری تک قرار دینے لگتے ہیں،اورشرعی اصولوں کی خلاف ورزی کی پرواہ نہیں کرتے ،حالانکہ شریعتِ مطہرہ نے کسی کام

کی ظاہری افادیت کی بنیاد پر جبکہ اس میں کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی، یا کوئی بڑا مفسدہ لازم آ رہا ہو، جائز ودرست نہیں رکھا۔

ہمارے فقہائے کرام نے جابجا اس اصول کی وضاحت فرمائی ہے۔

اس باریک نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تحریکات کی مصالح (فوائد) مسلَّم سہی مگر حدودِ شرعیہ کا اتباع تو ہم پر ہر وقت اور ہر حالت میں فرض ہے اور احکامِ شرعیہ ہر وقت اور ہر حالت میں واجبُ العمل ہیں'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر۳ ص ۲۳۷ و ۲۳۸، ملفوظ نمبر ۳۸۲)

مطلب یہ ہے کہ کسی تحریک سے کچھ فوائد ومنافع کا حاصل ہونا اپنی جگہ مسلّم ہے، ان فوائد کا انکار نہیں لیکن شرعی اصول وحدود کی اتباع اس حالت میں بھی ضروری ہے، اور کسی فائدہ یا منفعت کی خاطر اصول شکنی اور حدود سے تجاوز جائز نہیں ہو جاتا۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''ان تحریکاتِ حاضرہ (موجودہ تحریکات) میں مصالح (فوائد) سے زائد مفاسد (نقصانات) ہیں اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک مفسدہ (نقصان) ہو اور پچاس مصلحت (فوائد) ہوں وہاں مفسدہ ہی غالب سمجھا جائے گا نہ کہ جہاں مفاسد غالب ہوں وہاں جواز کا حکم کیسے ہوسکتا ہے، طیب اور خبیث کا مجموعہ خبیث ہی ہوگا'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر۵ ص ۱۹۹)

بلکہ ایک مقام پر تو دنیوی مصلحت یا مصالح سے متاثر ہونے کو حضرت نے دین کے کمزور ہونے کی علامت قرار دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

دین میں دنیوی مصالح سے متأثر ہونا سب کمزوری کی باتیں ہیں بڑی چیز دین ہے، یہ محفوظ رہے خواہ تمام مصالح بلکہ سارا عالَم فنا ہو جائے کچھ پرواہ نہیں (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر۲ ص ۳۸۹ ملفوظ نمبر ۶۴۰)

مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان کے لئے اصل چیز دین ہے، اس کی حفاظت دنیا کی ہزار مصلحتوں بلکہ دنیا کے فنا ہونے سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

ایک اور مقام پر حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر پچاس دنیوی مصلحتیں (یعنی دنیا کے فائدے) ہوں اور ایک دینی مفسدہ (ایک دینی نقصان)

ہوتو مفسدہ (نقصان) ہی غالب سمجھا جاوے گا، عرض کیا گیا کہ جن نصوص (قرآن وحدیث) میں جہاد کا حکم ہے یا صبر کا اس کے اعتبار سے حکم منصوص (قرآن وحدیث کا حکم) ہوتے ہوئے اپنی رائے سے اس کے خلاف ایک طریقہ کا اختیار کرنا کہ نہ وہ جہاد ہے نہ صبر ہے یہ مسکوت عنہ (یعنی ایسا کام کہ جس سے نہ شریعت نے منع کیا اور نہ ہی اس کا حکم دیا، بلکہ سکوت رکھا) ہوگا یا اس کو منہی عنہ (ممنوع) کہیں گے، جواب فرمایا کہ باوجود ایسی ضرورتیں واقع ہونے کے متقدمین نے جب اس کو ترک کیا اختیار نہیں کیا تو یہ اجماع ہوگیا اسکے ترک پر، اس لئے ممنوع ہوگا، یہ احتمال بھی نہ رہا کہ نصوص کو ماٗول یا معلل کہہ لیا جاوے (یعنی قرآن وحدیث میں بیان کئے ہوئے دلائل میں کوئی تاویل کرکے یا کوئی علت نکال کر معنیٰ کچھ اور مراد لے لئے جاویں)'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر ۵ ص ۱۵۶، ۱۵۷ ملفوظ نمبر ۱۵۱)

مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور متقدمین نے جس طریقہ کو ضرورت کے باوجود اختیار نہیں کیا خواہ وہ نعمت اور راحت کی حالت ہو یا مصیبت اور تکلیف کی، تو اس کے خلاف کوئی طریقہ اختیار کرنا شرعاً ایک جائز اور مباح کام نہیں، بلکہ ناجائز اور ممنوع کام ہے۔ اور دنیوی پچاس فائدے بھی اس طریقہ سے حاصل ہورہے ہوں تب بھی ایک دینی مفسدہ کو ترجیح حاصل ہوگی۔

قدرت اور قوت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت فرماتے ہیں:

''اگر قدرت ہے تو تلوار لے کر غلبہ حاصل کرو منع کون کرتا ہے؟

اور اگر اس کی قدرت نہیں جیسا کہ ظاہر ہے تو صبر کرو، حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

**لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ** (اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو)

سارا مدار قوت اور قدرت پر ہے جیسے نماز روزہ فرض ہے (اسی طرح اسلامی) حکومت بھی فرض ہے لیکن اسی وقت جبکہ قدرت ہو اور عدمِ قدرت (قدرت نہ ہونے) پر ایسا کرنا اپنے کو ہلاکت میں پھنسانا ہے۔ اور (اِس وقت) کافی قدرت کا نہ ہونا اظہر من الشّمس (سورج سے بھی زیادہ ظاہر) ہے۔ اور (اِس وقت) جتنی قدرت (حاصل) ہے اس کی بالکل ایسی مثال ہے کہ کسی نے دیا سلائی جلائی اور اس پر دوسرے نے ہاتھ رکھ دیا بجھ گئی۔ ایسی قوت اور قدرت سے کیا کام چل سکتا ہے'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد

نمبر۸ص۳۳۰و۳۳۱ملفوظ نمبر۴۶۷)

’’تحریکاتِ حاضرہ میں بڑا ہی ہڑبونگ لوگوں نے مچایا، باوجود اس کے کہ بابِ فتن (یعنی فتنوں کے وقت سے متعلق مستقل مضمون اور چیپٹر) حدیث میں موجود ہے اور تمام احکام بالتصریح (واضح طور پر) مذکور ہیں اور دونوں نمونے (یعنی فتنے ومغلوبیت اور امن وغلبہ دونوں قسم کے حالات مکی اور مدنی دور میں) حضورﷺ پر گذرے ہیں، پھر زیادہ کلام کی گنجائش کہاں ہے بس یہ دیکھنا کافی ہے کہ اگر مظالم سے بچنے پر قادر نہیں ہو اپنے کو مکی سمجھو، اور صبر کرو، اور اگر قادر ہو مدنی سمجھو اور قدرت سے کام لو، مگر اب تو یہ ہو رہا ہے کہ یا تو مکی کی جگہ مکھی اور ذلیل (بزدل) بنیں گے اور یا مدنی کی جگہ بدنی اور پہلوان (جوشیلے) بنیں گے، اور خطرات میں پھنسیں گے، شارع (نبی علیہ السلام) نے ہر چیز کا انتظام کیا ہے‘‘ (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر۲ص۲۲۲)

## طریقۂ کار اور مقاصد دو الگ الگ چیزیں ہیں

آج کل جب کوئی اہم اور مفید مقصد کو لے کر کھڑا ہوتا ہے تو اس میں بعض اوقات یہ خرابی پیدا ہوجاتی ہے کہ جوش اور جذبہ میں آ کر طریقۂ کار غیر مناسب ہوجاتا ہے۔ اور مقصد کے مفید اور اہم ہونے کی وجہ سے طریقۂ کار کے غیر مناسب ہونے سے لوگوں کی توجہ ہٹ جاتی ہے۔ حالانکہ کسی بھی دین کے معاملے میں صرف نیت اچھی ہونے اور موقف درست ہونے کی بنیاد پر ہر قسم کے طریقِ کار کو درست قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ شریعت کی طرف سے جس طرح سے کسی کام کے لیے نیت کا درست ہونا ضروری ہے، اسی طرح اس کام کو انجام دینے کے طریقۂ کار کا درست ہونا بھی ضروری ہے، اور انہیں دونوں چیزوں کا نام شریعت نے اخلاص اور صحتِ عمل رکھا ہے۔ [۱]

چنانچہ اگر کوئی شخص دین کا کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ اور اونچے سے اونچا کام نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ انجام

---

[۱] قرآن مجید میں سورہ ملک کی آیت نمبر۲ یعنی ’’الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا‘‘ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے موت وحیات کے دو متوازی ومتقابل سلسلے پیدا فرمائے تاکہ تمہیں جانچے اور آزمائے کہ تم میں کس کا عمل زیادہ اچھا ہے۔

اس آیت کی تفسیر کشاف نے یوں کی ہے:

(احسن عملا) قیل اخلصہ واثوبہ لانہ اذاکان خالصا غیر صواب لم یتصل وکذالک اذاکان صوابا غیر خالص، فالخالص ان یکون لوجہ اللہ والصواب ان یکون علی السنۃ (ج۴ص۵۷۵)

بغوی نے معالم التنزیل میں فضیل بن عیاض سے بھی یہی تفسیر اس مقام پر نقل فرمائی ہے۔

خالصا، صوابا فالخالص اذاکان للہ والصواب اذاکان علی السنۃ (معالم التنزیل ج۴ص۳۶۹)

دے، مگراس میں شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ کی رعایت نہ کرے، بلکہ اس کی مخالفت کرے تو شرعاً نیت اچھی ہونے کے باوجود اس طرح عمل کرنے کو درست نہیں کہا جا سکتا۔ مثلاً نماز ہی کا عمل ہے جو ایمان کے بعد سب سے بڑا رُکن ہے، مگر اس میں بھی اگر کسی کی نیت تو اچھی ہو مگر مکروہ وقت میں یا بے وضو یا ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھے یا رکوع وسجود کی مخالفت کرے تو اس سے تو منع ہی کیا جائے گا۔

چنانچہ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان تحریکات میں شرکت کرنے والوں پر جو مجھ کو غصہ ہے اس کا اصلی سبب (اصل وجہ) ان کی محبت ہے اس طرح سے کہ اپنے ہو کر پھر حدود سے تجاوز، ایسا کیوں کرتے ہیں، مجھ کو مقاصدِ شرعیہ اور سلطنتِ اسلامیہ اور مقاماتِ مقدسہ کی امداد اور تحفظ سے خدانہ کرے کیسے اختلاف ہو سکتا ہے؟ اختلاف صرف طریقِ کار سے ہے'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر۵ ص ۲۰۱)

مطلب یہ ہے کہ میں مختلف تحریکات کے شرکاء کے غلط طرزِ عمل سے اختلاف یا ان پر غصہ کرتا ہوں، یہ کسی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے نہیں، بلکہ ان سے محبت اور ہمدردی کی وجہ سے ہے، کہ وہ اپنے اور مسلمان بھائی ہو کر جوش و جذبہ میں آ کر حدود سے تجاوز کیوں کرتے ہیں، اور مجھ کو شرعی مقاصد، اسلامی حکومت کے قیام، اور مقاماتِ مقدسہ (مثلاً حرمین شریفین، بیت المقدس اور مساجد و مدارس) کی حفاظت اور ان کی مدد کرنے سے اختلاف نہیں کیونکہ ان چیزوں سے کس مسلمان کو اختلاف ہو سکتا ہے، میرا اختلاف تو صرف طریقِ کار سے ہے۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

جو طریقۂ کار اختیار کر رکھا ہے مجھ کو اس سے اختلاف ہے میں نے طریقہ کی قید اس لئے لگائی کہ مقاصدِ شرعیہ اور مسلمانوں کی فلاح اور بہبود سے کون ایسا مسلمان ہے جس کو اختلاف ہو

(ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر۸ ص ۳۳۳، ملفوظ نمبر ۴۷۴)

ماضی میں بھی بعض جذباتی اور جوشیلے لوگوں کی طرف سے اس طرح کی غلطیاں ہوئیں کہ انہوں نے جوش اور جذبات کے نتیجے میں بعض اچھے اور مفید مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے طریقے ایسے اختیار کئے جن سے غیر معمولی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا، اور سنجیدہ اکابرین کی ہدایات کو نہ صرف نظر انداز کیا گیا بلکہ ان ہدایات کے عوض ان کی طرف طرح طرح کے الزامات منسوب کئے گئے۔

# ایک تازہ اہم واقعے پر اکابرین کا مؤقف

گزشتہ دنوں اسلام آباد میں بعض علماء کی طرف سے جوش اور جذبات کے استعمال اور اس کے نتیجے میں ہونے والے ناقابلِ تلافی نقصان کے بعد ایک جذباتی طبقہ میں اپنے اکابرین سے نفرت اور ان کی اتباع سے روگردانی بلکہ ان کی شان میں گستاخی کا رجحان بڑھ رہا ہے، حالانکہ اس معاملے میں اکابرین نے اسلام کے نفاذ، بے حیائی کے خاتمے اور شرعی مساجد کے انہدام کا سلسلہ بند ہونے کے مطالبات کو برحق قرار دیا تھا لیکن ان حضرات کو موجودہ حالات میں حکومت سے ان مطالبات کو منوانے اور تسلیم کرانے کے صرف طرزِ عمل اور طریقِ کار سے اختلاف تھا اور اسی وجہ سے انہوں نے بار ہا اس طریقۂ کار کے مذکورہ حالات میں درست اور مناسب نہ ہونے کی نہ صرف نشاندہی فرمادی تھی، بلکہ انہوں نے بڑی دلسوزی اور ہمدردی کے ساتھ اس کی متعدد کوششیں بھی فرمائی تھیں کہ اس طرزِ عمل کو اختیار نہ کیا جائے، کیونکہ ان حضرات کے تجربے، بصیرت اور دور اندیشی کی روشنی میں اس طریقۂ کار کو اختیار کرنے میں بہت سے خدشات وخطرات تھے اور اس طریقۂ کار کے مؤثر ونتیجہ خیز ہونے کی بھی امید نہ تھی، جس کے بعد وہ خدشات درست بھی ثابت ہوئے۔

اور حکومت نے ظالمانہ وجابرانہ کاروائی کر کے بے شمار علماء، طلبہ وطالبات کو شہید کردیا، طرزِ عمل وطریقۂ کار سے اکابرین کا اختلاف اپنی جگہ تھا، لیکن یہ اختلاف اتنا بڑا اور شدید نہیں تھا، کہ جس کی سزا سفاکانہ اور ظالمانہ اجتماعی قتلِ عام ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرین نے حکومت کے اس طرح طاقت کے اندھا دھند استعمال کی نہ صرف مذمت کی بلکہ اپنی ممکنہ کوششیں بھی اس مسئلے کے مناسب حل کے لئے کیں جو ایک مرحلہ پر کارگر ثابت ہوتی ہوئی دکھائی دیں، لیکن بعض پس پردہ قوتوں کی طرف سے مداخلت کے بعد ساری امیدوں پر پانی پھر گیا، اور وہ کچھ ہوا جس پر ساری قوم رنجیدہ اور غم زدہ ہے۔

لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اکابرین کی طرف سے پیش کیے گئے خدشات کے درست ثابت ہونے اور ان کی سنجیدہ کوششوں کے باوجود بھی ایک جذباتی طبقے کی طرف سے اکابرین کو غلط اور مجرم قرار دیا جارہا ہے۔ اور جذبات کے نتیجے میں بعض لوگ یہاں تک بھی جری ہوگئے ہیں کہ اپنے اکابرین کے طرزِ عمل کو منافقانہ اور بزدلانہ یا احمقانہ قرار دے رہے ہیں۔ جبکہ مستند اکابرین کی شان میں اس طرح کے گستاخانہ الفاظ استعمال کرنا بہت بڑی دلیری، جرأت، بے باکی اور سنگین نتائج کی حامل ہے

اکابرین پر عدم اعتماد کے یہ جراثیم بہت خطرناک ہیں، جو ایک سازش کے تحت مسلکِ حقہ کو نقصان پہنچانے اور بدنام کرنے کے لئے پھیلائے جارہے ہیں۔

جذباتیت کی رو میں بہنے اور اپنے اکابرین سے اختلاف کا اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو وہ دن دور نہیں کہ مسلکِ حقہ میں غیر مقلدیت و آزادی کے جراثیم جڑیں پکڑلیں، اور ہر شخص جذبات میں آ کر اپنی مرضی کے مطابق جس طرزِ عمل کو مناسب سمجھے اس کو اختیار کرے اور اس طرح نقصانات کا سلسلہ مزید ترقی کر جائے۔

صدر وفاق المدارس کا ایک مضمون جو 8 / اپریل 2007ء کو روزنامہ اسلام میں شائع ہوا، اس میں انہوں نے اسی نکتہ پر بہت پہلے اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا، جو پیش گوئی کے طور پر بعد میں درست ثابت ہوا کہ:

> ’’اپنی رائے کے سامنے بڑوں اور بزرگوں کی رائے کو بے دھڑک رد کیا جاسکتا ہے، جو ظاہر ہے کہ مہلک اور تباہ کن سوچ ہے، جس معاشرے میں یہ سوچ پنپتی اور پرورش پاتی ہے، وہ تباہ اور برباد ہوجاتا ہے، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ہمارے یہاں یہی انداز ہے، اس لئے وہاں اساتذہ اور انتظامیہ کے ساتھ بدسلوکی کے واقعات روزمرہ میں شامل ہیں، ہمارے اسلاف اور اکابر کا یہ طرز نہیں ہے اور جس نے اس طرز کی مخالفت کی ہے وہ نقصان میں رہا اور خفت اٹھائی ہے‘‘ (روزنامہ اسلام صفحہ۴، 8 اپریل 2007ء)

## اس سلسلہ میں اکابرین کے مؤقف کی وضاحت

اور کیونکہ اس وقت ایک طبقہ اکابرین کے خلاف زبان درازی میں سرگرم عمل ہے، اور نہ جانے ان کو کس قسم کا مجرم سمجھ رہا ہے، اس لئے ایسے موقع پر ضروری ہے کہ اکابرین کے اس موقف کا اعادہ کردیا جائے، تاکہ ان کے موقف سے متعلق پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوسکے اور ان کا موقف پوری طرح سمجھا جاسکے۔

۲۹/ ربیع الاول و کیم ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق 18 / 19، اپریل 2007ء کو ’’مجلسِ عاملہ وفاق المدارس العربیہ، پاکستان‘‘ نے ایک نہایت ہی معتدل اور بصیرت آمیز اعلامیہ جاری کیا، جس کا ایک اقتباس یہ ہے:

> جامعہ حفصہ اسلام آباد کے قبضہ کے حوالہ سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلسِ عاملہ اپنے اِس مؤقف کا اِعادہ ضروری سمجھتی ہے کہ جہاں تک جامعہ حفصہ اسلام آباد کی طالبات اور لال مسجد کی انتظامیہ کے اِن مطالبات کا تعلق ہے کہ:

(۱) ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔
(۲) اسلام آباد میں گرائی جانے والی مساجد کو فوری طور پر دوبارہ تعمیر کیا جائے۔
(۳) بدکاری اور فواحش کے اڈے ختم کیے جائیں۔
(۴) نام نہاد تحفظِ حقوقِ نسواں ایکٹ کی خلافِ اسلام دفعات منسوخ کی جائیں۔

یہ مطالبات نہ صرف یہ کہ دُرست اور ضروری ہیں بلکہ ملک کے عوام کے دل کی آواز ہیں اور دستورِ پاکستان کا ناگزیر تقاضہ ہیں، اس لیے یہ اجلاس اِن مطالبات کی مکمل حمایت کرتے ہوئے حکومت پر زور دیتا ہے کہ وہ اپنے اِسلامی اور دستوری فرائض کی پاسداری کرتے ہوئے اِن کی منظوری کا اعلان کرے اور اِن پر عملدرآمد کے لیے عملی اقدامات کا آغاز کرے البتہ اِس سلسلہ میں جامعہ حفصہ اسلام آباد کی طالبات اور لال مسجد کے منتظمین نے جو طریقِ کار اختیار کیا ہے، اُسے یہ اجلاس دُرست نہیں سمجھتا اور اِس کے لیے نہ صرف وفاقُ المدارس العربیہ کی قیادت خود اسلام آباد جا کر متعلقہ حضرات سے متعدد بار بات چیت کر چکی ہے، بلکہ ''وفاق'' کے فیصلہ اور مؤقف سے انحراف کے باعث جامعہ حفصہ کا ''وفاق'' کے ساتھ الحاق بھی ختم کیا جا چکا ہے۔ یہ اجلاس وفاقُ المدارس کی اعلیٰ قیادت کے مؤقف اور فیصلہ سے جامعہ حفصہ اسلام آباد اور لال مسجد کے منتظمین کے اس انحراف کو افسوس ناک قرار دیتا ہے، اور ان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے ملک کی اعلیٰ ترین علمی و دینی قیادت کی سرپرستی میں واپس آ جائیں، تاکہ اس مسئلہ کا کوئی باوقار اور نتیجہ خیز حل نکالا جا سکے، اس کے ساتھ ہی یہ اجلاس حکومت کو خبردار کرتا ہے کہ اس کی طرف سے جبر اور تشدد کی کوئی بھی کارروائی اس مسئلہ کو مزید بگاڑنے کا باعث بنے گی، اس لیے وہ بھی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے اپنی پالیسیوں میں تبدیلی کا احساس کرتے ہوئے مذاکرات اور گفت وشنید کے ذریعہ یہ مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرے (ماہنامہ ''الفاروق''، جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ، صفحہ نمبر ۱۲؛ ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی؛ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ، مئی 2007ء صفحہ نمبر ۲۸۔ ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ، لاہور، ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ۔ وروزنامہ ''اسلام'' اتوار ۴/ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ صفحہ نمبر ۴)

وفاقُ المدارس کے اعلامیہ کے مذکورہ اقتباس کو بار بار پڑھ کر بنظرِ انصاف غور فرمائیے کہ اس میں طرفین

کے لئے کتنی معتدل رہنمائی ہے، کتنی سنجیدگی اور تحمل کے ساتھ جوش اور جذبات سے بچتے ہوئے اور راہِ اعتدال پر قائم رہتے ہوئے، ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک تو یہ صرف طرفین کے لئے رہنما ہدایت ہی نہیں بلکہ خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے سنگین نتائج کی پیشین گوئی سے کم حیثیت نہیں رکھتا۔ اور یہ اعلامیہ ایسے وقت کا جاری شدہ ہے جبکہ آئندہ آنے والے وقت میں کسی کو پتہ بھی نہ تھا کہ کیا کچھ ہونے والا ہے۔

مولانا زاہدُ الراشدی صاحب زید مجدہم کا ایک مضمون جو نوائے حق کے ذیل میں مؤرخہ ۲۱/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ کو روزنامہ اسلام راولپنڈی میں شائع ہوا تھا، اُس میں انہوں نے تحریر فرمایا تھا:

جہاں تک اسلام آباد کی مساجد کے تحفظ، ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ اور معاشرہ میں فواحش ومنکرات کے سدِ باب کے حوالے سے ان کے موقف اور مطالبات کا تعلق ہے تو ان سے اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اور یہ ہر مسلمان کے دل کی آواز ہے، نیز ان مطالبات کے حق میں معروف طریقوں سے احتجاج کرنے اور حکومت پر دباؤ ڈالنے کی جدوجہد کی افادیت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن اس حوالے سے حکومت کے ساتھ تصادم، قانون کو ہاتھ میں لینے یا متوازن نظام قائم کرنے کے طرزِ عمل سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا۔

اس سلسلے میں ملک کے اکابر علمائے کرام نے جو موقف اختیار کیا ہے، اور جس کا اظہار حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم نے اپنے ایک حالیہ مضمون میں کیا ہے، اُصولی طور پر وہی موقف درست ہے، اور تمام اہلِ دین کو اس کی حمایت وتایید کرنی چاہیے (روزنامہ ''اسلام''، منگل ۲۱/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ صفحہ نمبر ۴)

جامعہ خیرُ المدارس کے ترجمان ماہنامہ ''الخیر''، ملتان میں کلمۃُ الخیر کے تحت ایک مضمون شائع ہوا، اُس میں تحریر کیا گیا:

وفاقُ المدارس العربیہ پاکستان کا موقف واضح ہے، وفاق مساجد ومدارس کے انہدام کے حکومتی فیصلے کو قطعی غلط قرار دیتا ہے، اور اس کی بھرپور مذمت ومخالفت کرتا ہے۔

مساجد ومدارس کا تحفظ ہمارے فرائض میں شامل ہے، مساجد کو سیکورٹی رسک، یا کسی توسیعی منصوبے کا بہانہ بنا کر گرانا قطعی ناقابلِ قبول ہے، اس پر احتجاج ہمارا آئینی، قانونی اور جمہوری حق ہے، لیکن سرکاری عمارات پر قبضہ یا قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا نہ صرف ہماری

روایات کے خلاف ہے، ہمارے مقاصد کے لیے بھی مفید نہیں۔ اس طرح کے اقدامات سے مدارس پر لغو اور بے ہودہ الزامات عائد کرنے والوں کو موقع مل سکتا ہے، کہ وہ اہلِ دین کو مزید بدنام کریں۔ پاکستان کی ایک ایک مسجد اور مدرسہ کی حفاظت ہمارا دینی فریضہ ہے اور ہم یہ فرض آخر وقت تک ادا کرتے رہیں گے مگر ہم اپنے جائز مطالبات منوانے کے لیے کوئی ایسی راہ اختیار نہیں کریں گے جو ہماری روایات اور قانون سے متصادم ہو۔

مدرسہ حفصہ کی طالبات اور اس کی انتظامیہ کا جذبہ قابلِ قدر رہے، اور انہوں نے بھرپور احتجاج کر کے اپنا فرض ادا بھی کر دیا ہے، اب انہیں چاہیے کہ وہ اپنے ان بزرگوں پر اعتماد کریں جو مسئلہ کے حل کے لیے سرگرمِ عمل ہیں اور مفاہمت کی راہیں تلاش کر رہے ہیں۔

ہمارا ''جہاد'' جہالت اور جاہلیت کے خلاف ہونا چاہیے، وہ جاری رہے گا، ہم ریاستی جبر اور قوت آزمائی کا مقابلہ صبر اور اپنے مؤقف پر استقامت کے ساتھ کریں گے، ہمارے پاس تعلیم کے لیے آنے والے بچے اور بچیاں قوم کی امانت ہیں، ان کے عقیدہ وایمان اور عمل کی حفاظت کے ساتھ ان کی عزت وآبرو اور جانوں کی حفاظت بھی ہماری دینی اخلاقی اور قانونی ذمہ داری ہے، ہم اس وقت کسی بھی قسم کے تصادم یا محاذ آرائی کے متحمل نہیں ہیں (ماہنامہ ''الخیر'' صفر ۱۴۲۸ھ، مارچ 2007ء صفحہ نمبر ۸)

اور حضرت مولانا عزیز الرحمان صاحب دامت برکاتہم مدیر مسئول ماہنامہ البلاغ، جامعہ دارالعلوم کراچی نے مذکورہ ماھنامہ کے اداریہ میں ایک بڑا پُر مغز اور دلسوز مضمون تحریر فرمایا تھا، اس موقع پر اس کو ملاحظہ کر لینا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا:

اس معاملہ میں اہلِ علم اور دینی حلقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں پر یہ بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ احتجاج شریعت، قانون اور تہذیب واخلاق کے دائرے میں رہے، جامعہ حفصہ کی طالبات جن دینی جذبات سے سرشار ہیں، اور غیر شرعی اقدامات کا ازالہ کرنے کے لیے کھڑی ہوئی ہیں، وہ جذبہ بلاشبہ مبارک ہے، لیکن جو حالات درپیش ہیں، اس کے پیشِ نظر مدرسہ کی طالبات کے لیے ازالۂ منکرات کی کوشش کا یہ انداز، ملک بھر کے علماء کی رائے میں غلط ہے کہ اس میں جان ومال اور عزت وآبرو کے پامال ہونے کا غالب اندیشہ ہے، ملک

کے کسی بھی طبقہ کے پاس، کسی بھی حصے میں، منکرات کے ازالے کے لیے مطلوبہ شرعی استعداد اور درکار قوت دستیاب نہیں ہے، اگر خدانخواستہ حکومت نے غیر ملکی این جی اوز اور لادین عناصر کے دباؤ میں آ کر احمقانہ طور پر طالبات کے خلاف ایکشن لینے کا فیصلہ کیا اور اس کے نتیجے میں منظّم اداروں کی طرف سے طاقت کا استعمال ہوا تو بڑے پیمانے پر جانی و مالی نقصان کا اندیشہ ہے، اور مسلمانوں کے اس ملک میں، جو شامتِ اعمال سے پہلے ہی سیاسی اور معاشی انتشار کا شکار ہے، طالبات کے خلاف ایکشن آگ پر تیل کا کام کرے گا اور اس کے ردِّعمل میں بھڑکتے شعلوں کو بجھانا سخت دشوار ہو جائے گا۔ مختلف مواقع میں ملک بھر کے چیدہ چیدہ علماء نے لال مسجد کے ذمہ داروں کو پوری دلسوزی اور خیر خواہی سے مذکورہ بالا حقیقت گوش گزار کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے، جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں، ان میں دعوتِ دین اور ازالۂ منکرات کے کام کے لیے صبر آزما، مسلسل اور ان تھک محنت کی ضرورت ہے، لیکن یہ سب کچھ حکمت اور عاقبت اندیشی کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔

ہماری بہنیں اور بیٹیاں جامعہ حفصہ میں یا ملک بھر کے دیگر مدارس میں، جس لگن سے حصولِ علم اور اصلاحِ اخلاق و اعمال کے خاموش اور دُور رَس جہاد میں مشغول ہیں، اس حکیمانہ جہاد کے اثرات ان شاء اللہ ضرور رنگ لائیں گے؛ لیکن خوش فہمی میں پڑ کر جذباتی طرزِ عمل اپنانا، حکمت اور عاقبت اندیشی کا ہرگز تقاضا نہیں ہے، جبکہ اس طرزِ عمل سے ملک بھر میں خاموش انقلاب کے ان تعلیمی، اصلاحی اور تربیتی مورچوں کے وجود ہی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے: خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو یہ ملک وملت کے لیے بڑا المیہ ہوگا۔

مولائے کریم ہمیں حکمت سے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے اور خود رائی کے ان راستوں سے اپنی پناہ میں رکھے، جن کی منزل موہوم ہے، آمین (ماہنامہ البلاغ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق مئی 2007ء)

اس قسم کے اکابرین کے مضامین اس وقت شائع ہوئے تھے، جب تک وہ سب کچھ دیکھنے اور سننے کو نہ ملا تھا، جس آج پر ساری قوم غم زدہ اور رنجیدہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اکابرین کی یہ ہدایات محبت اور ہمدردی ہی پر مبنی تھیں۔ اور ع قلندر ہرچہ گوید، دیدہ گوید

کا مصداق تھیں، اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کو ایسا نورِ بصیرت عطا فرماتے ہیں کہ وہ اس کی روشنی میں جو

کچھ کہتے ہیں وہ برحق ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس بصیرت اور فہم کی سلامتی کی نعمت سے ہم سب کو حصہ عطا فرمائیں، آمین۔ پھر حکومت کی طرف سے جبر وتشدد کی سیاہ تاریخ رقم ہونے کے بعد اکابرین نے جو کچھ فرمایا وہ بھی ملاحظہ فرمائیں، کہ انہوں نے اس وقت بھی راہِ اعتدال کو نہیں چھوڑا اور ان کی نظر میں جس کا جتنا قصور تھا اس کو واضح کیا۔

چنانچہ مولانا عبیداللہ خالد صاحب مدیر ماہنامہ الفاروق؛ کراچی تحریر فرماتے ہیں:

> جہاں تک جامعہ حفصہ و جامعہ فریدیہ اور لال مسجد کی انتظامیہ کے رویے کا معاملہ ہے، وفاق المدارس کا مؤقف اس سلسلے میں بہت ہی دوٹوک اور واضح رہا ہے، لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے منتظمین کے مطالبات اگر چہ جائز اور برحق ہیں، لیکن انہیں منوانے کے لیے جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے، وہ شرعی، اخلاقی، اور قانونی اعتبار سے درست نہیں، لیکن دوسری طرف ان کو انتہائی ریاستی جبر وتشدد اور جنگی جنون کے ذریعہ دبانے کا جو طریقہ حکومت نے اختیار کیا ہے، وہ اس سے بھی زیادہ سنگین، خطرناک اور تباہ کن ہے، یہ بات کسی عام شہری کی جانب سے نہیں کہی گئی بلکہ دینی مدارس کے بورڈز کے اتحاد کے سربراہ اور بزرگ عالمِ دین حضرت مولانا سلیم اللہ خان، نیز مفتی محمد تقی عثانی اور مفتی محمد رفیع عثمانی جیسے جید علمائے کرام کی جانب سے کہی گئی ہے (ماہنامہ الفاروق، رجب المرجب ۱۴۲۸ھ)

ظاہر ہے کہ مذکورہ اکابرین میں وہ فقیہ حضرات بھی شامل ہیں، جن کی فقاہت دنیا میں مسلّم ہے اور بین الاقوامی سطح پر پیش آمدہ پیچیدہ مسائل کے حل کے لئے امت ان پر نہ صرف اعتماد کرتی ہے بلکہ ان کے فیصلہ اور فتوے کی منتظر رہتی ہے، جس میں بڑی بڑی علمی شخصیات بھی شامل ہیں۔

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم (صدر وفاق المدارس، پاکستان) فرماتے ہیں:

> جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے طریقۂ کار سے ہمیں اور وفاق المدارس کی مجلسِ عاملہ کو اختلاف رہا، اور اسی بناء پر وفاق سے ان کا الحاق بھی ختم کیا گیا، لیکن دوسری طرف ہم نے حکومت سے بار بار کہا کہ طاقت کے استعمال سے گریز کیا جائے، اور یہ کہ طاقت اس مسئلہ کا حل نہیں ہے، اس قضیے کو بات چیت اور مذاکرات ہی کے ذریعے حل کرنے کی کوششوں سے مایوس ہونے کی بجائے انہیں بڑھایا جائے، اور ان میں سنجیدگی لائی جائے۔

ہمیں افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ حکومت نے مسئلہ کو حل کرانے کے لیے مذاکرت اور بات چیت کے لیے سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا (ماہنامہ الفاروق، جامعہ فاروقیہ؛ کراچی۔شعبان ۱۴۲۸ھ صفحہ نمبر ۵)

مفتیِ اعظم پاکستان اور صدر جامعہ دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم اپنے تفصیلی خطاب میں ایک مقام پر فرماتے ہیں:

تو غازی برادران کی کل غلطیاں کتنی ہوئیں؟

ایک یہ کہ شمیم کو پکڑ کر لائے، مگر مارے پیٹے بغیر ان کو واپس کر دیا، دوسری یہ کہ چینی مساج سینٹر کی خواتین کو لے کر آئے اور ان کو مارے پیٹے بغیر واپس کر دیا، تیسری یہ کہ اپنے طلباء کو چھڑانے کے لیے پولیس کے بعض لوگوں کو پکڑا، چوتھی غلطی یہ تھی کہ لائبریری پر قبضہ کیا، یہ چاروں غلطیاں ہم مانتے ہیں۔ہم ان کی کوئی تاویل نہیں کرتے، ہم ان کو بتاتے رہے کہ تم غلط کر رہے ہو، تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا۔حکومت کے اندر حکومت قائم کرنا، ریاست کے اندر ریاست قائم کرنا، قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا ہے۔اس کو شریعت جائز نہیں کہتی۔عجیب بات ہے کہ آج مغربی دنیا، ہمارے قلم کار، کالم نگار، صحافی، اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ یہ کہہ رہے ہیں کہ دیکھیے مدرسے بدنام ہوگئے، مدرسے ایسے ہوتے ہیں، لاقانونیت پھیلانے والے ہوتے ہیں، اسلحہ بندی کرنے والے ہوتے ہیں، زبردستی کرنے والے ہوتے ہیں، تشدد پسند ہوتے ہیں، انتہاء پسند ہوتے ہیں، تو مدارس کے بارے میں دنیا کے میں کیا تصور قائم ہوگا؟ مجھ سے ایک ٹی وی والوں نے اسی قسم کا ایک سوال کیا۔تو میں نے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ آپ یہ بات کہہ رہے ہیں حالانکہ یہ بات آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جامعہ حفصہ کی ان چار باتوں کو سب نے مل کر غلط کہا، جس پر ذرائع ابلاغ گواہ ہیں۔وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے جو مدارس ملحق ہیں، ان میں جامعہ فریدیہ (اور طالبات کے لیے جس کے کیمپس کا نام جامعہ حفصہ تھا) ایک بڑا مدرسہ تھا، اس میں اور اس کی شاخوں میں تقریباً دس ہزار طلباء وطالبات زیرِ تعلیم تھیں، لیکن وفاق المدارس نے صرف اس وجہ سے اس مدرسہ کے الحاق کو ختم کر دیا، کہ وفاق المدارس اُن کی اس لاقانونیت کو صحیح نہیں سمجھتا تھا، اس انتہاء پسندی کو صحیح نہیں سمجھتا تھا۔اس تشدد کو جائز نہیں کہتا تھا۔چنانچہ وفاق المدارس نے صرف اسی وجہ سے اس

مدرسے کا رجسٹریشن منسوخ کر دیا، اساتذہ، طلبہ و طالبات کی درخواستیں اور فون مسلسل آتے رہے کہ ہمارا سال ضائع ہونے سے بچا لیجیے، لیکن ہم نے کہا نہیں، حالانکہ کاروائی جامعہ حفصہ میں ہو رہی تھی لیکن کاروائی کرانے والے چونکہ مولانا عبدالعزیز صاحب تھے، وہی جامعہ حفصہ کے بھی مہتمم تھے اور جامعہ فریدیہ کے بھی، اس لیے ہم نے جامعہ فریدیہ کے الحاق کو بھی منسوخ کر دیا، اور ان کے طلبا و طالبات کو بھی سالانہ امتحان میں شامل کرنے سے انکار کر دیا، یہ ایک بہت مشکل فیصلہ تھا، مگر ہمیں کرنا پڑا۔ وفاق المدارس نے اپنا اعلامیہ بار بار شائع کیا، یہ سب باتیں جو میں غازی برادران کی غلطیوں کے بارے میں کہہ رہا ہوں، وفاق المدارس نے اپنے اعلامیہ میں بیان کر دی تھیں، کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وفاق المدارس اپنے کسی مدرسے کی انتہاء پسندی کو، دہشت گردی کو جائز قرار نہیں دیتا، نہ صرف یہ کہ جائز قرار نہیں دیتا بلکہ ایسے کسی مدرسہ کے الحاق کو برداشت کرنے کو تیار نہیں ہے، جس کے اندر انتہا پسندی ہو، یا تشدد کا راستہ اختیار کیا جا رہا ہو، یا قانون کو ہاتھ میں لینے کا ڈھنگ اختیار کیا جا رہا ہو۔ پھر نہ صرف وفاق المدارس بلکہ، پورے ملک کے تمام مدارس اور علماء نے بلکہ تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام نے جامعہ حفصہ کے منتظمین کے اس غلط طریقۂ کار کی مذمت کی، اس کو غلط کہا۔ کیا یہ اس بات کی کھلی دلیل نہیں کہ تمام مدارس دینیہ اور تمام علماء کرام، انتہاء پسندی کے خلاف ہیں، تشدد کے خلاف ہیں، لاقانونیت کے خلاف ہیں، قانون کو ہاتھ میں لینے کے خلاف ہیں۔ اس واقعہ سے تو پوری دنیا میں یہ پیغام جانا چاہیے کہ تمام مدارس اور علماء انتہاء پسندی اور دہشت گردی اور تشدد کے راستہ کو غلط سمجھتے ہیں اور اتنا غلط سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پرانے ساتھیوں کو بھی اپنے وفاق سے الگ کر دیا۔

میں نے ٹی وی والوں سے کہا کہ آپ دنیا کو یہ پیغام دیجیے اور جو زمینی حقیقت ہے، اسے واضح کیجیے لیکن (اس کے برعکس دوسری طرف) ہماری حکومت نے یہ کیا کہ لال مسجد کے حضرات کے ان چار مطالبات میں سے کسی ایک مطالبہ پر بھی کوئی کاروائی نہیں کی، آج تک پاکستان کے لوگوں کو اس بات کا انتظار ہے کہ کسی طرح یہ معلوم ہو کہ آنٹی شمیم کے اڈے کی سرپرستی جو حکام برسوں سے کر رہے تھے وہ کون سے حکام تھے؟ جنہوں نے اس اڈے کو چلانے کی اجازت

دے رکھی تھی، اس میں کون لوگ حرام کاری کے لیے آتے جاتے تھے؟
کیا وہ سب بے گناہ ہیں؟ معصوم ہیں؟ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا؟ کیا جرم صرف انہوں نے کیا جو شمیم کو اپنے پاس امن وامان کے ساتھ لے کر آئے اور اس سے توبہ کرا کر اس کو واپس کر دیا بتائیے اس میں جرم کس کا زیادہ ہے؟ اڈہ چلانے والوں کا؟ یا جامعہ حفصہ کی انتظامیہ کا؟

(ماہنامہ ''البلاغ''، رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق اگست 2007ء صفحہ ۵ تا ۷۔ ماہنامہ ''الابرار'' خانقاہ امدادیہ اشرفیہ جامعہ اشرف المدارس، کراچی، رجب المرجب، شعبان، رمضان ۱۴۲۸ھ)

ملاحظہ فرمائیے کہ مذکورہ خطاب میں کتنا اعتدال ہے کہ ہر اختلاف کو ترازو میں رکھ کر اور ناپ تول کر اس پر تجزیہ کیا جا رہا ہے۔ کیا اس اعتدال اور فقاہت وبصیرت کی اس دور میں کوئی دوسرا مسلک والا نظیر پیش کر سکتا ہے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار.**

اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اکابرین کی از اول تا آخر ان مخلصانہ کوششوں کا اجر عطا فرمائیں گے اور ان کی شان میں گستاخی وناز یبا انداز اختیار کرنے والوں کو ان کے اپنے عمل کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ **لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت.**

چند دن پہلے بعض حضرات نے دینی مدارس کے طلبہ وطالبات کے لیے ایک تحریک تشکیل دی ہے، جس کے لیے بیعت کا سلسلہ بھی جاری ہے، اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ تحریک وفاق المداراس کے اکابرین کی طرف سے مجوّزہ نہیں ہے۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب اس سلسلہ میں وضاحت کرتے ہوئے اپنے ایک مضمون میں رقم فرماتے ہیں:

اسی دوران ایک اور معاملہ بھی میرے علم میں لایا گیا کہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے افسوسناک سانحہ کے پسِ منظر میں پشاور میں ایک اجلاس کے دوران ''تحریک طلبہ وطالبات'' کے نام سے ایک فورم کی تشکیل عمل میں لائی گئی ہے جس کے سربراہ حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ دامت برکاتہم کو منتخب کیا گیا ہے اور ان کی امارت میں صوبائی امراء اور دیگر ذمہ داروں کا تعین کر کے اسی رخ پر تحریک کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے خلاف آپریشن سے قبل موجود تھا۔ تحریک طلبہ وطالبات کا مقصد اسی تحریک کو آگے بڑھانا بیان کیا جا رہا ہے اور اس کے لئے مختلف سطح پر رابطوں کا سلسلہ بھی تازہ معلومات کے مطابق

شروع ہوگیا ہے۔ مجھ سے اس سلسلے میں رائے پوچھی گئی تو میں نے عرض کیا کہ پاکستان میں نفاذِ اسلام اور انسدادِ منکرات کے لئے (شرعی حدود میں رہتے ہوئے) جدوجہد کرنا، مطالبات کرنا، رائے عامہ کو منظّم کرنا، عوامی دباؤ کو بڑھانا اور پُر امن جدوجہد کا ہر ممکن راستہ اختیار کرنا نہ صرف ہمارا حق ہے بلکہ ہمارا دینی فریضہ بھی ہے۔

لیکن ان مقاصد کے لئے قانون کو ہاتھ میں لینا، حکومت کے ساتھ تصادم کی صورت اختیار کرنا، ہتھیار اُٹھانا اور کوئی بھی ایسی صورت اختیار کرنا جسے فقہائے کرام نے ''خروج'' سے تعبیر فرمایا ہے، ہمارے نزدیک درست نہیں ہے اور ہم اس کی تائید کے لئے تیار نہیں ہیں۔

البتہ ہمارے جو بزرگ اسے درست سمجھتے ہیں اس کے شرعی اور جائز ہونے پر مطمئن ہیں اور اسے اختیار کرنا چاہتے ہیں، ان کا یہ حق ہم تسلیم کرتے ہیں مگر اس درخواست کے ساتھ کہ اس تحریک کا مورچہ ''دینی مدارس'' سے الگ رکھا جائے اور کسی دینی مدرسے کو ایسی کسی تحریک کا مورچہ نہ بنایا جائے۔ ہماری ڈیڑھ سوسالہ تاریخ میں مدرسہ کبھی کسی مسلّح تحریک کا مورچہ نہیں رہا شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی قدس اللہ سرّہٗ العزیز نے بھی اس دور میں جب وہ برّصغیر کی آزادی کے لئے برطانوی استعمار کے خلاف مسلح تحریک کے تانے بانے بُن رہے تھے، جسے تاریخ میں تحریک ریشمی رومال کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

تو اس تحریک کا مورچہ بھی دارالعلوم دیوبند کو نہیں بنایا تھا بلکہ اس سے علیحدگی اختیار کر کے اپنا نظام الگ تشکیل دیا تھا، تاکہ دارالعلوم دیوبند اور اس سے متعلقہ دینی اداروں کا تعلیمی کردار کسی رکاوٹ کے بغیر جاری رہے اور ان کے لئے خواہ مخواہ مشکلات اور رکاوٹیں کھڑی نہ ہوں۔

ہمارے نزدیک دینی مدارس کا تعلیمی کردار ''ان کا آزادانہ وجود'' دینی تعلیمات کے فروغ کے لئے ان کی جدوجہد اور عام مسلمان کا دین کے ساتھ تعلق برقرار رکھنے کے لئے ان کی مساعی دیگر تمام امور سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

کسی بھی تحریک کے لئے اس کو خطرے میں ڈالنا اور کسی بھی حوالے سے دینی مدارس کے لئے مشکلات پیدا کرنا نہ شریعت وحکمت کے لحاظ سے درست ہے اور نہ ہی ہمارے اکابر واسلاف بالخصوص شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور ان کے رُفقائے کار کی روایات اور مزاج سے مطابقت رکھتا ہے۔

اگر کچھ دوست اکابر کے طے کردہ ان تحفظات کا دائرہ قائم رکھتے ہوئے ''تحریک طالبان'' کی کوئی صورت اختیار کرنا چاہتے ہیں تو اس طریقِ کار پر شرحِ صدر نہ ہونے کے باعث ہم ان کا ساتھ تو نہیں دے سکیں گے مگر ان کے خلوص اور مقصد کی سچائی کی وجہ سے ہماری دعائیں ضرور ان کے ساتھ ہوں گی (روزنامہ ''اسلام'' راولپنڈی، جمعرات ۱۲/شوال ۱۴۲۸ھ۔25/اکتوبر 2007ء صفحہ نمبر ۴؛ نوائے حق)

ہمیں امید ہے کہ اکابرین کی ان ہدایات کو ملاحظہ کرنے کے بعد ایک منصف قاری کو اس قسم کے معاملات میں اکابرین پر اعتماد میں ذرہ برابر بھی شبہ نہ رہے گا۔ اور جو مختلف قسم کے الزامات ان کی طرف منسوب کر کے اصاغرین اور جذباتی نوجوانوں کو ان سے متنفر کرنے کی در پردہ کوششیں جاری ہیں ان کی حقیقت کو سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔

اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو کہ اصاغرین اپنے اکابرین کی اتباع اور تعظیم واحترام کی نعمت سے مستفید ہو کر اپنی دنیا وآخرت کی فلاح و بہبود کا سامان کریں۔ اور اتحاد واتفاق کی دولت سے بہرہ ور ہوں اور مسلکِ حقہ میں انتشار وآزادی کی جو فضا قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت فرمائیں۔ آمین

**بسلسلہ: فقہی مسائل** مفتی محمد امجد حسین

# پاکی ناپاکی کے مسائل

## (۳) کم مسام دار چیزوں کی پاکی کا طریقہ

موزہ، جوتا اور چمڑے کی بنی ہوئی دوسری چیزیں، اسی طرح پلاسٹک، ریگزین کے بنے ہوئے جوتے اور دیگر اشیاء نجاست مرئیہ سے ناپاک ہوجائیں تو یہ نجاست چھیل کر یا مل کر دور کرنے سے چیز پاک ہوجائے گی خواہ نجاست خشک ہو یا تر اور اگر نجاست غیر مرئیہ سے ناپاک ہو جائیں تو دھونا ضروری ہوگا۔ جاری پانی میں دھونے کی صورت میں پانی جب اچھی طرح اس نجاست کو بہالے جائے تو پاکی حاصل ہوجائے گی۔ واضح رہے کہ پائپ لائن اور ٹونٹی کا پانی جاری پانی کے حکم میں ہے اگر ٹونٹی کے نیچے چیز دھوئی جارہی ہو کہ پانی اس دھوئی جانے والی چیز سے نکل کر زمین پر گر رہا ہے نالی وغیرہ میں جارہا ہے کسی برتن میں جمع نہیں ہو رہا تو تین دفعہ دھونے کی شرط نہیں بس پانی اچھی طرح اس چیز سے آر پار ہوجائے یا بہہ جائے تو چیز پاک ہوجائے گی خصوصاً نجاست غیر مرئیہ میں۔ کیونکہ نجاست مرئیہ میں تو ناپاکی کا زائل ہونا دیکھنے سے محسوس ہوجاتا ہے اس طرح لوٹا، برتن وغیرہ سے پانی کسی چیز پر ڈالیں جو اس چیز سے ہوکر آگے بہہ جائے کسی برتن وغیرہ میں جمع نہ ہو تو یہ بھی جاری پانی کے حکم میں ہے اس پر جاری پانی کے احکام جاری ہوں گے۔

(۲) مٹی کے تازہ برتن، یا ایسے برتن لکڑی وغیرہ کے جو نجاست کو جذب کریں تین مرتبہ اس طرح دھونے سے پاک ہوجائیں گے کہ ہر مرتبہ خشک کر لئے جائیں یعنی ان سے پانی ٹپکنا بند ہوجائے لیکن یہ حکم جب ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں یہ برتن دھوئے جائیں مثلاً کسی ٹب یا بالٹی میں پانی ڈال کر پھر اس پانی میں یہ برتن ڈالے جائیں تو اس صورت میں تینوں دفعہ پانی بھی بدلنا پڑے گا اور وقفہ بھی ہر دو دفعہ کے دھونے میں کرنا پڑے گا کہ ایک دفعہ پانی ٹپکنا بند ہوجائے تب دوبارہ دھونے کے لئے پانی میں ڈالا جائے گا، لیکن اگر جاری پانی میں دھوئے جائیں تو بس اتنی دیر پانی میں چھوڑے جائیں یا ٹونٹی کے نیچے اتنی دیر رہیں کہ پانی اچھی طرح اس سے ہوکر نکل جائے تو پاکی حاصل ہوجائے گی۔ یاد رہے کہ مٹی یا پتھر کے برتن آگ میں ڈال کر ان کو آنچ دینے سے بھی پاک ہوجاتے ہیں اگر نجاست مرئیہ ہو تو آگ میں وہ اچھی طرح جل جائے

**ملحوظ:** غلہ، اناج اگر ناپاک ہوجائے تو اس کے دھونے میں بھی وہی تفصیل ہے جو پیچھے گزری یعنی جاری

پانی میں دھوئیں تو نجاست زائل ہو جائے اور پانی اچھی طرح غلہ میں سے ہو کر نکل جائے تو غلہ پاک ہو جائے گا، ٹھہرے ہوئے پانی میں دھوئیں تو تین دفعہ دھونا شرط ہوگا اور ہر دو دفعہ دھونے میں وقفہ بھی ضروری ہوگا کہ قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں بلکہ قدرے خشک بھی ہو جائے۔

## (۴) مسام دار چیزوں کی پاکی کا طریقہ

ہر وہ کپڑا جو پانی کو جذب کر لیتا ہے وہ مسام دار چیز ہونے کے زمرے میں آتا ہے، جیسے عام کپڑے، دریاں، قالین، ٹاٹ وغیرہ۔ ایسی تمام مسام دار چیزوں کو پاک پانی یا پاک سیال چیز سے (جو چکناہٹ والی نہ ہو جیسے دودھ، تیل) دھونے سے پاکی حاصل ہو جائے گی، اگر نجاست مرئیہ (نظر آنے والی) ہو تو اس کا جرم زائل ہونے سے چیز پاک ہو جائے گی، اور نجاست غیر مرئیہ ہو تو پانی اس کے اندر سے ہو کر اچھی طرح نکل جائے، بہہ جائے تو پاکی حاصل ہو جائے گی اور ٹھہرے پانی میں دھوئیں تو تین دفعہ دھونا ضروری ہوگا ہر دفعہ نئے پانی سے اور ہر دفعہ نچوڑنا بھی ضروری ہوگا۔ اتنا نچوڑ لینا کافی ہوگا کہ کپڑے سے قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں اور جو چیز نچوڑی نہ جا سکے تو ہر دفعہ دھونے کے بعد اتنا وقفہ کیا جائے کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے (یعنی اتنی خشک ہو جائے کہ اس پر کوئی چیز رکھیں تو وہ تر نہ ہو)۔ اگر نجاست زائل ہو جائے لیکن دھبہ زائل نہ ہوتا ہو تو دھبہ کو زائل کرنا ضروری نہیں، نجاست اس طور پر زائل ہو جائے کہ اس چیز سے پانی صاف ٹپکنا شروع ہو جائے تو کافی ہے داغ، دھبہ بے شک باقی رہے، یہ کپڑا پاک ہو جائے گا، دھبہ دور کرنے کے لئے تیزاب، پٹرول، مٹی کا تیل، بلیچنگ پاؤڈر، سرف، صابن وغیرہ کا تکلف چیز کو پاک کرنے کے لئے بالکل ضروری نہیں پاکی اس کے بغیر بھی حاصل ہو جائے گی اور اب اس کپڑے پر پاک کپڑے کے ہی احکام جاری ہوں گے، ہاں صفائی اور نظافت کے تحت مذکورہ اہتمامات کئے جائیں تو کوئی حرج بھی نہیں، خصوصاً جبکہ دھونے والے کو یہ چیزیں میسر ہوں اور ان چیزوں کے استعمال کے بغیر اچھی طرح صفائی نہ ہوتی ہو پھر تو ان کا استعمال ایک درجے میں ضروری بھی ہو سکتا ہے۔

پچھلی تفصیل سے یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ ٹھہرے ہوئے پانی (بالٹی، ٹب، چھوٹے حوض وغیرہ) میں نجس چیز دھونے میں ذرا مشکلات زیادہ ہیں۔ تین تین دفعہ دھونا، ہر دفعہ نیا پانی لینا، نچوڑنا یا خشک ہونے کا انتظار کرنا وغیرہ۔ جبکہ جاری اور بہتے ہوئے پانی میں نجس چیز دھونے میں یہ شرائط نہیں بس نجاست زائل ہونے کا اطمینان کافی ہے۔ اور آجکل دور بھی ایسا ہے کہ پائپ لائن وغیرہ کی صورت میں جاری پانی کا استعمال

ہی عام ہے خصوصاً شہری زندگی میں۔اس لئے ٹھہرے پانی میں دھونے کی نوبت کم ہی آتی ہے،لیکن پیارے مسلمانو! جاری پانی کی جہاں سہولت عام ہوئی ہے وہیں پانی کا بے تحاشا استعمال اور ضیاع بھی عام ہوا ہے جو بڑا گناہ ہے،اسراف ہے،اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

وَلَا تُسْرِفُوا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ(الاعراف آیت ۱۳)

کہ اسراف(فضول خرچی)نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔تو کیا ہم اس گناہ سے باز آئیں گے؟ پانی کے ضیاع سے بچنے کی تو شریعت میں اتنی اہمیت ہے کہ نبی علیہ السلام نے نہر، دریا وغیرہ جاری پانی میں بھی اسراف سے بچنے کا حکم دیا ہے حالانکہ وہاں تو پانی ویسے بھی بہہ رہا ہوتا ہے کوئی استعمال کرے یا نہ کرے۔

پانی کے اس بے تحاشا استعمال اور ضیاع کا نقصان بھی پھر خود ہمیں ہی بھگتنا پڑتا ہے۔اس سے جہاں ایک طرف صاف پانی کی فراہمی میں کمی آئی ہے اور آلودہ پانی کے استعمال پر معاشرہ مجبور ہوا ہے تو دوسری طرف آبی ذخائر کی کمی کا بھی عالمی سطح پر رونا رویا جا رہا ہے،حالانکہ ٹیکنالوجی اور مشینی ترقی کے اس دور میں ہر ملک اور خطے نے بڑے بڑے ڈیم اور آبی بند قائم کئے ہیں اور دریاؤں کے پانی، سیلابوں اور بارشوں کے پانی کو ذخیرہ کرکے کام میں لانے کا غیر معمولی اہتمام ساری دنیا میں ہوا ہے لیکن پانی کے ضیاع اور اس کے استعمال میں اسراف اور بے احتیاطی کے عمومی کلچر بلکہ عمومی وبا کے آگے بڑے بڑے ڈیم اور آبی ذخیرے بنا کر دریاؤں کے آگے بند باندھنے والے بھی کوئی بند نہیں باندھ سکے۔

سچ ہے جب دل میں اللہ تعالیٰ سے بندگی کے تعلق کا احساس، خدا خوفی، فکر آخرت اور خود احتسابی کا جذبہ نہ ہو تو ریاستی اور حکومتی قوانین انسان کی طبیعت اور عادت کو نہیں بدل سکتے۔

## رقیق اور پتلی سیال چیزوں کی پاکی کا طریقہ

**(الف)**......ناپاک تیل یا چربی کا صابن بنالیا جائے تو پاک ہو جائے گا(شامی ج۱،علم الفقہ)

**وضاحت:** کیونکہ صابن بنانے سے اس چیز کی حقیقت بدل گئی اور حقیقت بدل جانے سے ناپاک چیز پاک ہو جاتی ہے۔شریعت کی اصطلاح میں اس طرح حقیقت بدلنے کو قلب ماہیت کہا جاتا ہے اور قلب ماہیت بھی ناپاک چیز کے پاک ہونے کے اسباب میں ایک مستقل سبب ہے،قلب ماہیت سے ناپاک چیز کے پاک ہونے کی شریعت میں بہت سی مثالیں ہیں۔چند یہ ہیں۔گدھا نمک کی کان میں گر کر مر

جائے اور گل سڑ کر نمک بن جائے تو پاک ہے اور حلال بھی۔ اب اس کی حیثیت نمک ہونے کی ہے۔ ہرن کے ناف میں منجمد خون مشک بن جاتا ہے اور مشک کی حیثیت سے یہ دنیا کی قیمتی خوشبو ہے اور پاک ہے۔ شراب دھوپ میں رکھنے یا اس میں نمک وغیرہ ڈالنے سے وہ سرکہ بن جاتا ہے۔ سرکہ بن جانے پر وہ پاک بھی ہو جاتی ہے اور حلال بھی اب بطور سرکہ کے وہ غذا میں استعمال کی جاسکتی ہے۔

(ب)......تیل یا گھی ناپاک ہو جائے تو اس میں پانی ڈالا جائے جب یہ تیل یا گھی پانی کے اوپر آجائے تو وہ اتار لیا جائے اسی طرح تین مرتبہ کرنے پر یہ تیل یا گھی پاک ہو جائے گا (مراقی الفلاح)

(ج)......شہد یا شربت اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں پانی ڈال کر جوش دیا جائے جب تمام پانی خشک ہو جائے اور وہ اپنی اصلی حالت پر آجائے تو دوبارہ پانی ڈال کر جوش دیا جائے اس طرح تین مرتبہ کرنے سے پاک ہو جائے گا (اور ان چیزوں کا کھانا پینا بھی جائز ہو جائے گا)

## گاڑھی اور منجمد چیزوں کی پاکی کا طریقہ

گاڑھی چیز جیسے جما ہوا گھی، چربی، دہی، گوندھا ہوا آٹا، میدہ، مکھن، پنیر وغیرہ ناپاک ہو جائے تو جس قدر ناپاک ہو جائے اس قدر حصہ الگ کر دے، نکال دے، باقی کو استعمال کر سکتا ہے، باقی پاک ہے، جائز الاستعمال ہے۔ (جاری ہے......)

## ﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۶۶ ''سرگذشت عہدِ گل''﴾

## حسنِ اتفاق

حضرت جی کے سوانح کے پانچ سالہ پرانے مسودے کی یہ تبییض آج ۲۷/ رمضان ۱۴۲۸ھ کو ہو رہی ہے۔ جبکہ عیدالفطر کی تعطیلات کا بھی عملاً آج ہی آغاز ہو چکا ہے، تسوید و تبییض میں یہ زمانی مناسبت شاید حسنِ اتفاق ہو۔ امجد حسبِ معمول آج بھی ادارہ کی چوکیداری کے منصب پر فائز ہے، رات کے دس بج چکے ہیں، ادارہ میں سناٹا چھایا ہوا ہے۔ بندہ دارالافتاء میں یکسوئی کے ساتھ بیٹھا تنہائی سے مستفید ہو رہا ہے، اختلاط اور غیر ضروری مشغولی سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا ہے، اللہ تعالیٰ ہر بلا سے محفوظ رکھے، اس سوگوار مگر خوشگوار ماحول میں ایک شیر خوار بچے کے رونے کی آواز نے ارتعاش برپا کر دیا ہے، رونے کی یہ آواز یک سالہ بچے محمد ثمامہ کی ہے، جو ادارہ کی سب سے بالائی منزل سے آرہی ہے، اس کا رونا صبر و قرار اور مشاغل کو الوداع کہنے پر مجھے بار ہا مجبور کر دیتا ہے، سو الوداع ہو۔

بازیچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے　　ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے (جاری ہے......)

بسلسلہ اصلاحِ معاملہ

مفتی محمد امجد حسین

# معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط ۱۳)

اس تمہیدی داستان کے بعد اب ہم شراکتی کاروبار کی دو بڑی قسموں مشارکہ اور مضاربہ کے اصول احکام اور قدرے تفصیلات ذکر کرتے ہیں۔

## شرکۃ کی تعریف اور اقسام

شریعت کی اصطلاح میں شرکۃ کا معنی ہے حصہ دار بننا، اس کی دو بڑی قسمیں ہیں:

**(۱)**......شرکۃ الملک **(۲)**......شرکۃ العقد

**(۱)......شرکۃ الملک:** شرکۃ الملک کا مطلب ہے دو یا دو سے زیادہ شخصوں کی ایک ہی چیز میں مشترکہ ملکیت ہو۔

شرکۃ کی یہ قسم دو الگ الگ طریقوں سے پیدا ہوتی ہے۔ کبھی تو یہ شرکت شرکاء کے اپنے عمل اور اختیار سے وجود میں آتی ہے اور کبھی شرکاء کے کسی عمل اور ان کے اختیار یا مرضی کے بغیر یہ شرکت خود بخود وجود میں آجاتی ہے۔

**پہلی صورت کی مثال:** دو یا زیادہ لوگ مل کر کوئی سامان، کوئی چیز مشترکہ رقم سے، سرمائے سے خرید لیتے ہیں (یہ ضروری نہیں کہ یہ چیز تجارت اور بیوپار کے لئے خریدی ہو بلکہ ذاتی استعمال وغیرہ اغراض کے لئے شرکت کر کے چیز خرید لی جاتی ہے) اب یہ سامان دونوں کی مشترکہ ملکیت ہوگا پس یہ شرکۃ الملک کی وہ صورت ہے جس میں شرکاء کی مرضی سے کسی چیز میں ان کی شرکت الملک قائم ہوئی ہے۔

**دوسری صورت کی مثال:** جیسے کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کی ساری کی ساری ملکیتی چیزیں اس کی موت کے نتیجے میں خود بخود اس کے وارثوں کی ملکیت میں چلی جاتی ہیں۔

**(۲)......شرکۃ العقد:** اس سے مراد وہ شرکت ہے جو باہمی معاہدے سے عمل میں آئے (یہ معاہدہ تجارتی اغراض کے لئے ہوتا ہے یعنی شراکتی طور پر کاروبار کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس طرح شرکۃ الملک اور شرکۃ العقد شراکت میں یکساں ہونے کے باوجود مقصد اور نتیجہ میں مختلف ہو جاتے ہیں)

## شرکۃ العقد کی اقسام

شرکۃ العقد کی آگے تین قسمیں ہیں: (۱)......شرکۃ الاموال (۲)......شرکۃ الاعمال (۳)......شرکۃ الوجوہ

**(۱)......شرکۃ الاموال:** اس کی صورت یہ ہے کہ دو یا زیادہ شرکاء اپنا اپنا سرمایہ شریک کر کے مشترکہ کاروبار شروع کرتے ہیں (یعنی متعینہ حصہ ہر شریک مثلاً پیسہ کی شکل میں شامل کر لیتا ہے اور اس اجتماعی سرمائے سے مال تجارت خرید کر تجارت شروع کر لیتے ہیں۔اس کے تفصیلی احکام آگے آرہے ہیں)

**(۲)......شرکۃ الاعمال:** اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دو یا زیادہ شریک مشترکہ طور پر گاہکوں کو اپنی محنت، ہنر کے ذریعے کوئی خدمات فراہم کر کے اس پر اجرت حاصل کرتے ہیں اور باہمی معاہدہ کر کے آپس میں ایک طے شدہ تناسب سے محنت وکسب کی یہ کمائی اور اجرت آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

مثلاً دو آدمی درزی ہیں۔ کپڑے سینے کا ہنر جانتے ہیں، دونوں مل کر آپس میں یہ معاہدہ کر لیتے ہیں کہ چل پھر کر یا ایک جگہ دکان یا ٹھیہ بنا کر سلائی کا کام اجرت مقرر کر کے لوگوں سے حاصل کریں گے اور دونوں مل کر پھر مشترکہ طور پر سلائی کریں گے قطع نظر اس سے کہ کونسا کام کس نے لیا ہے۔اس طرح فی جوڑا یا فی دن یا فی مہینہ جتنی کمائی ہوگی وہ آپس میں اتنے فیصدی تناسب سے تقسیم کریں گے (اس میں سب شریک اس کام کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ گاہک مقررہ وقت پر یا مقررہ طریقہ پر شرکاء میں سے کسی ایک سے بھی اس چیز کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہے گا کہ یہ کام تو فلاں نے لیا تھا اس سے مانگو)

**(۳)......شرکۃ الوجوہ:** اس شرکت میں شرکاء کوئی سرمایہ کاری نہیں کرتے نہ ہی کسی ہنر کی بنیاد پر کوئی کام لیتے ہیں بلکہ یہ کرتے ہیں کہ دو یا زیادہ شرکاء مقررہ ترتیب پر آپس میں معاہدہ شراکت کر کے اپنی اپنی وجاہت، ساکھ اور جان پہچان کی بنیاد پر بازار سے ادھار مال اٹھا لیتے ہیں اور پھر چل پھر کر پھیری کی صورت میں یا دکان، ٹھیہ بنا کر دوکانداری کی صورت میں نقد پر وہ مال بیچتے ہیں۔اس میں جو منافع ہوتا ہے سارا ملا کر معاہدہ کے مطابق مقررہ تناسب پر آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

اسے شرکت الوجوہ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ کوئی سرمایہ وغیرہ نہیں ہوتا بس اپنی وجاہت، اعتماد، اعتبار اور جان پہچان پر ادھار مال حاصل کر لیتے ہیں اور منافع کے ساتھ نقد پر بیچتے ہیں۔ فقہی اصطلاح میں ان سب اقسام کو شرکۃ کہتے ہیں۔

آج کل اسلامی بینکاری یا دوسرے شراکتی کاروباروں میں مشارکہ کی جو اصطلاح رائج ہے۔ وہ اصل شرعی

اصطلاح شرکۃ کی محض ایک صورت شرکت الاموال کے گرد گھومتی ہے۔یعنی کمپنی کی شکل میں یا اسلامی بینکنگ کے واسطے سے یا عام سادہ طریقہ سے کچھ لوگ باہم سرمایہ اکٹھا کر کے کاروبار کرتے ہیں اور پھر مقررہ تناسب سے باہم منافع تقسیم کرتے ہیں اس لحاظ سے رائج الوقت مشارکہ شرکت کی ایک بہت محدود صورت ہے جبکہ شرعاً شرکۃ کے زمرے میں شرکت الوجوہ، شرکۃ الاعمال اور شرکۃ الملک جیسی صورتیں بھی شامل ہیں۔

اب آگے مشارکہ یعنی شرکۃ الاموال کے احکام ذکر کئے جاتے ہیں۔

## مشارکہ کے شرعی احکام وضوابط

مشارکہ یا شرکۃ الاموال ایک ایسا معاملہ ہے جو دو یا دو سے زیادہ شریک فریقوں کا باہمی رضامندی کے ساتھ معاہدہ کرنے سے وجود میں آتا ہے اور چونکہ یہ ایک عقد ہے اور عقد کے صحیح ہونے کے لئے شریک فریقوں میں اہلیت بھی ضروری ہے۔اس لئے اہلیت کی ضروری شرائط مسلمان ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا وغیرہ کا سب شریک فریقوں میں پایا جانا ضروری ہے۔

اس کے علاوہ جو شرائط مشارکہ کا معاہدہ کرتے وقت طے ہونا ضروری ہیں اختصاراً یہ ہیں:

## منافع کی تقسیم

شرکاء میں منافع کی تقسیم فیصدی تناسب کے ساتھ طے ہو جانا ضروری ہے۔اگر شروع میں ہی شرکاء باہم منافع کی فیصدی تناسب کے ساتھ تقسیم طے نہ کریں تو مشارکہ کا یہ عقد شرعاً درست نہ ہوا اور فیصدی تناسب باہمی رضامندی سے کوئی بھی طے کیا جا سکتا ہے۔یہ ضروری نہیں کہ جس کا جس حساب سے سرمایہ لگا ہے اسی حساب سے نفع میں حصہ طے ہو۔

مثلاً دو شریک ہیں آدھا آدھا سرمایہ لگا ہے تو اب یہ ضروری نہیں کہ منافع بھی آدھا آدھا طے ہو بلکہ اگر دونوں باہم رضامندی سے سرمایہ کی مقدار سے کم وبیش کسی تناسب پر راضی ہیں تو یہ تناسب طے کرنا بھی درست ہے۔مثلاً سرمایہ میں برابری کے باوجود نفع میں ایک کا حصہ ساٹھ فیصد اور ایک کا چالیس فیصد طے ہو جاتا ہے اور آپس کی رضامندی شامل ہے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس مفہوم کو ہم یوں بھی تعبیر کر سکتے ہیں کہ منافع کی شرح سرمایہ کاری کے تناسب سے منسلک نہیں (کہ مثلاً شامل کئے جانے والے سرمائے کا اتنے اتنے فیصد ہر ایک کو ملے گا) بلکہ کاروبار میں حقیقتاً حاصل ہونے

Idara Ghufran

والے نفع کے ساتھ منسلک ہے کہ جتنا منافع حاصل ہوا اس میں سے کوئی فیصدی تناسب ہر شریک کے لئے طے ہو۔ اسی طرح فیصدی تناسب سے ہٹ کر منافع سے کوئی لگی بندھی رقم طے کرنا بھی جائز نہیں مثلاً کوئی شریک کہے کہ نفع میں سے دس ہزار میرا باقی جتنا نفع ہو وہ دوسرے کا (کیونکہ اول تو یہ ہی ضروری نہیں کہ نفع ہی ہو، بعض دفعہ نقصان ہو جاتا ہے، یا بعض دفعہ نہ نفع نہ نقصان برابر سرابر معاملہ رہتا ہے، اور یا بہت زیادہ نفع ہوئی گنا، تو دوسرے فریق کا فائدہ زیادہ ہے۔ اس طرح یہ صورت جوئے کے مشابہ ہو جاتی ہے)

اسی طرح یہ بات بھی معاہدے میں ملحوظ رکھنی ضروری ہے کہ فیصدی تناسب کے اعتبار سے ہر شریک کا جو حصہ طے ہو جائے گا وہ مشارکہ کی مجموعی مدت کے اختتام پر (یعنی مشارکہ کا معاملہ جتنے سالوں کے لئے ہو اس کے ختم پر) ہونے والے آخری حساب کتاب کے تابع ہوگا، اس بات کے ملحوظ رکھنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ عموماً ماہ بماہ یا دو تین ماہ کے وقفے سے حساب کر کے منافع تقسیم کر دیا جاتا ہے یا اس کی مقدار متعین ہو جاتی ہے، جبکہ جاری اور رواں کاروبار میں بسا اوقات یہ حساب ایک تخمینی اور اندازے کی حد تک ہوتا ہے، حتمی نہیں ہوتا، اور ساری کمی بیشی اور حقیقی منافع کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب مدت پوری ہو کر مشارکہ ختم ہونے لگے اس کے بعد مزید کچھ آنے جانے کا سلسلہ نہیں ہوتا۔ اس وقت حتمی طور پر مجموعی منافع اور ہر شریک کا حصہ معلوم ہو جاتا ہے۔

لہٰذا دوران مشارکہ ماہانہ یا کم و بیش مدت کے وقفہ سے جو منافع تقسیم ہوتا اور رہا اس کا حساب شرکاء کو بتایا جاتا رہا۔ اس آخری حساب کے وقت اس میں تبدیلی آ سکتی ہے، لہٰذا اس آخری حساب کے وقت جس شریک کا فیصدی تناسب سے جو حصہ بنتا ہے اگر اتنا وہ لے چکا ہے تو صحیح، اگر اس سے کم لے چکا ہے تو جو کمی ہے وہ اب اسے پوری کر دی جائے گی اور اگر زیادہ اس کے پاس جا چکا ہے تو اضافی منافع اس سے واپس لے لیا جائیگا، یہ امر پہلے واضح نہ ہو تو بسا اوقات مشارکہ کے ختم پر جب یہ حقیقت سامنے آئے گی تو ذہنی طور پر شرکاء کا اس کے لئے تیار نہ ہونے کی وجہ سے تنازعہ اور اختلاف پڑ سکتا ہے۔ خصوصاً وہ شریک جسے کچھ واپس کرنا پڑے وہ زیادہ پریشانی پیدا کر سکتا ہے۔

اس بات کی تھوڑی سی مزید وضاحت آگے نقصان ہو جانے پر شرکاء میں نقصان کی تقسیم والی بحث میں آئے گی۔

(جاری ہے............)

بسلسلہ : آدابُ المعاشرت

مولانا محمد ناصر

# اولاد کی تربیت کے آداب (قسط ۷)

## بچوں کی تربیت کے بعض آداب

**(۱)**......سرپرستوں کو چاہیے کہ بچوں کے لیے ہر کام کا نظامُ الاوقات (یعنی ٹائم ٹیبل) مقرر کردیں، اس سے بچوں کی تربیت پر اچھا اثر پڑتا ہے؛ جن بچوں کے پڑھنے لکھنے، کھیلنے کودنے، کھانے پینے اور سونے جاگنے کے اوقات مقرر ہوتے ہیں، وہ خود بھی اور اُن کے والدین بھی راحت اور سکون میں رہتے ہیں۔

اگر بچے اپنے نظامُ الاوقات کی خلاف ورزی کریں تو اس کو برداشت نہ کیا جائے، بلکہ ایسی غلطی کرنے پر بچوں کو تنبیہ کرنی چاہیے، کیونکہ جن بچوں کا کوئی نظامُ الاوقات نہیں ہوتا یا جو نظامُ الاوقات کی پابندی نہیں کرتے تو اُن کی زندگی بھی بے ترتیبی سے گزرتی ہے۔ بچوں میں ایک مقررہ وقت میں پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیے اور بہتر ہے کہ سب بہن بھائی ایک ساتھ ایک وقت میں پڑھیں، جب بچے مقررہ وقت پر پڑھ لیں تو پھر بچوں کو بار بار پڑھنے اور کام کرنے کو نہ کہنا چاہیے، بچوں کو اپنے کام کرنے کے اوقات کا علم ہوگا تو وہ وقت پر اپنا کام کریں گے۔ بچوں پر یکدم زیادہ محنت اور کام کا بار بھی نہ ڈالنا چاہیے، شروع میں ایک گھنٹہ پڑھنے کا مقرر کریں، پھر دو گھنٹے، پھر تین گھنٹے؛ اسی طرح بچوں کی طاقت اور سہار کے مطابق ان سے محنت اور کام لیا جائے اور آہستہ آہستہ اُن کے کام کرنے کے اوقات میں اضافہ کرنا چاہیے۔

اسی طرح بچوں کو سارا دن پڑھنے کا پابند نہیں کرنا چاہیے، اس طرح کرنے سے ایک تو بچے تھکن کی وجہ سے پڑھائی سے جی چُرانے لگتے ہیں، دوسرا زیادہ محنت سے بچوں کا ذہن اور حافظہ کمزور اور خراب ہوجاتا ہے، تیسرا اس سے بچے پڑھائی سے اکتا جاتے ہیں اور سُست اور بیماروں کی طرح رہنے لگیں گے، اور پھر پڑھائی لکھائی کے کاموں میں بچوں کا دل نہیں لگے گا (بہشتی زیور)

**(۲)**......سرپرستوں کو چاہیے کہ بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو صدقہ کرایا کریں اور غریبوں کے تعاون میں ان کو واسطہ بنایا کریں، مثلاً کھانا، کپڑا، پیسے اور ایسی چیزیں دِلوایا کریں، اس سے بچوں میں مال کی بے جا محبت ختم ہوتی اور غریبوں کی مدد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

لیکن اس کے لیے اس شرعی مسئلے کی رعایت رکھنی چاہیے کہ سرپرست حضرات جو چیز بھی بچوں کو دیں،

چاہے نقد (یعنی پیسوں کی شکل میں) ہو یا غیر نقد (یعنی کسی چیز کی شکل میں) دونوں صورتوں میں بچے کو اُس چیز کا مالک نہ بنائیں، بلکہ بچے کے لیے وہ چیز صرف مباح کردیں، کیونکہ نابالغ بچوں کو اپنا مال کسی دوسرے کو ہدیہ یا تحفہ کرنا جائز نہیں (اصلاحِ انقلابِ امت حصہ دوم صفحہ ۲۰۶، بتغیر)

**(۳)**......سرپرستوں کو چاہیے کہ بچوں میں یہ عادت ڈالیں کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو صرف اپنے بڑوں سے مانگیں، کسی اور سے کوئی چیز نہ مانگیں، اور بغیر اپنے بڑوں کی اجازت کے کسی سے کوئی چیز نہ لیں۔

**(۴)**......اگر ممکن ہو تو بچوں کا سرپرست اُن کے ساتھ رہے، کھیل کود کے وقت بہن بھائیوں کا دھیان رکھے، بلند مکان پر جا کر نہ کھیلنے دے؛ دیندار، نیک اور سمجھدار بچوں کے ساتھ کھیلیں، نکمّے اور غیر مہذب لڑکوں کے ساتھ ہرگز نہ کھیلنے دے، اور نہ ہی زیادہ لڑکوں میں کھیلنے دے، گلیوں اور سڑکوں میں نہ کھیلنے دے، کیونکہ وہاں اوباش لڑکے بھی ہوتے ہیں، اور ان کی صحبت کا بُرا اثر پڑتا ہے، بازاروں میں بچوں کو زیادہ نہ لے کر جائے، کیونکہ اس سے بچوں میں دنیا کی حرص اور دنیا کی چیزوں میں رغبت بڑھتی ہے۔

**(۵)**......اسی طرح بچوں میں یہ عادت ڈالنی چاہیے کہ وہ چھپ کر کوئی کام نہ کریں، کھیل ہو یا کھانا یا اور کوئی کام ہو کیونکہ عام طور پر چُھپ کر بچے وہی کام کرتے ہیں، جس کو وہ بُرا سمجھتے ہیں، اس لیے اگر اُن میں یہ عادت ہوگی تو گویا شروع سے ہی وہ بُرے کام کرنے کے عادی ہو جائیں گے؛ لہٰذا اُن میں چُھپ کر کام کرنے کی عادت نہ پیدا ہونے دی جائے۔

اگر بُرا کام ہو تو چُھڑانا چاہیے اور اگر اچھا کام ہے جیسے کھانا پینا تو بچوں کو کہنا چاہیے کہ سب کے سامنے کھائیں پییں (اصلاحِ انقلابِ امت حصہ دوم صفحہ ۲۰۸، بتغیر)

**(۶)**...... بچہ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، اُس کی ہر بات کو دیکھ کر ہر موقع کے مناسب اس کو آداب سکھلائے اور بے جا باتوں سے روکے۔

**(۷)**......بچوں کی تربیت کرنے والے حضرات کو چاہیے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو بہت زیادہ مانگ پٹی اور بناؤ سنگھار میں مبتلا نہ ہونے دے، لڑکوں کے سَر پر بال زیادہ نہ بڑھنے دیں اور لڑکیاں جب تک پردہ کرنے کی عمر تک نہ پہنچ جائیں، اس وقت تک اُنہیں زیور نہ پہنائیں، بچیوں کو زیور پہنانے میں ایک تو جان کا خطرہ ہے اور دوسرا بچپن سے ہی دل میں زیور کا شوق پیدا ہو جانا اور زیب و زینت اور بناؤ سنگار کا جذبہ اچھا نہیں (اصلاحِ انقلابِ امت حصہ دوم صفحہ ۲۰۶، بتغیر)

**(۸)**......بعض سرپرستوں خصوصاً ماؤں کی عادت ہوتی ہے کہ بچوں کو کہیں بلاوجہ کے بھوت، سپاہی (پولیس) اور دوسری ڈراؤنی چیزوں سے ڈراتی ہیں، یہ بُری بات ہے، اس سے بچوں کا دل کمزور ہوجاتا ہے، اور اس سے وہ بزدل اور کم ہمت ہوجاتے ہیں، بہادری اور شجاعت کمزور پڑ جاتی ہے۔

**(۹)**......سرپرست اور تربیت کرنے والے حضرات کو اس بات کا بہت اہتمام کرنا چاہیے کہ وہ بچوں کے سامنے کوئی نامناسب، گناہ یا بے حیائی کا کام نہ کریں، اگرچہ بچے اتنے چھوٹے ہی ہوں کہ بول بھی نہ سکتے ہوں، کیونکہ بچوں کے دماغ اور ذہن اُن کے بچپنے سے ہی کیمرے جیسی خاصیت رکھتے ہیں، بچوں کے دماغ اور ذہن میں جو کچھ بھی آنکھ یا کان کے راستے سے پہنچتا ہے، بچوں کے ذہنوں میں اُن کاموں کا عکس نقش ہوجاتا ہے اور تمام عمر محفوظ رہتا ہے، اور اس سے اس کی زندگی پر بُرے اثرات پڑتے ہیں۔

**(۱۰)**......اگر سرپرست اور تربیت کرنے والے حضرات بچوں کی اچھی تربیت کرنا چاہتے ہوں تو بچوں کے سامنے تمیز اور سلیقہ کی باتیں کریں، کوئی حرکت اور کام تہذیب کے خلاف نہ کریں، اور کوئی بُری بات بھی منہ سے نہ نکالیں (اصلاحِ انقلاب امت حصہ دوم صفحہ ۲۰۴ و بہشتی زیور نواں حصہ صفحہ ۶۱، بتغیر)

افسوس کا مقام ہے کہ آج کے دور میں والدین اور سرپرست حضرات اس معاملے میں بہت زیادہ کوتاہی کرتے ہیں، اور اپنے زیرِ تربیت بچوں کے لیے ایک اچھا نمونہ بننے کے بجائے، اُن کے سامنے کئی خلافِ شریعت اور خلافِ تہذیب کام کرتے ہیں، بعض لوگ نماز، روزے جیسی فرض عبادات میں کوتاہی کرتے ہیں، اور بچوں کے سامنے لڑنے جھگڑنے سے اور غلط زبان استعمال کرنے، لوگوں کی غیبتیں اور بُرائی کے ساتھ اُن کا تذکرہ کرنے سے بھی پرہیز نہیں کرتے، پھر جب بچے بڑے ہوکر اُسی راہ پر چلتے ہیں تو اولاد کی بے راہ روی کی شکایت کرتے ہیں، اور زندگی بھر ان کی غلط عادات وحرکات کا رونا روتے ہیں۔

Idara Ghufran

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ — اصلاحی مجلس: حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب

# حکیمُ الامت کی حکیمانہ باتیں (قسط۱)

مؤرخہ۲۸/ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ بمطابق 27 /مئی 2006ء بروز ہفتہ صبح کے وقت حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم ادارہ غفران ، راولپنڈی میں تشریف لائے اور دارالافتاء، دیگر کارکنان اور بعض احبابِ ادارہ کے لیے قیمتی نصائح ارشادفرمائیں؛ ان نصائح کو مولانا محمد ناصر صاحب نے محفوظ ونقل کیا، اب حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی نظرِ ثانی کے بعد انہیں شائع کیا جارہا ہے (ادارہ......)

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت والا نواب صاحب دامت برکاتہم عام طور پر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ وملفوظات کو دیکھ کر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی تعلیمات کی روشنی میں ہدایات وتشریحات بیان فرماتے ہیں، اسی غرض سے حضرت نے مجلس شروع فرمانے سے پہلے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات کی کوئی کتاب طلب فرمائی، جس پر حضرت نواب صاحب کی خدمت میں تھانہ بھون کے مطبوعہ پُرانے ملفوظات کی کتاب پیش کی گئی؛ حضرت نے پُرانے مطبوعہ ملفوظات دیکھ کر مسرت کا اظہار فرمایا؛ اس پر مجلس میں موجود ایک صاحبِ علم نے حضرت نواب صاحب سے عرض کیا کہ:

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ وملفوظات جو آج کل فلاں مقام سے شائع کیے جارہے ہیں، ان میں کتابت کی اغلاط بہت ہیں، ہر صفحے پر تقریباً غلطیاں ہیں، بعض مقامات پر پوری پوری سطریں غائب ہیں، اس لیے پرانے خطبات اور ملفوظات سے تصحیح کرنی پڑتی ہے۔ پھر جو لوگ حضرت کے ان مواعظ اور ملفوظات کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ اشکالات اور سوالات کرتے ہیں؛ پھر جب اصل میں مراجعت کی جاتی ہے تو سطریں وغیرہ غائب ملتی ہیں، جس کی وجہ سے مفہوم ہی بدل جاتا ہے۔ اور بعض جگہ حضرت کی کتابوں کے الفاظ قصداً عمداً سہل کرنے کے لیے تبدیل کیے جارہے ہیں، اور حضرت کے تسلسل اور اندازِ بیان میں بھی کچھ الفاظ مقدم ومؤخر کیے جارہے ہیں، الفاظ ہٹا کر اور بدل کر تسہیل بھی ہورہی ہے اور الفاظ نکال کر تلخیص بھی۔

کیا یہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے ذوق اور مزاج کے خلاف نہیں ہے؟ کیونکہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تصحیح کا بہت اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

Idara Ghufran

# حضرت حکیم الامت کے مضامین کے الفاظ وانداز کو نہ بدلا جائے

حضرت والا صاحب دامت برکاتہم نے اس پر فرمایا:

میرے نزدیک یہ حضرت کے ذوق کے خلاف ہے، مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہمارے حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت والا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں جو ملفوظات اور مواعظ وغیرہ چھپے ہیں، اُن کو اُسی ترتیب سے رکھا جائے اور کوئی رَدّوبدل نہ کی جائے۔

اور غالباً الافاضاتُ الیومیہ کی پہلی یا دوسری جلد پر مولوی شبیر علی صاحب کا مقدمہ اور ایک پیش لفظ ہے، اُس میں خاص طور پر وہ لفظ لکھا ہوا ہے اور میرے پاس ابھی بھی وہ کراچی میں ثبوت کے طور پر ہے، اس میں حضرت والا نے حضرت مولوی شبیر علی صاحب کو مخاطب کیا ہے اور فرمایا ہے کہ:

"مولوی شبیر علی! میں نے سُنا ہے کہ کچھ لوگ میرے الفاظ بدلنا چاہتے ہیں، سب سے کہنے کی بات تو نہیں ہے، میں تم سے کہتا ہوں، کہ میرے الفاظ مِن جانب اللہ القاء ہوتے ہیں"

مگر اب اس کے خلاف ہو رہا ہے۔

واللہ اعلم یہ روایت شنیدہ ہے یا کہیں پڑھی ہوئی ہے کہ متقدمین اور اسلاف میں ایک بزرگ گزرے ہیں، اُن کے حلقے میں ایک صاحب اُن کے مواعظ میں کتر بونت کرتے تھے، تو اُن بزرگ کی زبان سے نکلا تھا کہ اس نے تو میرے مضامین کاٹ دیے، اللہ تعالیٰ تجھے بھی کاٹ دے؛ یا اسی قسم کا جملہ تھا، اس کا نتیجہ نکلا کہ مضامین میں کانٹ چھانٹ کرنے والے وہ صاحب قتل ہوگئے۔

حضرت والا خود بھی منع فرما گئے اور مولوی شبیر علی صاحب نے حوالہ دیا ہے کہ "میرے الفاظ کو کاٹیں نہیں" اور حضرت کی عجیب کرامت ہے اور میرا خود تجربہ ہے کہ کم پڑھے لکھے لوگ حضرت کی بوادرُ النوادر جیسی کتاب کہ جس میں بڑے مشکل سوالات اور اُن کی تنقیح اور تشریح ہے، حضرت کی کتب پڑھ پڑھ کر ان باریک اور دقیق مضامین کو بھی سمجھنے لگ گئے؛ یہ حضرت کی کتب اور مضامین کی کرامت ہے۔

اور مولانا فقیر محمد صاحب منع کرتے تھے، کہ بھائی تم جو یہ چھاپ رہے ہو تو اس میں اپنی طرف سے کوئی چیز قائم نہ کرو، جیسا نسخہ ہندوستان سے اور ہندوستان کے بعد کراچی سے چھپا ہے وہ ہی یہاں جاری رکھو؛ سمجھے آپ! دارالعلوم میں جو کتب خانہ تھا، جتنا بھی میسر ہوسکا حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کے پاس میں نے خود

دیکھا کہ جو حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے پرانے مسوّدے ہیں، اُن پر حضرت نے اپنے ہاتھ سے لکھدیا ہے: کتبہٗ اشرف علی۔

حضرت کے یہاں ہر کام ایک ترتیب سے ہوتا تھا، گڈ مڈ نہیں ہوتا تھا، جیسا آج کل ہو رہا ہے، اور حضرت کام کے تام ہونے کو اس کے عام ہونے پر ترجیح دیا کرتے تھے۔

آج بہت سے ہمارے بڑوں کے طریق سے ہٹتے جارہے ہیں۔

مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی دعاؤں میں یہ ضرور کہتے تھے، کہ یا اللہ مجھے اپنے شیخ کے طریق کا بدنام کنندہ نہ بنائیو۔

حضرت مولانا شاہ ابرارُ الحق صاحب نوراللہ مرقدہٗ جب بھی پاکستان تشریف لاتے تھے، ماشاء اللہ جب صحت اچھی تھی تو کراچی کے علاوہ لاہور، اور پشاور بھی جاتے تھے، لاہور میں فلاں مدرسے میں بھی جاتے تھے، میں بھی ساتھ ہوتا تھا۔ حضرت شاہ صاحب بڑے منتظم تھے، دو تین دفعہ میں نے دیکھا کہ جب لاہور کے فلاں مدرسے میں جاتے تھے تو وہ سامنے رجسٹر رکھدیتے تھے، کہ معائنہ ہوا ہے، لیکن حضرت نے کبھی دستخط نہیں کیے، رجسٹر کو اُلٹا پلٹا اور پھر واپس کردیا اور اُس رجسٹر پر اور لوگوں کے بھی معائنے لکھے ہوتے تھے، لیکن حضرت شاہ صاحب نے کبھی لکھ کر نہیں دیا، اُن کے معیار پر نہیں تھا، یہ میں نے خود دیکھا، حضرت شاہ صاحب کا بڑا اونچا معیار تھا۔ پشاور میں حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قائم کردہ مدرسہ ہے، وہاں بھی حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ گئے۔

ایک دفعہ فلاں مدرسہ میں گئے ان سے کچھ لکھنے کو کہا گیا تو کہنے لگے کہ یہ مطبخ کی روٹیاں سوکھی ڈسٹ بن (کوڑے دان) میں پڑی ہیں، میں کیا لکھ کردوں؟

یہ سب حضرت حکیم الامت کی تعلیمات کا اثر تھا۔ آہ! آج اکابر کے بہت طریقے سے ہٹ گئے۔

## حضرت حکیم الامت کا استغناء

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ چندہ کے معاملہ میں بھی بہت صاف گو اور مضبوط تھے، مال دیکھ کر آج کل تو اچھوں اچھوں کی زبان میں پانی آجاتا ہے، اور دین کے کام بھی چندے ہی کی غرض سے ہونے لگتے ہیں، دل کے اندر دنیا اور مال کی طمع اور حرص ہوتی ہے۔

جو رسالے حضرت کے تھانہ بھون سے شائع ہوتے تھے، اُن میں چندہ کی اپیل شائع نہیں ہوتی تھی؛ کبھی نہیں ،کبھی نہیں شائع ہوئی؛ حضرت نے وعظ میں صاف کہہ دیا تھا کہ وعظ ہم چندہ کے لیے نہیں کررہے ہیں، صاف

کہہ دیتے تھے، اور مواعظِ ثلاثہ کے آخری وعظ میں چھپا ہے کہ علماء کو استغناء ہی رکھنا چاہیے اور استغناء سے کام لینا چاہیے؛ یہ توکل کہلاتا ہے؛ اور پھر ہی اللہ کی مدد آتی ہے، مگر آج کل توکل کے خلاف چل رہے ہیں۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے دونوں چیزوں کو الگ الگ بیان کیا ہے، دین کے راستے میں جو خرچ کرنے کے فضائل ہیں اُصولی درجے میں وہ الگ بیان فرمائے اور جو چندے کے مروجہ طریقے ہیں، اور ان میں بعض مفاسد پائے جاتے ہیں، اُن پر نکیر الگ بیان فرمائی، لیکن اب یہ ہو رہا ہے کہ جو اُصولی درجے میں فضائل ہیں اُن کو مروجہ طریقے کے تناظر میں پیش کیا جا رہا ہے، حالانکہ دونوں کو الگ الگ رکھنا چاہیے؛ بے شک حضرت نے صحیح بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جب کام کیا جائے تو اس کے تھوڑے یا زیادہ ہونے کی طرف توجہ نہیں ہوتی، نظر تو بس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر ہوتی ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہر چیز کے اُصول مرتب کر گئے۔

ہندوستان کے صوبہ یوپی جہاں تھانہ بھون واقع ہے، اس کے ڈاکخانوں کے اعداد وشمار جمع کیے گئے، ایک صاحب نے بتایا جو ڈاکخانے کے بڑے افسر تھے، انگریزی حکومت تھی، ابھی تک پاکستان نہیں بنا تھا، حضرت کے انتقال کے بعد پاکستان بنا ہے، تو ان سے جب پوچھا جاتا تھا کہ وہ کون سا ڈاکخانہ ہے کہ جہاں سب سے زیادہ منی آرڈر بھیجے گئے اور واپس آئے تو تھانہ بھون کا ڈاکخانہ سرِ فہرست تھا، یہ انہوں نے خود بتایا۔ اور وہ بہت بڑے افسر تھے۔ اُن سے جب کہا گیا کہ ایسا کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ایسا یوں ہے کہ جو وہاں کے بزرگ ہیں اُن کے اُصول مرتب ہیں؛ ان اُصولوں کے خلاف منی آرڈر واپس کر دیئے جاتے ہیں۔

نواب صاحب باغپت کا واقعہ ہے کہ اُنہوں نے تین سو روپے کا منی آرڈر بھیجا اور اپنے گھر آنے کی دعوت دیدی، کہ ملاقات کا اشتیاق ہے تشریف لائیں تو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے وہ رقم واپس کر دی؛ اور تحریر فرمایا کہ آپ نے جو یہ دوسرا جملہ کوپن میں لکھ دیا؛ یہ نامناسب ہے، اس سے دوسرے پر اثر پڑتا ہے اور اس کی آزادی میں خلل آتا ہے۔ پھر نواب صاحب نے معافی کا خط بھیجا جس پر حضرت خوش ہوئے اور حضرت کے خاص الفاظ ہیں کہ یہ نواب صاحب کی شرافت ہے۔ اور پھر یہ لکھا کہ پہلے تو آپ مجھ سے ملنے کے مشتاق تھے، اور اب میں آپ سے ملنے کا مشتاق ہوں۔ اور حضرت وہاں گئے اور وہاں تین وعظ کہے، جلاءُ القلوب، دواءُ العیوب دو وعظ تو وہیں کیے اور تیسرا میرٹھ میں کیا۔

حضرت کا مشہور فقرہ ہے کہ وہ تو جمشید ہیں اور جامِ جمشید میرے پاس ہے، جس میں سارے حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ **(جاری ہے......)**

**بسلسلہ : اصلاحُ العلماء والمدارس**

مفتی محمد رضوان

## ❖ خطاب مخاطب کو کیوں نہیں؟

یکم شوال ۱۴۲۸ھ عید الفطر کا دن تھا ایک چھوٹی سی نشست تھی جس میں میں بھی موجود تھا کہ ایک صاحب نے ایک دوسرے صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے اس مرتبہ فلاں مقام پر عید الفطر کی نماز پڑھی ہے، عید کی نماز سے پہلے بیان کے دوران خطیب صاحب نے موجودہ حکومت اور حکمرانوں کے خلاف بولنے کی انتہاء کر دی، اتنا سخت بولے اتنا سخت بولے کہ شاید ہی کوئی آج تک اتنا سخت بولا ہو، یہاں تک نوبت آ گئی کہ اگلی صف میں کچھ لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ نماز شروع کریں، اور اس کے نتیجہ میں قبل از وقت ہی اچانک خطیب صاحب نے عید کی نماز شروع کر دی، کئی لوگوں کو اس طرح اچانک نماز شروع کرنے کا پتہ بھی نہیں چلا، اور عید کی نماز کا طریقہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کافی مشکل پیش آئی۔

اس بات کے مخاطب دوسرے صاحب نے فرمایا کہ وہ خطیب صاحب کوئی وعظ تو نہیں کرتے وہ تو صرف تقریر کرتے اور بولتے ہیں، وعظ تو وہ ہوتا ہے، جس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آخرت کی باتیں ہوں، اور یہ صرف پہلا موقع نہیں، ہم تو تقریباً بیس سال سے زیادہ عرصہ سے اس مقام پر عید کی نماز پڑھ رہے ہیں، وہ ہمیشہ حکومتِ وقت کے خلاف ہی بولتے ہیں، اور یہ صرف موجودہ خطیب صاحب کا اپنا ذاتی معمول ہی نہیں بلکہ ان کو وراثت میں اپنے والد صاحب سے ملا ہے، ان سے پہلے ان کے والد صاحب عید کی نماز پڑھایا کرتے تھے، جو فوت ہو چکے ہیں، ان کا معمول بھی یہی تھا کہ وہ جو بھی حکومت ہوتی تھی اس کے خلاف ہی بولا کرتے تھے۔ یہ گفتگو سن کر میں نے تو لاحول پڑھی، اور دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیا انبیائے کرام علیہم السلام کا بھی طریقہ یہی تھا کہ وہ اپنے مخاطبین اور حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے ان کی اصلاح کے پہلو کو چھوڑ کر اس زمانے کے حکمرانوں کے خلاف ہی بولا کرتے ہوں، قرآن مجید کے اسلوب اور انبیائے کرام کی سیرت سے تو اس قسم کا انداز معلوم نہیں ہوتا۔

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ وقت کے نبی کا خطاب مخاطبین اور حاضرین سے ہوتا تھا، نہ کہ غیر حاضرین اور غائبین سے۔ اور آج بعض حضرات کا طرزِ عمل اس کے برعکس ہے۔

بھلا جس غرض کے لئے لوگ وہاں آئے تھے یعنی عید کی نماز ادا کرنے کے لئے جب انہیں اس کا طریقہ بھی نہیں بتلایا جا سکا اور عید کی نماز پڑھنے میں بھی لوگوں کو مشکل پیش آئی، تو پھر ان لوگوں کو اپنی آمد کا اصل

مقصد کیسے حاصل ہوگا؟ اسی لئے بعض اللہ والے فرماتے ہیں کہ آج کل بولنے کو کمال سمجھا جاتا ہے، بس بولنے والا ہو خواہ کچھ بھی بولے، حالانکہ انبیائے کرام علیہم السلام واعظ ہوتے ہیں، صرف بولنے والے نہیں ہوتے اور وعظ کا تعلق اللہ اور آخرت سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سالہا سال تک ایسے لوگوں کے خطاب سے مستفید ہونے والے لوگوں کو ان کے خطاب سے آخرت کی رغبت، دنیا کی بے رغبتی، اللہ تعالیٰ کی محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسنت کی توفیق اور شرعی بنیادی احکام کا بھی علم نہیں ہوتا۔ البتہ سیاسی حالات کا تجزیہ ہو جاتا ہے، اور یہ کام تو آج کل اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ بھی کر رہے ہیں، اس میں ایک نبی کے وارث کی کیا تخصیص رہ گئی ہے۔ پھر آجکل جو سیاسی تبصرے ہوتے ہیں، وہ بھی عموماً شرعاً غیبت، بہتان اور دوسرے گناہوں پر مشتمل ہوتے ہیں، اور گناہوں کے مضامین پر مشتمل خطاب کو وعظ وتقریر کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح کا واقعہ یہاں راولپنڈی کی ایک مسجد میں جمعہ کے دن اس وقت پیش آیا تھا جبکہ کافی سال پہلے صدر صدام حسین کے دور میں عراق پر امریکی بمباری ہو رہی تھی کہ ان خطیب صاحب نے پورے ہفتہ کا حساب لگا کر جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے آنے والے حاضرین کو بتلایا کہ اس ہفتہ امریکہ کی طرف سے صدر کلنٹن نے اتنے وزن کی بمباری کرائی ہے اتنا وتنا بارود عراق پر برسایا ہے۔ خطیب صاحب کی یہ گفتگو سن کر درمیان ہی میں حاضرین میں سے ایک صاحب کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ مولانا صاحب! آپ نے غلط حساب لگایا ہے، میں نے رات ہی ٹی وی پر خبریں سنی ہیں، اتنے وزن کی بمباری نہیں کی گئی جتنی آپ بتلا رہے ہیں، بلکہ اتنے وزن کی کی گئی ہے، لہٰذا آپ کا حساب غلط ہے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ ان خطیب صاحب کی کیا عزت رہ گئی۔ بھلا یہ باتیں کوئی ایک عالم دین کو منبر پر بیٹھ کر کرنا زیب دیتی ہیں۔

افسوس کہ حاضرین کے نماز، روزہ، وضو اور غسل اور اسی طرح دوسری دینی ضروریات کی بات کرنے کی تو توفیق نہیں ہوتی، جس کے بارے میں قیامت کے دن باز پرس ہوگی اور عام مسلمانوں کی دین سے جہالت کی جو حالت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، کہ فرضِ عین کے درجہ علم سے بھی اکثر مسلمان واقف نہیں ان حالات میں ضرورت تھی کہ عامۃ المسلمین خصوصاً مخاطبین کی دینی ضروریات اور ان کی عملی زندگی کے حالات کو سامنے رکھ کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیا جاتا، مگر آج بعض حضرات کی

طرف سے اس کے بجائے ان شخصیات پر تبصروں اور طعن و تشنیع پر سارا زورِ زبان خرچ کر دیا جاتا ہے جو مخاطب ہی نہیں ہوتیں، اس طرزِ عمل میں جہاں ایک طرف مخاطبین کی حق تلفی لازم آتی ہے وہاں غیبت و بہتان تراشی کا گناہ بھی لازم آتا ہے، اور جس طرح شرعی اعتبار سے غیبت کرنا اور بہتان لگانا منع ہے، اسی طرح غیبت و بہتان سننا بھی گناہ ہے۔

اور غیبت و بہتان تراشی جو آجکل سیاسی میدان کا لازمی حصہ بن گئی ہے، وغیرہ پر مشتمل مضامین بیان کرنے اور سننے کو وعظ و نصیحت سے کیسے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

یہ ایک بڑا المیہ ہے کہ بعض حضرات نے اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے حکمرانوں کے خلاف حزبِ اختلاف بنا لیا ہے۔ اور یہ سلسلہ مساجد اور عیدگاہوں میں شروع ہو گیا ہے۔

نا معلوم ان حضرات کو اپنی اصلی اور حقیقی ذمہ داریوں کا احساس کیوں نہیں رہا، کیا سارا دین ایک حکومت یا حکمران کے ارد گرد گھومتا ہے؟

اگر کسی کی یہی سوچ ہے تو وہ غلط سوچ ہے کیونکہ لاکھوں انبیائے کرام علیہم السلام ایسے ہوئے ہیں، کہ نبوت تو ان کو عطا کی گئی مگر حکومت و سلطنت عطا نہیں کی گئی اور وہ اسی حال میں اپنی امت کے لئے ہدایت کا سامان کر کے چلے گئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبوت اصلی منصب ہے حکومت و سیاست اصل منصب نہیں ہے، اور جب نبی کے لئے نبوت اصل ہے نہ کہ سیاست و حکومت، تو اسی طرح ان کے ورثاء و جانشینوں کے لئے بھی ظاہر ہے کہ سیاست و حکومت اصل نہیں ہوگی۔

لہٰذا حکومت و سیاست کو اپنا قبلہ و کعبہ اور اوڑھنا بچھونا بنا لینا ایک نبی کے وارث کی شان نہیں۔ یہ سمجھنا کہ حکومت و سیاست کی بغیر ہدایت ملنا ناممکن ہے، یہ سوچ لاکھوں انبیاء علیھم السلام کی سوچ کے خلاف ہے۔

اصل محنت امت کے اعمال اور کردار پر ہونی چاہئے اور امت کو ہدایت و اصلاح کی طرف متوجہ کرنا چاہئے۔ اگر اس کام کو اجتماعی اور منظّم انداز میں کیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری حکومت و سیاست بھی درست ہو جائے گی اور اس کے بجائے امت کی ہدایت و اصلاح کے بغیر براہِ راست اوپر سے تبدیلی کے لئے سار توانائیاں خرچ کرنا ہواؤں میں تیر چلانے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس غلط سوچ اور روش کی اصلاح فرمائیں، اور خطاب غائبین کے بجائے حاضرین و مخاطبین کو کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

**علم کے مینار** مولانا محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

# سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱)

پانچ سال پہلے کی بات ہے، ۱۴۲۳ھ کا سن تھا، عید الفطر کی چھٹیوں میں سب کارکنان اور طلبائے کرام کے تعطیل پر چلے جانے کی وجہ سے بندہ ادارہ غفران کی پاسبانی اور چوکیداری کا فرضِ کفایہ ادا کر رہا تھا، اور بقولِ شخصے اوقات کا یہ عالَم تھا۔ ع تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی سب راتیں

فرصت کی ان گھڑیوں کو غنیمت جانتے ہوئے بندہ نے اپنی دلچسپی کا ایک نیا مشغلہ شروع کر دیا اور وہ تھا اپنے شیخ، مربی اور استاد حضرت اقدس مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم کے علمی وتعلیمی احوال اور آپ کے خاندان کے بزرگوں کے سوانح کو قلمبند کرنا، اس سلسلہ میں حضرت کے بعض قریبی عزیزوں اور عمر رسیدہ ہستیوں سے پوچھ پوچھ کر کچھ یادداشتیں قلمبند کیں اور خود حضرت اقدس دامت برکاتہم سے آپ کے کچھ تعلیمی احوال اور معمولات بھی نقل کیے، قلمبر داشتہ طور پر تعطیلات کے ان ایام میں ایک مختصر سا مسودہ تیار ہو گیا، تعطیلات ختم ہونے پر علمی اور تدریسی مشاغل کا ایسا ہجوم ہوا کہ پھر اس کام کو آگے بڑھانے کی فرصت ہی نہیں ملی، بعد کے عرصے میں ایک دو مواقع پر راقم نے اس کام کو مزید آگے بڑھایا، لیکن

ہنوز دلّی دور است

فرصت کی گھڑیوں میں اس کام کو مقدور بھر تفصیل اور پھیلاؤ کے ساتھ آگے بڑھانے کی اب بھی جو تمنا اور شوق ہے، اس کی ترجمانی کے لئے غالب کے الفاظ مستعار لیتا ہوں۔

کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو — عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے
پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب — عرضِ متاعِ عقل ودل وجاں کیے ہوئے
ایک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ — چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کیے ہوئے
پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں — سرزیرِ بارِ منّتِ درباں کیے ہوئے
جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن — بیٹھے رہیں تصوّرِ جاناں کیے ہوئے

حضرت اقدس دامت برکاتہم سے اس راقم، نا کارہ محض کا عقیدت ونیاز اور تلمذ کا تعلق گذشتہ پندرہ سال پر محیط ہے، ۱۴۱۳ھ بمطابق 1993ء میں جب بندہ جامعہ اسلامیہ صدر، راولپنڈی میں درسِ نظامی کے

Idara Ghufran

چوتھے سال میں زیرِ تعلیم تھا، اس وقت پہلی دفعہ اصولِ فقہ کے درس میں حضرت کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، اس کے بعد کے عرصہ میں حالات میں اتار چڑھاؤ تو بہت آتے رہے لیکن حضرت جی دامت برکاتہم سے تعلق برقرار رہا۔ ؎

میں رہا گورَہینِ ستمہائے روزگار مگر تمہاری یاد سے غافل نہیں رہا

اس عرصہ میں حضرت جی دامت برکاتہم کے اکثر حالات وکمالات اور علمی ودینی مشاغل ومعمولات کا تو بندہ خود چشم دید گواہ ہے، اور پہلے کے حالات بہت کچھ حضرت والا سے معلوم ہوتے رہتے ہیں، مفصلاً تو یہ حالات مرتب ہونے میں شاید ابھی کچھ وقت لگے، لیکن بطور ''مشتے از خروارے'' اس وقت حضرت کی ذات والا صفات کا ایک اجمالی سوانحی خاکہ اور تعارف حضرت کے متوسلین، تلامذہ اور اصحابِ عزیمت وکمال کے قدر شناس حضرات کے لئے پیشِ خدمت ہے، اور بفحوائے نص:

تَبۡصِرَةً وَّذِكۡرٰى لِكُلِّ عَبۡدٍ مُّنِيۡبٍ (سورہ قٓ آیت ۸)

بزرگوں کے حالات میں آخرت کے فکرمندوں اور اصلاح کے طالبوں کے لئے تذکیر اور نصیحت بھی ہوتی ہے، حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمہ اللہ کا ملفوظ ابونعیمؒ نے حلیۃُ الاولیاء میں نقل فرمایا ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے ''اللہ والوں کے تذکرے اور حکایات سنا کرو یہ خدائی لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں جس سے مومنین کے دل بڑھتے اور تقویت پاتے ہیں'' (یعنی اعمال کا ذوق وشوق بڑھتا ہے، اور دنیا کی بے رغبتی اور اللہ سے ملاقات کی رغبت میں اضافہ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے شدائد وبلیات میں استقامت بھی نصیب ہوتی ہے)

اس طوالتِ بیانی بلکہ قلم کی بوقلمونی اور زبان کی چرب لسانی پہ معذرت، اب اصل قصہ سنئے یعنی اس یوسفِ مقصود کے رخِ زیبا کو قلم کے آئینے میں بے حجاب دیکھئے۔ ع کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا

## نامِ نامی اسمِ گرامی

محمد رضوان خان ولد حاجی محمد غفران ولد منشی محمد سلیمان ولد کلو میاں۔

آپ کا نام حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مجازِ صحبت اور مدرسہ امداد العلوم کے سابق مہتمم حضرت مولانا ظہور احمد کسولوی رحمہ اللہ کا تجویز فرمودہ ہے۔

## آباءواجداد کا وطنِ مالوف

دادا مرحوم، منشی سلیمان صاحب کا وطن میرٹھ تھا، شادی ان کی ضلع مظفر نگر سے ہوئی، بعد میں آپ کو اپنے شیخ

مجددِ وقت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے محبت و تعلق کی کشش، دیارِ محبوب یعنی تھانہ بھون میں کھینچ لائی اور پھر آپ یہیں کے ہو رہے، مدتُ العمر یہیں رہے، موت بھی اسی کوچۂ محبوب میں آئی اور قبر بھی قبرستانِ عشق بازاں میں اپنے شیخ کے جوار میں بنی۔ ؎

جان ہی دے دی جگرنے آج پائے یار پر　　　عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

اسی کے لئے ساری عمر آرزومند رہے اور کہیں منتقل نہ ہوئے کہ مبادا جان کی بازی لگ جائے، عمر کا جام چھلک جائے اور کوئے دوست میسر نہ آئے، جس کے لئے عرصہ سے یہ نقد جان مستعار رکھی ہے۔ ؎

جان کی قیمت دیارِ عشق میں ہے کوئے دوست　　　اس مژدہ جانفزا سے سروبالِ دوش ہے

---

نکلے دم ترے قدموں میں　　　یہی دل کی حسرت یہی تمنا ہے

آپ (منشی سلیمان صاحب) کے جو حالات معلوم ہوئے ان سے واضح ہوتا ہے کہ فنافی الشیخ کے مرتبہ پر فائز تھے

## ننھالی سلسلہ

حضرت جی کے نانا جناب نصر اللہ صاحب مرحوم (متوفی 1979ء) سکنہ قصبہ گنگوہ بھی صاحبِ نسبت اور اللہ والے بزرگ تھے، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے بیعت تھے، کپڑے کے تاجر تھے۔ اس طرح حضرت جی کی ذات تھانوی و مدنی دونوں نسبتوں کا سنگم ہے، اور آپ رشد وہدایت کے ان دونوں دریاؤں کے مجمع البحرین پر مقام رکھتے ہیں۔

## تاریخ پیدائش وجائے پیدائش

حضرت جی مفتی صاحب دامت برکاتہم کی ولادت ۱۸/ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ بمطابق 1968ء بروز سوموار بمقام تھانہ بھون ہوئی، واضح رہے کہ تھانہ بھون کے محلّہ محلات میں آپ کا آبائی گھر یعنی دادا مرحوم کا مکان حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مکان کے بالکل متصل واقع تھا، درمیان میں صرف ایک مکان حائل تھا اور قریب ہی حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی خانقاہ امدادیہ تھی۔ ع سَلٰمٌ عَلٰی نَجْدٍ ، وَمَنْ حَلَّ بِالنَّجْدِ

## آغازِ تعلیم

ابھی عمر کے پانچ یا چھ سال ہی بچپنے کی نذر ہوئے تھے کہ تعلیم کی پابندی والی زندگی کا آغاز ہوا۔ ؎

پنہاں تھا دامِ سخت قریب آشیانے کے　　　ابھی اُڑنے بھی نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

ع حیف کہ ما ز و دخبر دار شدیم

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی خانقاہ کے ساتھ مدرسہ بھی تھا، مدرسہ امداد العلوم، حضرت جی کی ابتدائی تعلیم بغدادی قاعدہ، ناظرہ وحفظِ قرآن اور درسِ نظامی کی ابتدائی تعلیم اسی مدرسہ امداد العلوم میں ہوئی۔

محلّہ محلات میں مسلم سکول [1] میں ٹیوشن کے طور پر مدرسہ کی تعلیم سے خارج وقت میں پرائمری کی ابتدائی تعلیم حاصل کی، خانقاہ امدادیہ میں تعلیم کے دوران دادا مرحوم کی رہنمائی کی وجہ سے مشائخِ ثلاثہ [2] کی خلوت گاہوں میں غیر معمولی وقت گزارتے اور سبق، آموختہ یاد کرنے کے علاوہ عبادت بھی کیا کرتے تھے، بزرگوں کی ان نشست گاہوں کی بڑی برکات وانوارات مستفیدین کو حاصل ہوتی تھیں، یہ بات وہاں عام طور پر مجرب اور معروف تھی، حضرت جی دامت برکاتہم دورانِ تعلیم ان نشست گاہوں میں قیام، عبادت، حفظ کی گردان کے لئے جو بھی مواقع ملتے ان سے خوب خوب فائدہ اٹھاتے رہے۔ زہے عزوشرف

## بارگاہِ مسیح الامت میں

بندہ کی جمع کردہ یادداشتوں کے مطابق حضرت جی کی ابتدائی تعلیم ۱۴۰۳ یا ۱۴۰۴ھ تک کچھ تھانہ بھون کے مدرسہ امداد العلوم میں (اور کسی قدر تھانہ بھون کی جامع مسجد میں) اور کچھ گنگوہ کے مدرسہ اشرف العلوم تکمیل پذیر ہو چکی تھی، یہ گویا کہ پہلا تعلیمی مرحلہ تھا جو لگ بھگ آٹھ نو سال کے عرصہ پر مشتمل ہے، اس عرصہ میں آپ نے قاعدہ، ناظرہ، حفظ، پرائمری سطح کی ابتدائی عصری تعلیم کے بعض مضامین، فارسی، عربی اور تجوید کی اعدادیہ کی سطح تک ابتدائی تعلیم مکمل کی، اس کے بعد ثانوی، تکمیلی اور تخصص کے درجات کی تعلیم ہے، یعنی درسِ نظامی کے درجہ ثانیہ یا ثالثہ سے لے کر دورہ حدیث تک اور اس کے بعد فقہ وفتاویٰ میں تخصص کی تعلیم۔

حضرت جی کی اس تعلیم کا دورانیہ لگ بھگ آٹھ سال بنتا ہے، اور یہ تعلیم تمام جلال آباد کے مدرسہ مفتاح

---

[1] یہ سکول حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے بھتیجے مولوی شبیر علی رحمہ اللہ کی متروکہ حویلی میں قائم تھا، مولوی شبیر علی صاحب رحمہ اللہ کی تھانہ بھون میں بہت جائیداد تھی، آپ کے والد وہاں کے رؤساء میں سے تھے، تقسیم کے بعد ہجرت فرما کر پاکستان تشریف لے آئے تھے۔

[2] یعنی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ، حضرت حافظ ضامن شہید رحمہ اللہ اور شیخ محدث محمد اعلیٰ رحمہ اللہ یہ تینوں بزرگ اپنے زمانے میں یہیں قیام رکھتے تھے، ۱۸۵۷ھ کے معرکہ میں حضرت حافظ صاحب تو شہید ہو گئے، اور حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ حرم شریف ہجرت فرما گئے، بعد میں لگ بھگ چالیس سال کے وقفے سے حضرت حاجی صاحب کے ارشاد پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اس مسجد وخانقاہ کو دوبارہ رونق بخشی، اور یہاں سے فیضِ عام اور رشد وہدایت کے چشمے جاری ہوئے، جو نصف صدی سے زیادہ عرصے تک جاری رہے۔

العلوم میں ہوئی، دورہ حدیث اوراس کے بعد تخصص کی تکمیل تک مسلسل آپ مفتاح العلوم جلال آباد میں زیرِ تعلیم رہے۔ [۱]

## تزکیۂ نفس واصلاحی تعلق

حضرت مفتی صاحب نے مفتاح العلوم میں تعلیم کے دوران آخری سالوں میں حضرت مسیح الامت جلال آبادی رحمہ اللہ سے غیر رسمی تعلق قائم فرمایا، جو دورانِ تعلیم کئی سال جاری رہا اور فراغت کے بعد پھر مستقل حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے مجلس خانہ میں ہی منتقل ہوگئے، یہ حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کی آخری عمر تھی، اس عمر میں حضرت ضعف اور معذوری کی وجہ سے عموماً نماز بھی اپنے گھر کے مجلس خانہ میں ہی جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے، جمعہ کے علاوہ عموماً مسجد جانا موقوف ہوگیا تھا۔

خانقاہ کے دورانِ قیام مجلس خانہ میں آخری ایام میں کئی ماہ تک حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کی امامت کی سعادت بھی حضرت مفتی صاحب کو حاصل رہی، اور جلوت وخلوت میں حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کی خوب خدمت اور کسبِ فیض کا موقعہ ملا۔

اس دوران ایک زمانے میں جمعہ کے بیان کے لئے بھی حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ اپنے گھر کے قریب مُنّی والی مسجد میں آپ کو ہی بھیجتے تھے، حضرت مسیح الامت خود عین خطبۂ جمعہ کے وقت مسجد میں تشریف لاتے تھے اور حضرت کے تشریف لانے پر ہی بیان موقوف کیا جاتا تھا۔

یہ 1991ء کا زمانہ تھا، اس دوران حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کے والد ماجد جناب حاجی محمد غفران

---

[۱] مدرسہ مفتاح العلوم قصبہ جلال آباد ضلع مظفرنگر کی اپنی ایک تاریخ ہے، اس مدرسہ کے بانی مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب شیروانی رحمہ اللہ ہیں، حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں، اور حضرت کے خلفاء میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے، تصوف کے ساتھ ساتھ فقاہت میں بھی خاص مقام رکھتے تھے، حضرت حکیم الامت اپنی زندگی میں ہی اصلاح کے لئے رجوع کرنے والے بہت سے طالبین کو حضرت مسیح الامت سے متعلق کردیتے تھے کہ ان سے اصلاحی سلسلہ قائم کریں، مدرسہ مفتاح العلوم کی ابتداء حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی زندگی ہی میں ہوچکی تھی اور آپ کی سرپرستی مدرسہ کو حاصل رہی، مدرسہ کی تعلیم اور ساتھ میں حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کی تربیت طالبِ صادق کو کیا سے کیا بنادیتی تھی۔ ؎

عجب کیمیائیست بندگی پیرِ مغاں غلام اوگشتم وچندیں درجاتم دادند

حضرت مسیح الامت کے اس مرکزِ فیض سے امت کو نصف صدی سے زیادہ عرصے تک علم وعرفان کے میدانوں میں بڑی اونچی ہستیاں میسر آتی رہیں، مولانا ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان صاحب (حال مقیم حیدرآباد، سندھ) یہیں کے فیض یافتہ اور حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں، مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم رئیس الوفاق بھی یہیں سے کسبِ فیض کئے ہوئے ہیں، تکمیل دیوبند سے کی۔

صاحب رحمہ اللہ کی راولپنڈی میں وفات ہوئی۔ [1]

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی تعلیم وتربیت، تشکیلِ سیرت اور تعمیرِ کردار میں جو اسباب ومحرکات اثر پذیر ہوئے ان میں ایک اہم عنصر آپ کے والد ماجد حاجی محمد غفران صاحب مرحوم کی خصوصی توجہات، غیر معمولی خانقاہی واصلاحی شغف اور اس معاملے میں بھرپور استقامت ہے، اس کے علاوہ دیگر اہم اور قابلِ ذکر اسباب ومحرکات یہ ہیں:

تھانہ بھون وجلال آباد کا خاص اصلاحی وخانقاہی ماحول اور فضا، دونوں مقامات کے صاحبِ نظر اساتذہ ومعلمین، خانقاہ تھانہ بھون کے در و دیوار اور چپہ چپہ پر حضرت حکیم الامت اور دیگر مشائخ اسلاف خصوصاً حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کے انفاسِ قدسیہ کا فیضان اور تاثیرات وبرکات، آپ کے دادا مرحوم حضرت منشی سلیمان صاحب رحمہ اللہ کی خصوصی نگرانی اور تعلیم وتربیت کی اپنی مخصوص ترتیب، حضرت مفتی صاحب کی مخصوص فطری ساخت واستعداد اور سب سے بڑھ کر حضرت مسیح الامت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ سے باضابطہ اصلاحی تعلق، تزکیہ نفس اور آپ کی ایک طویل عرصہ تک خدمت، صحبت اور مجالست۔ اس آخری قوی ترین محرک کا نقد نتیجہ عنفوانِ شباب میں تازہ بتازہ قدم رکھنے والے نوجوان مفتی محمد رضوان کو علم وعمل کا متوالا، صبر واستقامت کا پیکر، عزم وہمت کا پتلا، سنجیدگی ووقار اور تدین وخدا خوفی کی مجسم تصویر بنانے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ؎

نظروں میں سما گئی ہیں قیامت کی شوخیاں　　　کچھ دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں

عین عالمِ جوانی میں اعلیٰ انسانی سیرت کی اتنی متنوع صفات کا جمع ہونا وہبی طور پر جاذبہ حق اور اللہ والوں

---

[1] ادارہ غفران آپ ہی سے موسوم ہے، آپ بڑے متواضع، خلیق، ملنسار بزرگ تھے، اللہ والوں اور بزرگوں کی صحبت اور مجالست کے رسیا تھا، اور تقویٰ وطہارت کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے، حضرت مفتی صاحب کے دادا جی منشی محمد سلیمان صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد والد صاحب کی توجہات اور غیر معمولی استقامت کی وجہ سے ہی آپ کی تعلیم کا سلسلہ جلال آباد میں جاری رہ سکا، کیونکہ حضرت مفتی صاحب کا گھرانہ (والدین، بھائی وغیرہ) تو عرصہ ہوا پاکستان منتقل ہو چکا تھا، اور پہلے ملتان پھر راولپنڈی میں قیام پذیر ہو چکا تھا، حضرت مفتی صاحب سالانہ چھٹیوں میں جب کبھی والدین سے ملنے آتے تو راولپنڈی ہی تشریف لاتے، بلکہ حفظ کے دوران کچھ دن حفظ کا سلسلہ بھی یہاں راولپنڈی میں کالج روڈ پر حافظ خلیل صاحب رحمہ اللہ کے مدرسہ تحفیظ القرآن میں جاری رہا، اعزہ اور گھر والوں کی خواہش تھی کہ حضرت مفتی صاحب آخر میں یہاں پاکستان میں ہی ان کے قریب رہ کر تعلیم حاصل کریں، جبکہ والد صاحب حاجی غفران صاحب مرحوم تو مردم شناس اور حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کے مرتبہ سے واقف بلکہ ان سے تعلق کے حامل تھے، وہ سمجھتے تھے کہ کیا کچھ فیوضات اس میکدۂ معرفت سے اس سعادت مند خوشہ چین کو حاصل ہو سکتے ہیں، جن کا نعم البدل تو کجا بدل بھی کوئی نہیں۔ ؎

ساقیا اب یہاں لگ رہا ہے چل چلاؤ　　　جب تک بس چلے ساغر چلے

کے فیضانِ نظر کے سوا بظاہر ممکن نظر نہیں آتا۔

اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَھۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ (سورہ الشوریٰ ۱۳)

نہ کتابوں سے نہ وعظ سے نہ زَر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے ساتھ حضرت جی کی اصلاحی مکاتبت ماہنامہ ''التبلیغ'' میں قسط وار شائع ہو چکی ہے، اس مکاتبت کے آخر میں حضرت مفتی صاحب کے والد مرحوم کا ایک خط بھی چھپ چکا ہے جس میں حاجی محمد غفران صاحب اپنے سعادت مند بیٹے کو حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کی دل وجان سے خدمت اور آپ کے فیضِ صحبت کی قدر کرنے کی شد و مد سے تاکید کرتے نظر آتے ہیں۔

حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کا وصال نومبر 1992ء میں ہوا۔

جب آپ کے والد صاحب کا وصال ہوا اور آپ کی والدہ ماجدہ اور دیگر اعزہ نے بوجوہ واپسی کا اصرار کیا، تو حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ نے بھی آپ کی واپسی کے لئے گھر والوں کے غیر معمولی اصرار واشتیاق اور والد صاحب کے سانحہ وفات کی وجہ سے آپ کو گھر والوں کے پاس بھیجنا مناسب سمجھا، اگرچہ آپ کی رسمی تعلیم مکمل ہو چکی تھی اور درسیات سے آپ فارغ ہو چکے تھے مگر آپ کو حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ جیسے مرشدِ وقت اور نفسِ قدسیہ کی پرتاثیر صحبت اور باطنی دولت کے حصول کا جو چسکا پڑ چکا تھا، وہ مدت العمر اس درمیکدہ کی جبہ سائی کا متقاضی تھا۔

ہمارے پاس ہے کیا جو فدا کریں تجھ پر
مگر یہ نقد جان مستعار رکھتے ہیں

سَقَوۡنِیۡ وَقَالُوۡا لَاتَغۡنِ وَلَوۡ سُقُوۡ
جِبَالُ سُلَیۡمٍ مَاسُقِیۡتُ لَاغَنَّتِ [1]

بہر حال حالات کی وجہ سے چاروناچار آپ کو واپس آنا پڑا۔ یہ 1992ء کا وسط تھا۔

یہاں تک آپ کی زندگی کا تھانہ بھون وجلال آباد میں رہ کر استفادہ فیض اور کسبِ علم وہنر کا مرحلہ تھا، دوسرا مرحلہ فراغت کے بعد راولپنڈی میں آکر افادہ فیض اور خدماتِ دینیہ کا ہے، جس کا آغاز 1992ء سے ہی ہوتا ہے اور تا حال جاری ہے، اور اللہ تعالیٰ تا دیر جاری وساری رکھے، اور آپ کے فیض اور دردِ دین کو دور تک اور دیر تک پھیلائے، آئندہ اس دوسرے مرحلے کا تذکرہ ہوگا، ان شاء اللہ۔

﴿بقیہ صفحہ ۴۵ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

---

[1] ترجمہ: وہ مجھے جام پلا کر کہتے ہیں ''جھومنا گانا مت'' حالانکہ بنو سلیم قبیلہ کے پہاڑوں کو بھی یہ جام پلایا جاتا جو مجھے پلایا گیا تو وہ بھی وارفتگی سے جھوم جھوم جاتے۔ ع

جو تیرے حسن کے فقیر ہوئے ان کو تشویشِ روزگار کہاں۔ امجد

**تذکرۂ اولیاء** امتیاز احمد

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

# ہجرتِ حبشہ میں شریک صحابیات کا تذکرہ (قسط ۲)

**(۳)......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا:** حبشہ کی جانب دونوں ہجرتوں کا شرف حاصل کیا۔ ان کا ذکر پیچھے آچکا ہے البتہ حبشہ میں قیام کے دوران ان کے ہاں ایک بچی کی پیدائش ہوئی جس کا نام برّہ تھا۔ بچی کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد مدینہ کو ہجرت کی۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر نے دودھ پلایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زینب رکھا۔

**عام حالات:** ۴ھ میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے عقدِ نکاح میں آئیں اس وقت زینب شیر خوار تھیں۔ والدہ ماجدہ کے ساتھ حضور ﷺ کی تربیتِ آغوش میں آئیں۔ حضور ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی۔ جب پاؤں چلنے لگیں تو حضور ﷺ کے پاس آتیں، آپ غسل فرماتے تو ان کے منہ پر پانی چھڑکتے تھے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ اس کی برکت تھی کہ بڑھاپے تک ان کے چہرے پر شباب کا آب ورنگ باقی تھا۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ بن اسود اسدی سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نکاح ہوا۔ دولڑکے پیدا ہوئے ٦٣ھ میں حرّہ کی لڑائی میں دونوں شہید ہوگئے۔

**وفات:** بیٹوں کی شہادت کے بعد دس سال تک زندہ رہیں اور ۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔ یہ طارق کی حکومت کا زمانہ تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جنازہ میں تشریف لائے۔

**(۴)......ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ:** حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ عبیداللہ بن جحش حبشہ جاکر نصرانی ہوگئے اور نصرانیت ہی پر مرے۔ عبیداللہ بن جحش کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آئیں اور ام المومنین کے شرف سے مشرف ہوئیں۔

**(۵)......حضرت فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث:** اپنے خاوند حضرت عمرو بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ حضرت فاطمہ بنت صفوان کی وفات حبشہ ہی میں ہوگئی تھی اور عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ خلافتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے۔

**(۶) حضرت فاطمہ بنت مجلل رضی اللہ عنہا:** آغازِ بعثت میں اسلام قبول کیا۔ انہوں نے بھی اپنے خاوند حاطب بن حارث بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ حبشہ ہی میں فوت ہوگئے تھے اور حضرت فاطمہ بنت مجلل رضی اللہ عنہا ایک کشتی میں اپنے دونوں بیٹوں (محمد بن حاطب اور حارث بن حاطب رضی اللہ عنہما) کے ساتھ مدینہ طیبہ آ گئیں۔

**(۷)...... حضرت اُمَینہ بنت خلف رضی اللہ عنہا:** ان کے خاوند کا نام حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ تھا جو حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے یہ خاتون حضرت طلحہ بن عبداللہ بن خلف رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں جنہیں طلحۃ الطلحات کا لقب حاصل تھا۔ حبشہ میں حضرت اُمَینہ کے بطن سے ایک لڑکا سعید نامی اور ایک لڑکی امہ پیدا ہوئی۔

**(۸)...... حضرت برکۃ بنت یسار رضی اللہ عنہا:** قیس بن عبداللہ اسدی کی بیوی تھیں۔

**(۹)...... حضرت حرملہ بنت عبدالاسود رضی اللہ عنہا:** خاوند کا نام جہم بن قیس رضی اللہ عنہ تھا۔ اپنے خاوند اور دو بیٹوں (عمرو بن جہم اور خزیمہ بن جہم رضی اللہ عنہما) کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

**(۱۰)...... حضرت حسنۃ والدہ شرحبیل رضی اللہ عنہا:** سفیان بن معمر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور سفیان کے دو بیٹے جابر بن سفیان اور جنادہ بن سفیان رضی اللہ عنہم بھی ہجرت حبشہ میں ساتھ تھے اور ان کے ساتھ ماں شریک بھائی شرحبیل رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

**(۱۱)...... حضرت ریطۃ بنت حارث بن جبلہ رضی اللہ عنہا:** حضرت حارث بن خالد رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور حبشہ میں قیام کے دوران ایک لڑکا موسیٰ اور تین لڑکیاں فاطمہ، عائشہ اور زینب پیدا ہوئیں

**(۱۲)...... حضرت فکیہہ بنت یسار رضی اللہ عنہا:** حضرت خطاب بن الحارث رضی اللہ عنہ یعنی حضرت حاطب بن الحارث کے بھائی کی بیوی تھیں۔

**(۱۳)...... حضرت ام کلثوم بنت سہیل رضی اللہ عنہما:** ان کا ذکر حبشہ کی جانب پہلی ہجرت کے عنوان میں آچکا ہے

**(۱۴)...... حضرت سودۃ بنت زمعۃ رضی اللہ عنہا:** یہ خاتون حضرت مالک بن ربیعہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں جن کا تعلق قبیلہ بنی عامر سے تھا۔

**(۱۶)...... حضرت رملہ بنت ابوعوف رضی اللہ عنہا:** خاوند کا نام مطلب بن ازہر رضی اللہ عنہ ہے۔ حبشہ میں ان کے ہاں ایک لڑکا عبداللہ پیدا ہوا اور عبداللہ پہلے آدمی تھے جو اسلام میں اپنے والد کے وارث ہوئے۔

**پیارے بچّو!**　　　　ابوفرحان

ملک وملت کے مستقبل کی عمارت گری وتربیت سازی پر مشتمل سلسلہ

# شکاری اور ریچھ

**پیارے بچو!** آج آپ کو ایک شکاری کی کہانی سناتے ہیں۔چھٹن چچاایک ادھیڑعمر شخص تھے درمیانہ قد،سانولاسارنگ،گٹھاہواجسم،داڑھی اور بال بالکل سفیدموتی کی طرح چمکتے ہوئے ،ان کوشکارکابیحد شوق تھا۔بس ذراکسی نے کہا چلو چچامیاں شکار پر چلتے ہیں تونہ دن دیکھتے نہ رات فوراًاپنی دونالی بندوق لے کرچل پڑتے۔کبھی بھری سردی میں مرغابیوں کا شکار ہورہا ہے توجھیل پر پڑے ہوئے ساری رات گذاردی۔کبھی ہرن اورنیل گائے کے شکار پرکئی دن گھنے جنگلوں میں اپنی ٹولی کے ساتھ شکارکھیلتے رہتے۔خودتو پرانے زمیندار تھے کام وغیرہ کوئی ذمہ نہیں تھا۔بس اللہ اللہ کرلیا،یاشکاروغیرہ پرنکل گئے۔

دوستوں کیساتھ جیپ گاڑی پرشکاریوں کی ٹولی جاتی تھی،سرچ لائٹ،چولھا،کھانے پکانے کے برتن، گوشت بنانے کے اوزار،شکاراٹھاکرلانے کے لئے دوتین جوان بندے ساتھ ہوتے،دوسرے بھی کئی شکاری دوست ہوتے تھے،غرضیکہ شکاریوں کاپورا قافلہ نکلتا تھا۔

جب واپس آتے توکئی کئی ہرن نیل گائے وغیرہ کا شکار کرکے ساتھ لاتے،توجیسے سب دوستوں کی عیدہوجاتی تھی پورے محلے میں تبرک کی طرح گوشت تقسیم ہوتا،اور بیٹھک میں مزے لے لےکرشکارکے واقعات سنے سنائے جاتے تھے۔

ایک مرتبہ دوستوں کےساتھ پہاڑپرگھنے جنگلوں میں شکارپرگئے۔موسم میں ہلکی خنکی تھی،تیز بارش ہوکررکی تھی بلکہ ہلکی ہلکی بوندا باندی ابھی جاری تھی۔مغرب کاوقت قریب تھاچچامیاں شکارکے چکر میں اپنے دوستوں سے دورنکل گئے ابھی کچھ زیادہ دورنہیں گئے تھے کہ انہیں......شائیں......شائیں کی آوازیں آنے لگیں عجیب سی آوازجیسے ہوا کا تیزطوفان ہو......مگرنظرکچھ نہ آتا......ایک لمحے کے لئے خاموشی ہوتی دوسرے لمحے پھروہی......شائیں......شائیں کی خوفناک آوازسنّاٹے کوتوڑتے ہوئے گونجنے لگتی،یہ آواز بندہوتی توپرندوں کےاڑنے،کوّوں کی ڈری ڈری سی کائیں کائیں کی آوازیں کانوں میں پڑتیں۔

چچاچھٹن ڈرنے والےتوتھےنہیں......ویسےبھی دونالی بندوق ہاتھ میں تھی۔

ان کے قدم خودبخود آواز کی طرف بڑھنے لگے ابھی کچھ ہی دور گئے......توجومنظرسامنے تھااسے دیکھ

Idara Ghufran

کراوسان خطا ہونے لگے......سامنے ایک بہت بڑا اژدھا منہ کھولے پڑا تھا اور اس کے منہ سے آگ کی لپٹیں نکل رہی تھیں......اس سے کچھ ہی قدم آگے......ایک ریچھ سانسوں سانس ہونے کی حالت میں تیز بھاگ رہا تھا......

کہ اچانک اس اژدھا نے سانس اندر بھرنا شروع کیا......تو ریچھ اژدھا کی طرف الٹے پیروں کھنچنا شروع ہوگیا......جیسے کوئی اسکو مضبوط رسےّ سے باندھ کر اپنی طرف کھینچ رہا ہو......اور ریچھ پوری طاقت لگا کر اپنے آپ کو چھڑا کر بچنے کی کوشش کر رہا ہو......ابھی ریچھ اژدھا کے منہ تک نہیں پہنچا تھا کہ اژدھا کا سانس ٹوٹ گیا......جیسے ہی اس اژدھا نے باہر کو سانس لیا تو پھر ایک تیز روشنی ہوئی، اُس کے منہ سے آگ نکلنے لگی......چچا چھٹن دیکھ کر پریشان......کہ آخر کروں تو کیا کروں؟

اگر اژدھا کو گولی مارتا ہوں تو ریچھ مجھے ماردے گا......اور اگر ریچھ کو ماروں تو اژدھے نے ہرگز نہیں چھوڑنا......ایک لمحہ سوچ کر انہوں نے بندوق سیدھی کی اور......تڑاتڑ دو گولیاں چلا کر آنکھیں موندلیں ......گولی بالکل ٹھیک نشانے پر لگی......کچھ دیر زبردست آوازیں آئیں جیسے کوئی بھاری چیز زمین پر دے کر مار رہا ہو......لیکن پھر سکوت ہوگیا تو جان میں جان آئی۔آنکھیں کھول کر دیکھا اژدھا تو مر چکا تھا مگر ریچھ سامنے کھڑا تھا جو کہ لمبی لمبی سانسیں بھر رہا تھا......اور ٹکٹکی لگائے چچا میاں کو دیکھ رہا تھا......

چچا میاں نے کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا کہ اب پلک جھپکتے ہی یہ خونخوار ریچھ حملہ کرے گا اور زندگی کا کھیل ختم......ریچھ بالکل پاس آچکا تھا اور چچا میاں کا جسم تو جیسے شل ہوگیا ہو......ہاتھ پاؤں کا کسی نے خون نچوڑ لیا ہو......مگر ریچھ پرنم آنکھوں سے خاموش دیکھتا رہا جیسے کہ کچھ کہنا چاہتا ہو لیکن کہہ نہ پا رہا ہو اور خاموش نگاہوں سے جان بچانے کا شکریہ ادا کر رہا ہو......پھر ریچھ نے منہ سے چچا چھٹن کی قمیص کا دامن پکڑلیا......جیسے کہہ رہا ہو آؤ میرے ساتھ ساتھ چلو......چچا میاں ڈرے سہمے ہوئے سے اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے......ریچھ ان کو لے کر گھنے درختوں کے ایک جھُنڈ کے پاس آیا پھر دوڑ کر جھاڑیوں میں غائب ہوگیا اور چند ہی لمحوں میں واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کسی جنگلی گھاس کی جڑ تھی......وہ چچا چھٹّن کو دی اور اشارہ کیا کہ اس کو کھاؤ......چچا میاں کو ڈرتے ڈرتے نہ چاہتے ہوئے بھی یہ جڑ کھانی پڑی......پھر وہ ریچھ جنگل میں چلا گیا۔ چچا میاں نے شکار وکار بھول کر واپس اپنے گھر کی راہ لی......گھر آکر بھی کئی دن تک وہ خوفناک اژدھا تصور میں آکر اُن کو ڈراتا رہا ﴿بقیہ صفحہ ۷۵ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

**بزمِ خواتین**

مفتی ابوشعیب

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

# زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط۶)

معزز خواتین! زیب وزینت اور صفائی ستھرائی سے متعلق چند مزید احکام ملاحظہ ہوں:

## سرمہ لگانا

سرمہ لگانا نہ صرف جائز ہے بلکہ سنت بھی ہے، چنانچہ متعدد ایسی احادیث ہیں جن سے آنحضرت ﷺ کے سرمہ لگانے کا ثبوت ملتا ہے، البتہ اجنبی مردوں کے سامنے آنکھوں کے حسن کی نمائش یا دوسری عورتوں پر بڑائی جتلانے کے ارادے سے سرمہ لگانا گناہ ہے اس لئے ایسی غلط نیت سے بچنا چاہئے۔

## کاجل لگانا

بعض خواتین آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے آنکھوں میں کاجل لگاتی ہیں اس کا لگانا بھی جائز ہے بشرطیکہ عورتوں کے سامنے اس خوبصورتی کی بنیاد پر بڑائی یا نمائش اور اجنبی مردوں کے سامنے اپنے حسن کا دکھلاوا مقصود نہ ہو نیز کاجل کی (پانی کو جلد تک پہنچے سے روکنے والی) تہہ نہ بنتی ہو اور اگر کاجل کی ایسی تہہ بن جاتی ہو جو پانی کو آنکھوں کے گوشوں اور پلکوں تک پہنچنے سے روک دے تو ایسی صورت میں وضو غسل درست نہ ہوگا اور اور وضو غسل کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی جو ہر مسلمان خاتون پر فرض ہے۔

لہٰذا ایسی چیز سے بچنا ہی ضروری ہے جس کے ہوتے ہوئے نماز جیسا فریضہ ہی ادا نہ کیا جاسکے۔

## سرمہ اور کاجل کا فرق

یاد رہے کہ اگر اتباعِ سنت کی نیت سے سرمہ لگایا جائے گا تو اس سے سنت کا ثواب بھی حاصل ہوگا اور زینت کا مقصد بھی حاصل ہوگا لیکن کاجل لگانے سے صرف زینت کا مقصد حاصل ہوگا سنت کا ثواب نہیں ملے گا اس لئے کہ سرمہ لگانا تو سنت ہے لیکن کاجل لگانا سنت نہیں اگرچہ مذکورہ تفصیل کے مطابق جائز ہے

## چشمہ لگانا

چشمہ لگانا اگر ضرورت کے تحت ہو کہ نظر کمزور ہے اس لئے لگایا ہے تب تو بلاشبہ جائز ہے کیونکہ یہ ضرورت

Idara Ghufran

میں داخل ہے زینت میں داخل ہی نہیں اور اگر کوئی خاتون اس لئے عینک لگائے تا کہ آنکھوں کا بھی اجنبی مردوں سے پردہ رہے تب بھی جائز بلکہ مستحسن ہے بشرطیکہ فیشنی چشمہ نہ ہو اور اگر آنکھوں کے کسی عیب مثلاً کانا پن یا بھینگا پن وغیرہ کو چھپانا مقصود ہو تب بھی جائز ہے اس لئے کہ جسمانی عیب کو شرعی حدود میں رہتے ہوئے زائل کرنا یا چھپانا درست عمل ہے اور اگر عینک لگانے سے اجنبیوں کے سامنے زیادہ حسین دکھائی دینا یا عورتوں کے سامنے اپنی بڑائی دکھلانا مقصود ہو (جیسا کہ فیشنی چشمہ میں ہوتا ہے) تو یہ ناجائز اور گناہ ہے۔ غرضیکہ ضرورت کے علاوہ عینک لگانے کے جائز یا ناجائز ہونے کا دارومدار لگانے والی کی غرض اور نوعیت و نیت پر ہے لیکن اگر خود چشمہ میں ہی کوئی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے اس کا استعمال شرعاً درست نہیں ہوتا تو پھر بہر صورت چشمہ لگانا ناجائز ہوگا خواہ جائز غرض سے لگایا جائے یا ناجائز غرض سے مثلاً عینک کا فریم سونے یا چاندی کا بنا ہوا ہو تو ایسا چشمہ لگانا عورتوں کو بھی جائز نہیں اگر چہ جائز غرض ہی سے لگائیں کیونکہ چشمہ زیورات میں شامل نہیں ہے اور زیورات کے علاوہ سونے چاندی کا استعمال مَردوں کے علاوہ عورتوں کے لئے بھی ناجائز ہے۔

## لِپ اسٹک (سرخی) کا استعمال

خواتین کے لئے لبوں پر لپ اسٹک (سرخی) لگانا اپنی ذات میں تو جائز ہے جبکہ اس سے مقصود اپنی ذات میں خوبصورت ہونا ہو یا شوہر کا دل خوش کرنا ہو لیکن اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اگر لپ اسٹک ایسی ہو جس کی تہہ جم جاتی ہو جو پانی کو ہونٹوں کی جلد تک پہنچنے سے روک دے تو اس کے ہوتے ہوئے وضو اور فرض غسل درست نہ ہوگا اور اگر کوئی ناپاک چیز اس میں شامل ہو تو نماز میں بھی خرابی پیدا ہوگی۔ لہٰذا یا تو ایسی لپ اسٹک استعمال ہی نہ کی جائے بلکہ ایسی استعمال کی جائے جس کا صرف رنگ آتا ہو تہہ نہ جمتی ہو اور یا پھر وضو غسل کرنے سے پہلے اس کو اچھی طرح صاف کر لیا جائے تا کہ وضو و غسل درست ہو جائے

(ملاحظہ ہو عورت کے لئے بناؤ سنگار کے شرعی احکام ص۴۲ وص۴۳)

## دانتوں کی نعمت

دانت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں جن کے ذریعے ہم اللہ تعالیٰ کی ہزار ہا نعمتیں استعمال کرتے ہیں اور جوان و خوبصورت بھی دکھائی دیتے ہیں خصوصاً جس انسان کے دانت فطری طور پر سیدھے اور خوبصورت ہوں اس کے لئے یہ خوبصورتی بھی نعمت کا ایک مستقل پہلو ہے لیکن دانتوں کا پیدائشی طور پر خوبصورت یا

بدصورت ہونا چونکہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے اس لئے (خوبصورت یا بدصورت) جیسے بھی دانت ہوں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے البتہ جو کام اختیار میں ہے مثلاً دانتوں کا صاف رکھنا اس کا ضرور اہتمام کیا جائے۔ یہ بھی دانتوں کی خوبصورتی کا ذریعہ ہے۔

## دانتوں کا صاف رکھنا

دانتوں کی صفائی میں اجر وثواب بھی ہے، بیماریوں سے حفاظت بھی اور حسن وزیبائش بھی۔ یہاں چونکہ زیب وزینت کے احکام بیان کرنا موضوعِ سخن ہے اس لئے اسی پہلو کی زیادہ وضاحت مناسب معلوم ہوتی ہے۔دانتوں کے درمیان خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے خلااور چھید کروانا گناہ ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے

## مسواک کرنا

مسواک کرنا مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی سنت ہے چنانچہ حضرت یزید بن اصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مسواک پانی میں پڑا رہتا تھا اگر کسی کام یا نماز وغیرہ میں مشغول نہ ہوتیں تو مسواک کیا کرتی تھیں (ابن ابی شیبہ ج۱ص ۱۵۶)

اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن مسواک اپنے دوپٹوں میں رکھتی تھیں (مختصر اتحاف السادۃ المہرۃ ج۱ص ۲۰۰)

لہٰذا خواتین کو بھی وضو کرتے وقت اتباع سنت کی نیت سے مسواک کرنا چاہئے اس سے سنت کا ثواب بھی ملتا ہے اور دانت بھی صاف رہتے ہیں نیز مسواک کے اور بھی بے شمار فوائد وفضائل ہیں۔

## دنداسہ استعمال کرنا

دانتوں کی صفائی کے لئے دنداسہ استعمال کرنا خواتین کے لئے جائز ہے اگرچہ اس کا رنگ مسوڑھوں یا ہونٹوں پر نمایاں ہوجائے لیکن اس سے مسواک کی سنت کا ثواب خواتین کو تب ملے گا جب وہ اسے مسواک کی نیت سے استعمال کریں گی ورنہ ثواب نہیں ملے گا۔منجن،ٹوتھ پیسٹ اورٹوتھ پاوڈر کے استعمال کا بھی یہی حکم معلوم ہوتا ہے

## بُرش کا استعمال

دانتوں کی صفائی کے لئے برش کا استعمال کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ برش کی بناوٹ میں کسی حرام چیز مثلاً خنزیر کے بال وغیرہ کی آمیزش نہ ہو؛ تاہم اس سے فقط دانت صاف کرنے کی سنت ادا ہوگی مسواک کے

استعمال کی سنت ادا نہ ہوگی (ملاحظہ ہو درس ترمذی ج۱ص ۲۲۷) اور نہ اس سے مسواک کے فضائل اور فوائد حاصل ہونگے (ملاحظہ ہو زیب وزینت کے شرعی احکام ص ۱۰۵) کامل ثواب تو لکڑی والی مسواک استعمال کرنے سے ہی حاصل ہوگا خواہ زیتون کی ہو یا پیلو کی یا کیکر وغیرہ کی۔

## مصنوعی دانت لگوانا

مصنوعی دانت لگوانا خواہ ایک دانت لگوایا جائے یا پوری بتیسی لگوائی جائے شرعاً جائز ہے البتہ جو دانت آسانی سے اتر سکتے ہوں جیسے پوری بتیسی یا کچھ دانت عموماً آسانی سے اتر سکتے ہیں تو ایسے دانتوں کو فرض غسل کرتے وقت اتار کر کلی کرنا ضروری ہے اور جو دانت اس طرح سے پیوست ہو جائیں کہ ان کے اتارنے لگانے میں غیر معمولی مشقت ہوتی ہو تو ان کو اتارے بغیر بھی کلی کر لینے سے فرض غسل درست ہو جائے گا (امداد الاحکام ج۴ص ۳۴۹وص ۳۵۰)

## سونے یا چاندی کا دانت لگوانا

چاندی کا دانت لگوانا یا دانتوں پر چاندی کا خول چڑھانا یا ہلتے ہوئے دانتوں کو مضبوط کرنے کے لئے چاندی یا سونے کے تار سے بندھوانا، یا خالی اور کھوکھلے دانت میں سونا یا چاندی بھروانا تو بلاشبہ جائز ہے البتہ سونے کا دانت بنوانے یا دانت پر سونے کا خول چڑھوانے میں ائمہ حضرات کا اختلاف ہے بعض ناجائز فرماتے ہیں اور بعض کے ہاں اس کی گنجائش ملتی ہے لہٰذا تقویٰ اور احتیاط کا تقاضا تو یہ ہے کہ دانت یا خول چاندی کا ہی لگوایا جائے مگر گنجائش سونے کا دانت یا خول لگوانے کی بھی ہے (امداد المفتیین ص ۹۸۱ وامداد الاحکام ج۴ص ۳۶۲وص ۳۶۴ فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹ص ۳۴۶ ومابعد)

## کھوکھلا دانت بھروانا

دانتوں کے خلا میں مصالحہ بھروانا بھی جائز ہے۔ بعض دانت اور داڑھیں اندر سے کھوکھلے ہو جاتے ہیں جس کو عام طور پر کیڑا لگنا کہا جاتا ہے ایسے دانتوں کو سونے یا چاندی یا سیمنٹ یا کسی مسالے وغیرہ سے بھروانا جائز ہے لیکن سونے سے بھروانا بہتر نہیں (علاج ومعالجے کے شرعی احکام ص ۱۱۴)

## دندان ساز سے دانتوں کی صفائی کروانا

بعض اوقات کافی مدت تک باقاعدگی کے ساتھ صفائی نہ کرنے کی وجہ سے یا بیماری یا کسی اور وجہ سے

دانتوں پر پختہ میل کی تہہ جم جاتی ہے ایسی صورت میں خواتین کو اول تو اس کی کوشش کرنی چاہئے کہ مسواک دنداسہ، منجن یا ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے ذریعے یہ میل دور کریں اور اگر اس طرح خود صفائی کرنے سے دانت مناسب حد تک صاف نہ ہوں تو پھر اپنے جسم اور چہرے کے پردے کا ممکنہ حد تک خیال رکھتے ہوئے (محرم کی موجودگی میں) دندان ساز سے بھی دانت صاف کروانا جائز ہے۔

---

## ﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۷۰ ''پیارے بچو!''﴾

......بیٹھے بیٹھے اچانک اگر اُس شام کا خیال بھی آجاتا تو اچھل کر رہ جاتے تھے......اس کے کچھ دنوں کے بعد پھر دوبارہ اپنی پہلے والی حالت پر آگئے......وہی یار دوست وہی شکار کی باتیں......مگر ایک عجیب تبدیلی اُن کے اندر آگئی اب اُن کے سفید بال کالے ہونے شروع ہوگئے اور کچھ ہی دنوں میں تمام سر اور داڑھی کے بال کالے نکل آئے......داڑھ، دانت جو ہلتے تھے وہ بھی پہلے کی طرح مضبوط ہوگئے، اور جوانوں کی سی قوت اور توانائی چچا جی اپنے اندر محسوس کرنے لگے، محلے پڑوس کے لوگوں نے کہنا شروع کردیا کہ لو بھئی اب تو بڑھاپے میں چچا میاں نے بال رنگنے شروع کر دئے......کوئی کہتا کہ چچا میاں کا دوبارہ گھوڑی چڑھنے کا ارادہ ہے......غرضیکہ کوئی کچھ کہتا، کوئی کچھ کہتا جتنے منہ اتنی باتیں۔ بالآخر جب چچا چھٹّن نے اپنے یار دوستوں کو بتایا کہ بھائی یہ سب کچھ اس ریچھ کی کھلائی ہوئی جڑی بوٹی کا کمال ہے......تو لوگوں کو پتا چلا کہ ماجرا کیا ہے۔ پھر لمبے عرصے تک چچا میاں کے سارے سر اور داڑھی کے بال بالکل اسی طرح کالے رہے۔

**پیارے بچو!** اچھے کام کا اچھا نتیجہ ہوتا ہے......دیکھو چچا چھٹّن نے ریچھ کے ساتھ بھلائی کی اور خطرناک اژدھا سے اس کی جان بچائی تو اس کے بدلے میں ریچھ نے بھی جانور ہوکر بھلائی کا بدلہ بھلائی سے دیا......ہم تو انسان ہیں ہمیں بھی سب کے ساتھ اچھا عمل اور اچھا برتاؤ کرنا چاہئے۔ اور جانوروں پر بھی کبھی ظلم نہیں کرنا چاہئے۔ کیوں کہ یہ جانور بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اگر کسی وقت موذی اور تکلیف دینے والے جانور کو مارنا بھی ہو تو اس کو تڑپا تڑپا کر یا زندہ جلا کر بالکل نہیں مارنا چاہئے بلکہ اسے جلدی مارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمارے مذہب میں یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے اس کی ضروریات زندگی کا علم عطا فرمایا ہے، اور جانور بظاہر تو بے عقل نظر آتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی کسی نہ کسی درجہ کی سمجھ بوجھ عطا فرمائی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

# جمعہ کے دن ہفتہ وار عام تعطیل کا حکم

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمعہ کے دن کاروبار کرنا اور چھٹی نہ کرنا جائز ہے یا ناجائز، اور ہفتہ وار تعطیل جمعہ کے دن ہونی چاہیے یا اتوار کے دن یا کسی اور دن؟ قرآن وسنت اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

بعض لوگ جمعہ کے دن چھٹی کرنے نہ کرنے کو صرف ایک مباح اور جائز درجہ دیتے ہیں، اور بعض لوگ جمعہ کے دن چھٹی کرنے پر بہت زور دیتے ہیں، جبکہ آج کل ہمارے ملک میں تعطیل عام اتوار کے دن ہوتی ہے، اور پہلے جمعہ کے دن ہوا کرتی تھی، اتوار کے دن چھٹی کی وجہ عالمی منڈیوں میں چھٹی ہونا بیان کی جاتی ہے، اور ایک وجہ یہ بھی کہ جمعہ کے دن چھٹی ہونے کی صورت میں لوگ اس دن مختلف خرافات میں مبتلا ہوتے ہیں، جس سے جمعہ کی بے حُرمتی ہوتی ہے، اس لیے جمعہ کے دن چھٹی ختم ہونی چاہیے؟

دوسری طرف جمعہ کے دن چھٹی منسوخ ہونے سے لوگوں کو اپنے کاروباری اور پیشہ وارانہ مشاغل سے فارغ ہوکر جمعہ کی تیاری کرنا اور بعض اوقات جمعہ کی نماز کا پانا مشکل ہورہا ہے؟

جبکہ ہمارے ملک میں ہفتہ وار چھٹی قانوناً ضروری ہے اور آجکل غیر سرکاری شعبوں میں بھی جمعہ یا اتوار میں سے کسی ایک دن چھٹی کرنا ضروری ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## جواب

یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں، دونوں میں خلط ملط ہونے کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔

ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ کیا جمعہ کے دن حلال کاروبار کرنا جائز ہے، یا ناجائز۔

اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آج کل کی مروّجہ ہفتہ وار سرکاری وغیر سرکاری سطح پر عام تعطیل کا انتظامی نظم جمعہ کے دن طے کیا جائے یا اتوار کو یا کسی اور دن۔

پہلے مسئلہ کا جواب واضح ہے کہ شریعتِ مطہرہ نے جمعہ یا کسی بھی دن حلال اور جائز کاروبار کرنے سے منع

نہیں کیا، جب تک کہ کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی لازم نہ آئے، چنانچہ جس طرح دوسرے دنوں میں فرائض وواجبات کواپنے اپنے مقام پر بجالاتے ہوئے کاروبار کرنا جائز ہے،اسی طرح جمعہ کے دن بھی جائز ہے۔
البتہ شہراور قصبات میں جہاں جمعہ قائم ہوتا ہے، وہاں جمعہ کے دن زوال کے بعد پہلی اذان ہونے پر خریدوفروخت بلکہ ہر وہ چیز ممنوع ہوجاتی ہے، جو جمعہ کی تیاری میں داخل نہ ہو،اور جمعہ کی نماز میں مخل ہو،اور اس کا صحیح انتظام جب ہوسکتا ہے کہ دکانیں بند کردی جائیں؛ کیونکہ اس طرح کرنے میں خریداری خود بخود بند ہوجائے گی (کذافی معارف القرآن عثمانی جلد۸صفحہ۴۴۱)
پھر جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہوجائیں،اس کے بعد پھر سے کاروباری مشاغل جائز ہوجاتے ہیں۔
اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کی طرف سے انفرادی طور پر جمعہ کے دن (سوائے نمازِ جمعہ کے قیام کے مخصوص وقت کے) خریدوفروخت ممنوع نہیں ہے، جہاں تک دوسرے مسئلہ کا تعلق ہے تو اگر چہ شریعت نے ہفتہ وار چھٹی کوفرض واجب وغیرہ قرار نہیں دیا، کہ اگر کوئی ہفتہ وار چھٹی نہ کرے تو وہ گناہ گار ہو۔
اس لیے اگر کسی ملک میں ہفتہ میں سے کسی ایک دن بھی چھٹی کا نظم نہ ہو،تواس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، لیکن اگر ہفتہ وار چھٹی کا نظم بنایا جائے اور عرفاً وقانوناً اس کی ضرورت سمجھی جائے تو ہفتہ وار عام تعطیل اور چھٹی کا جمعہ کے دن ہونا چند وجوہات کی بناپر مستحب اور افضل ہے،اوروہ وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:
**(۱)**...... جمعہ کا دن اس امت کے لئے خاص عبادت کا دن ہے، جواس امت کوبطورِ خاص عطا ہوا ہے، لہٰذا اس دن میں دنیاوی مشغولیات کم کرکے عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرنا چاہئے اور ہفتہ وار تعطیل اور چھٹی اس دن میں ہونے سے اس مقصد کوبآسانی حاصل کیا جاسکتا ہے۔
چنانچہ امام ابنِ قیم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

**اِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِىْ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَّتَفَرَّغَ فِيْهِ لِلْعِبَادَةِ وَلَهٗ عَلٰى سَائِرِ الْاَيَّامِ مَزِيَّةٌ بِاَنْوَاعٍ مِنَ الْعِبَادَاتِ وَاجِبَةً وَمُسْتَحَبَّةً، فَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ جَعَلَ لِاَهْلِ كُلِّ مِلَّةٍ يَوْمًا يَتَفَرَّغُوْنَ فِيْهِ لِلْعِبَادَةِ وَيَتَخَلَّوْنَ فِيْهِ عَنْ اَشْغَالِ الدُّنْيَا،فَيَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمُ عِبَادَةٍ وَهُوَ فِى الْاَيَّامِ كَشَهْرِرَمَضَانَ فِىْ الشُّهُوْرِ وَسَاعَةُ الْاِجَابَةِ فِيْهِ كَلَيْلَةِ الْقَدْرِ فِىْ رَمَضَانَ،وَلِهٰذَا مَنْ صَحَّ لَهٗ يَوْمُ جُمُعَتِهٖ وَسَلِمَ ،سَلِمَتْ لَهٗ سَائِرُ جُمُعَتِهٖ ،وَمَنْ صَحَّ لَهٗ رَمَضَانَ وَسَلِمَ،سَلِمَتْ لَهٗ سَائِرُ سَنَتِهٖ، وَمَنْ صَحَّتْ لَهٗ حَجَّتُهٗ وَسَلِمَتْ**

لَهُ، صَحَّ لَهُ سَائِرُ عُمُرِهِ، فَيَوْمُ الْجُمُعَةِ مِيْزَانُ الْأُسْبُوْعِ، وَرَمَضَانُ مِيْزَانُ الْعَامِ، وَالْحَجُّ مِيْزَانُ الْعُمُرِ، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ (زادالمعاد فی هدی خیر العباد، فصل فی مبدء الجمعة، جزء ۱، صفحه ۱۶۰، ۱۶۱)

**ترجمہ:** ''جمعہ کا دن ایسا دن ہے کہ اس دن میں اپنے آپ کو عبادت کے لیے فارغ کرنا مستحب ہے، اور اس دن کو (ہفتہ کے) دوسرے دنوں پر واجب اور مستحب قسم کی عبادات میں زیادتی حاصل ہے، پس اللہ تعالیٰ نے ہر ملت کے لیے ایک دن ایسا مقرر کیا ہے جس میں وہ عبادت کے لیے اپنے آپ کو فارغ کیا کرتے تھے، اور اُس دن میں وہ دنیوی مشغولیات سے خالی رہا کرتے تھے، پس جمعہ کا دن عبادت کا دن ہے، اور اس دن کو دِنوں میں اُس طرح کی حیثیت حاصل ہے جس طرح کی رمضان کے مہینے کو دوسرے مہینوں کے مقابلے میں حاصل ہے اور اس دن میں قبولیت کی گھڑی کو ایسی حیثیت حاصل ہے جیسا کہ شبِ قدر کو رمضان کے مہینے میں حاصل ہے اور اسی وجہ سے جس شخص کے جمعہ کا دن صحیح سالم ہو گیا تو اُس کے لیے پورا ہفتہ صحیح سالم ہو گیا اور جس شخص کے رمضان کا مہینہ صحیح سالم ہو گیا اُس کے لیے پورا سال صحیح سالم ہو گیا اور جس شخص کا حج صحیح سالم ہو گیا اُس کی تمام عمر صحیح سالم ہو گئی۔

پس جمعہ کا دن پورے ہفتہ کی میزان اور کسوٹی ہے اور رمضان کا مہینہ پورے سال کی میزان اور کسوٹی ہے اور حج پوری عمر کی میزان اور کسوٹی ہے اور توفیق تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوا کرتی ہے'' (ترجمہ ختم)

بہشتی زیور میں امام غزالی رحمہ اللہ کی احیاء العلوم سے نقل کیا گیا ہے:

بزرگانِ سلف نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعہ کا فائدہ اس کو ملے گا جو اس کا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام پنجشنبہ (جمعرات) سے کرتا ہو، اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جس کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ جمعہ کب ہے؟ حتیٰ کہ صبح کو لوگوں سے پوچھے کہ آج کون دن ہے؟ اور بعض بزرگ شبِ جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی میں جا کر رہتے تھے (بہشتی زیور گیارھواں حصہ صفحہ ۷۶ ''جمعے کے آداب'')

**(۲)**...... جمعہ کی نماز کے لئے جلدی جانے کے احادیث میں بہت فضائل آئے ہیں، اور ان فضائل کو

حاصل کرنے کے لئے پہلے زمانے میں بہت سے حضرات صبح سویرے جامع مسجد پہنچ جایا کرتے تھے اور بہت سے فقہاء نے جمعہ کے لئے جلدی جانے کی فضیلت میں صبح سویرے کا وقت مراد لیا ہے۔

چنانچہ علامہ ابنِ قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَلِلسَّعْيِ اِلَى الْجُمُعَةِ وَقْتَانِ وَقْتُ وُجُوْبٍ وَوَقْتُ فَضِيْلَةٍ فَاَمَّا وَقْتُ الْوُجُوْبِ فَمَا ذَكَرْنَاهُ، وَاَمَّا وَقْتُ الْفَضِيْلَةِ فَمِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ فَكُلَّمَا اَبْكَرَ كَانَ اَوْلٰى وَاَفْضَلُ وَهٰذَا فَذَهَبَ الْاَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَاَصْحَابُ الرَّأْيِ

(المغنی لابنِ قدامة جلد ۲، فصل للسعی الی الجمعة وقتان)

**ترجمہ:** ''اور جمعہ کی سعی کے دو وقت ہیں، ایک واجب وقت ہے، اور ایک فضیلت کا وقت ہے، وجوب کا وقت تو وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا (یعنی جمعہ کی اذان کے بعد) اور فضیلت کا وقت دن کے اول حصہ سے شروع ہو جاتا ہے، پس جتنی جلدی اور سویرے جائے گا، اتنا ہی افضل اور اولیٰ ہوگا، اور یہی امام اوزاعی، امام شافعی، ابنِ منذر اور امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے''

(ترجمہ ختم)

اور امام نووی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ اَصْحَابُنَا وَغَيْرُهُمْ عَلٰى اِسْتِحْبَابِ التَّبْكِيْرِ اِلَى الْجُمُعَةِ فِى السَّاعَةِ الْاُوْلٰى لِلْحَدِيْثِ السَّابِقِ،.......... وَالصَّوَابُ اَنَّ السَّاعَاتِ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ وَاَنَّهُ يُسْتَحَبُّ التَّبْكِيْرُ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ وَبِهٰذَا قَالَ جُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ وَحَكَاهُ الْقَاضِىْ عِيَاضُ عَنِ الشَّافِعِيِّ وَابْنُ حَبِيْبِ الْمَالِكِيُّ وَاَكْثَرُالْعُلَمَاءِ (المجموع شرح المهذب، جلد ۴، ساعات التبكير الى الجمعة)

ترجمہ: ''ہمارے اور دیگر اصحابِ فقہاء گذشتہ حدیث کی وجہ سے اس بات پر متفق ہیں کہ جمعہ کے لیے پہلی گھڑی میں سویرے چلنا مستحب ہے..........اور صحیح بات یہ ہے کہ جلدی جانے کی گھڑیاں دن کے اوّل حصہ سے شروع ہو جاتی ہیں، اور دن کے اول حصے سے ہی تبکیر (سویرے جانا) مستحب ہے، اور یہی جمہور علماء کا قول ہے اور قاضی عیاض نے امام شافعی اور ابنِ حبیب مالکی اور اکثر علماء سے یہی قول نقل کیا ہے'' (ترجمہ ختم)

امام ابنِ قیم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

**لَمَّا کَانَ فِی الْاُسْبُوْعِ کَالْعِیْدِ فِی الْعَامِ وَکَانَ الْعِیْدُ مُشْتَمِلًا عَلٰی صَلَاةٍ وَقُرْبَانٍ وَکَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ یَوْمُ صَلَاةٍ جَعَلَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اَلتَّعْجِیْلُ فِیْہِ اِلَی الْمَسْجِدِ بَدَلًا مِنَ الْقُرْبَانِ وَقَائِمًا مَقَامَہٗ فَیَجْتَمِعُ لِلرَّائِحُ فِیْہِ اِلَی الْمَسْجِدِ الصَّلَاةُ وَالْقُرْبَانُ**

(زادالمعاد فی ھدی خیر العباد،فصل فی مبدء الجمعة،جزء ۱، صفحہ ۱۶۱)

**ترجمہ:** ''جمعہ کا دن جبکہ پورے ہفتہ میں ایسا ہے جیسا کہ پورے سال میں عید کا دن اور عید کا دن نماز اور قربانی (یا صدقۂ فطر) پر مشتمل ہوتا ہے، اور جمعہ کا دن نمازِ جمعہ کا دن ہے تو اللہ تعالیٰ نے مسجد کی طرف (جمعہ کی نماز کے لیے) جلدی جانے کو قربانی (وصدقۂ فطر) کا بدل اور اس کے قائم مقام قرار دیدیا ہے؛ پس اس دن میں مسجد کی طرف جلدی جانے والے کے لیے (عیدُ الاضحیٰ کے دن کی طرح) نماز اور قربانی کا اجتماع ہوگیا (ترجمہ ختم)

**(۳)**...... جمعہ کے دن ایک گھڑی خاص قبولیت کی ہوتی ہے، اور یہ گھڑی کس وقت ہوتی ہے؟ اس بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔

اگرچہ بعض حضرات نے کسی قول کو اور بعض نے کسی قول کو ترجیح دی ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ تمام اقوال صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے کے وقت کے درمیان دائر ہیں۔

لہٰذا اس قبولیت کی گھڑی کو حاصل کرنے کے لیے بھی جمعہ کے دن کو دنیاوی مشغولیات سے فارغ رکھنے کی ضرورت ہے، اور جمعہ کے دن تعطیل سے اس پر آسانی عمل ہوسکتا ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**وَالْحِکْمَةُ فِیْ اِخْفَائِھَا لِیَشْتَغِلَ النَّاسُ بِالْعِبَادَةِ فِیْ جَمِیْعِ اَجْزَاءِ نَھَارِھَا رَجَاءً اَنْ یُوَافِقَ دُعَائُھُمْ وَعِبَادَتُھُمْ اِیَّاھَا** (المرقاة شرح المشکوٰة ج۳ص۲۳۳،باب الجمعة،الفصل الاول)

**ترجمہ:** ''قبولیت کی گھڑی کو مخفی رکھنے میں یہ حکمت ہے تاکہ لوگ پورے دن عبادت میں مشغول رہیں، اس اُمید کے ساتھ کہ اُن کی دعا اور عبادت قبولیت کی گھڑی کو پالے'' (ترجمہ ختم)

اور محدث امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

**وَیُسْتَحَبُّ الْاِکْثَارُ مِنَ الدُّعَاءِ فِیْ جَمِیْعِ یَوْمِ الْجُمُعَةِ ،مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلٰی**

غُرُوْبِ الشَّمْسِ رَجَاءً مَصَادِفَةَ سَاعَةَ الْإِجَابَةِ ،فَقَدْ اخْتُلِفَ فِيْهَا عَلٰى اَقْوَالٍ كَثِيْرَةٍ فَقِيْلَ هِىَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَقَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقِيْلَ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقِيْلَ بَعْدَ الزَّوَالِ وَقِيْلَ بَعْدَالْعَصْرِ ،وَقِيْلَ غَيْرُذَالِكَ

(الاذکارللنووية،کتاب مايقوله اذادخل فی الصلوة ،باب مايقال فی صبيحة الجمعة)

**ترجمہ:** ”اور جمعہ کے پورے دن صبح صادق سے لے کرسورج غروب ہونے تک دعا کی کثرت کرنا مستحب ہے،قبولیت کی گھڑی کو حاصل کرنے کی خاطر؛اوراس گھڑی کے بارے میں اختلاف ہےاور بہت زیادہ اقوال ہیں،ایک قول یہ ہے کہ وہ صبح صادق کے بعد سے لے کرسورج طلوع ہونے سے پہلے تک ہے،اورایک قول یہ ہے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد ہے،اورایک قول یہ ہے کہ زوال کے بعد ہے،اورایک قول یہ ہے کہ عصر کے بعد ہےاوراس کےعلاوہ بھی اقوال پائے جاتے ہیں“(ترجمہ ختم)

**(۴)**...... جمعہ کے دن ہفتہ وارعام تعطیل ہونے میں اسلام اورمسلمانوں کی شان وشوکت کا اظہار ہے، وہ اس طرح سے کہ دوسرے مذاہب والے اپنے خاص عبادت وتعظیم والے دنوں میں ہفتہ وارعام تعطیل کر کے اس دن کی شرافت وکرامت کا اظہار کرتے ہیں،جب مسلمان جمعہ کے دن یہ عمل کریں گے تودوسرے مذاہب کے مقابلہ میں جمعہ کے اس عظمت وفضیلت والے اسلامی دن کی کرامت وشرافت کا اظہار ہوگااور جمعہ کے دن کے عبادت وفضیلت والا دن ہونے کی عملی طور پرتبلیغ ہوگی۔

**(۵)**......بعض احادیث میں جمعہ کے دن کوعید کے لفظ یاعید کے دنوں سے بھی زیادہ افضل قرار دیا گیاہے،لہٰذاعید کے دن جس طرح چھٹی کوترجیح دی جاتی ہے،اسی طرح یہ دن بھی چھٹی کا مستحق ہے۔

**(۶)**......بطورخاص ہمارے ملک پاکستان کے آئین کا تقاضایہ ہے کہ ہفتہ یااتوار کے بجائے جمعہ کے دن کی عام تعطیل ہونی چاہیئے ،کیونکہ ہمارے آئین میں یہ صاف ذکر ہے کہ:

”مسلمان اس بات کے قابل بنائے جائیں گے کہ اپنی انفرادی اوراجتماعی زندگی کے گوشے قرآن وسنت میں عطا کی گئی تعلیماتِ اسلامی اوراس کے تقاضوں کےمطابق ترتیب دے سکیں“

اورظاہرہے کہ قرآن وسنت کا تقاضاہفتہ یااتوار کے دن چھٹی کانہیں بلکہ جمعہ کے دن چھٹی کا ہے۔

**(۷)**......تجارت اورکاروبار میں مشغولی کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں مبتلاہوکرانسان عموماً غافل

ہوجاتا ہے، اور مال وپیسہ کی کشش اس کو اپنے اندر ایسی منہمک کرتی ہے کہ اس کی وجہ سے جلدی جان نہیں چھوٹتی، تو اگر جمعہ کے دن کاروبار میں مشغولی رکھی جائے گی تو اس سے خطرہ ہے کہ جمعہ کی نماز تک یہ مشغولی جاری رہے اور جمعہ کی سعی اور جمعہ کے خطبہ کے حصول میں خلل آئے (جیسا کہ آجکل مشاہدہ ہے) اس کا تقاضا بھی یہ ہے کہ شروع دن ہی سے دنیاوی مشغولیات موقوف رکھی جائیں۔

**(۸)**......اسلاف اور متقدمین سے بھی جمعہ کے دن کی چھٹی کا معمول ثابت ہے، اور ان کی اتباع یقیناً مستحب ہے ''**ماراٰہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن**''

ان وجوہات کی بناء پر جمعہ کے دن عام تعطیل کرنا مستحب ہے۔

کئی اکابرین نے بھی جمعہ کے دن چھٹی کے مستحب ہونے کا فتویٰ دیا ہے (ملاحظہ ہو: کفایت المفتی مبوب جلد۳ صفحہ ۲۸۵۔ فتاویٰ محمودیہ مبوب جلد۸ صفحہ ۳۶۳، باب صلاۃ الجمعۃ۔ حیاتِ ترمذی صفحہ ۴۰۷ وصفحہ ۴۰۸۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد۸ صفحہ ۴۱۴)

## ایک شبہ کا جواب

لیکن اگر ملک میں اتوار کے روز چُھٹی کا نظم ہو اور اس کی وجہ سے کسی کو اتوار کے دن چھٹی کرنی پڑے اور اس کی نیت اتوار کے دن کی تعظیم کی بھی نہ ہو، تو ایسا شخص مجبور ہے، وہ گناہ گار نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

> یکشنبہ کو عیسائی تو اس لیے کاروبار بند رکھتے ہیں کہ یکشنبہ ان کے مذہب کے لحاظ سے مقدس دن ہے، تو اگر کوئی مسلمان بھی یکشنبہ کی تقدیس کی نیت سے کاروبار بند کرے تو یہ مشابہت ہوگی، اور اس کا یہ فعل ناجائز ہوگا، لیکن اگر مسلمان کاروباری حیثیت سے کہ یکشنبہ کو بینک اور ڈاکخانہ کی مالیات کا شعبہ بند ہوتا ہے، ریلوے آفس میں بھی پارسل لینے دینے کا کام بند رہتا ہے، اس روز دوکان بند رکھے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے؛ یہ ایک قسم کی مجبوری ہے، دن کی تقدیس نہیں ہے (کفایت المفتی، مبوب جلد۷ صفحہ ۳۵۷)

## کیا اتوار کے دن چھٹی نہ کرنے سے معاشی نقصان ہوتا ہے؟

آج کل ملکی سطح پر اتوار کے دن چھٹی کرنے کے خواہش مند حضرات میں سے بعض لوگ ملکی سطح پر اتوار کے دن چھٹی کرنے پر اس لئے زور دیتے ہیں کہ اس دن عالمی منڈیاں اور مارکیٹیں بند رہتی ہیں، اس لئے بین

الاقوامی سطح پر ان کے ساتھ اس دن کاروبار نہیں کیا جاسکتا ہے، اور اس کے برعکس جمعہ کے دن عالمی منڈیوں اور مارکیٹوں میں کاروبار جاری رہتا ہے، اس لئے اتوار کے بجائے جمعہ کے دن چھٹی کرنے میں ملک کو معاشی نقصان ہوتا ہے، اور جمعہ کے بجائے اتوار کے دن چھٹی کرنے میں اس نقصان سے بچا جاسکتا ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو ایک مسلمان اگر جمعہ کے دن کی چھٹی جمعہ کے دن عبادت اور اطاعت میں مشغولی کے باعث کرے اور اس دن میں عبادت ودعا وغیرہ میں مشغولی رہے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو اتنا رزق عطا فرمائیں گے جس کا گمان بھی نہیں ہوسکتا۔

دوسرے مسلمانوں کے دنیا میں بہت سے ممالک ہیں (اور بہت سے ملکوں میں جمعہ کے دن عام تعطیل بھی ہوتی ہے) اگر سب مسلمان باہم مل کر تجارتی وکاروباری معاملات چلائیں اور جمعہ کے دن چھٹی کریں اور اتوار کو کاروبار کریں تو مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کافروں سے زیادہ ترقی کرسکتے ہیں۔

کیا کبھی کافروں نے یہ بھی سوچا ہے کہ مسلمان جمعہ کے دن چھٹی کرتے ہیں، اس سے ہمارے معاشی معاملات پر برا اثر پڑتا ہے، اس لئے ہمیں جمعہ کے دن چھٹی کرنی چاہئے؟

ظاہر ہے کہ انہوں نے کبھی ایسی بات نہیں کی؟ کیا مسلمان ہی اتنے گئے گزرے ہوگئے کہ باوجود دنیا میں ہمارے مذہب میں سارے مذاہب والوں سے زیادہ ممالک ہونے کے عیسائیوں اور یہودیوں سے (جن کی تعداد بہت کم ہے) متأثر ہوتے ہیں، ایسی سوچ کمزور سوچ ہے۔

## کیا جمعہ کے دن چھٹی سے اس دن کی ناقدری ہوتی ہے؟

بعض لوگ جمعہ کے دن چھٹی ہونے میں یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ لوگ چھٹی کی وجہ سے اس دن کئی خرافات میں مبتلا ہوکر اس دن کی ناقدری کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے غلط طرزِ عمل سے باز آنا چاہیے، جمعہ کا دن خرافات اور فضولیات کا دن نہیں، بلکہ عبادت واطاعت کا دن ہے، جو اس امت کو بطورِ خاص عطا ہوا ہے، نہ یہ کہ الٹا جمعہ کے دن کی ناقدری کریں، تو مسلمانوں کو اپنا طرزِ عمل بدلنے کی ضرورت ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان۔۱۵/ شوال المکرّم/ ۱۴۲۸ھ

دارالافتاء والاصلاح، ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

Idara Ghufran

ترتیب: مفتی محمد یونس

**کیا آپ جانتے ہیں؟**

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

# سوالات وجوابات

محرم ۱۴۲۵ھ، بروز جمعہ کے سوالات اور حضرت مدیر کی طرف سے ان کے جوابات۔

ان مضامین کو ریکارڈ کرنے کی خدمت مولانا محمد ناصر صاحب نے، ٹیپ سے نقل کرنے کی خدمت مولانا ابرار ستی صاحب نے اور نظر ثانی، ترتیب وتخریج نیز عنوانات قائم کرنے کی خدمت مولانا مفتی محمد یونس صاحب نے انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں......ادارہ

## اشیاء کی خریداری پر کمپنی کی طرف سے دیا جانے والا انعام

**سوال:**......اگر کسی کمپنی کی طرف سے کسی چیز کی خریداری پر انعام ملے تو کیا اس کا لینا جائز ہے؟ مثلاً آجکل جو پیپسی کی بوتل یا کسی اور بوتل کے ڈھکن پر انعام کا نمبر ڈلا ہوتا ہے، اور بعض چیزوں مثلاً ڈبل روٹی (Bread) یا رنگ وغیرہ کے ڈبے سے انعام کے کوپن نکلتے ہیں، اور پھر قرعہ اندازی کے ذریعے سے انعام نکالے جاتے ہیں تو کیا اس طرح کے انعام کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:**......اس طرح کی انعامی سکیم میں اگر دو باتیں ملحوظ ہوں، تو انعام لینا جائز ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ جو چیز انعامی سکیم میں بیچی جا رہی ہو اس کی قیمت انعامی سکیم کی وجہ سے بڑھا نہ دی گئی ہو، مثلاً اگر پیپسی کی انعامی سکیم چلی ہوئی ہے تو اس کی قیمت اتنی ہی ہو جتنی انعامی سکیم سے پہلے تھی، اس میں کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہو، ایک تو شرط یہ ہے۔ دوسری شرط یہ ہے، کہ کسی کا مقصد صرف انعام حاصل کرنا نہ ہو بلکہ حقیقت میں اس چیز کو حاصل کرنا مقصود ہو، اور وہ چیز جائز بھی ہو مثلاً ڈبل روٹی ہے یا رنگ ہے، تو رنگ کروانا مقصد ہے، ڈبل روٹی خریدنا مقصد ہے، اور ضمناً پھر انعام بھی نکل آتا ہے، اور انعامی کوپن یا انعامی سکیم کی وجہ سے اس آئٹم کی قیمت بڑھائی بھی نہیں گئی ہے، پھر یہ خرید وفروخت بھی جائز ہے اور اس پر نکلنے والا انعام لینا بھی جائز ہے، اور اگر کسی کا مقصد انعام حاصل کرنا ہی ہو وہ چیز خریدنا مقصد نہ ہو تو پھر یہ معاملہ ناجائز ہے، اور اگر انعام حاصل کرنا بھی مقصد ہو اور وہ چیز خریدنا بھی مقصد ہو تو پھر ایسی نیت کرنا بہتر نہیں ہے، اگرچہ انعام نکل آنے کے بعد انعام لینا جائز ہے مگر ایسی نیت نہ کی جائے، نیت خالص رکھی جائے (ملاحظہ ہو عدالتی فیصلے ج۲ص۲۴۵از مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہٗ)

Idara Ghufran

## انعامی سکیموں کی پسِ پردہ حقیقت

اسی سلسلے میں مزید فرمایا کہ آجکل لوگوں کو انعام کا عادی بنانے کے لئے یہ سلسلے ہو رہے ہیں، تاکہ لوگ وہ چیز خریدیں جو انعام والی ہو، اور اس میں یہودی لابی بڑی پیش پیش ہے، اگر ہم انعامات کے عادی ہو گئے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس کا جو دُم چھلاّ (رونگا یا چونگا) انعام کی شکل میں ہے وہی ہمارے پیشِ نظر ہو جائے گا، چیز کا معیاری یا اچھا ہونا، برا ہونا، مضرِ صحت ہونا یا مفیدِ صحت ہونا اور اس کا منافع کافروں کے پاس پہنچنا یا مسلمانوں کے پاس پہنچنا یہ پیشِ نظر نہیں رہے گا تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں جو بڑی بڑی اور مالدار ہیں بڑے بڑے انعام رکھنے کی ان میں تو سکت ہے، لیکن عام چھوٹی کمپنیوں میں سکت نہیں ہے۔

**مثال:** مثال کے طور پر ایک چیز کی نکاسی دس ہزار کے برابر ہے تو اگر اس پر زیادہ مقدار میں بھی انعام رکھ دیا جائے تو مالک پر کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ اس کو زیادہ سے زیادہ چیز کے فروخت ہونے کے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ نفع ملے گا تو ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ہاتھ اور پاؤں اس اعتبار سے زیادہ مضبوط ہیں، اور جو ہمارے غریب اور سادہ لوگ ہیں وہ سادہ کاروبار کر کے، اور سادہ سادہ چیزیں فروخت کر کے اپنا گزر بسر کر رہے ہیں، ظاہر ہے کہ ایک ریڑھی یا چھابہ لگانے والا یا چھوٹا موٹا دوکاندار تو انعام نہیں دے سکتا تو پھر نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگ ایسی چیزیں خریدیں گے ہی نہیں جن پر انعام نہ ہوگا اور اس طرح مسلمانوں کے کاروبار کمزور سے کمزور تر ہوتے چلے جائیں گے، اور کافروں کے کاروبار مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے اور وہ جو کوئی انعام دیں آپ اس کو بھی اپنے حق میں مفید نہ سمجھیں اس لئے کہ اس کا اثر بھی گھوم پھر کر آپ پر یا آپ کی نسل پر یا آپ کے بھائیوں پر ہی پڑنے والا ہے۔

**ہماری ناعاقبت اندیشی:** اسی سلسلے میں مزید فرمایا کہ ہم لوگ دور اندیش نہیں رہے چنانچہ ہمارے ہاں دفتروں میں یہ ہوتا ہے، کہ ایک شخص دفتر کی چیز کو بے جا طور پر استعمال کر رہا ہے، ائیر کنڈیشنر ویسے ہی چلا ہوا ہے یا کاغذ ضائع ہو رہے ہیں، لیکن یہ نہیں سوچتا کہ جس ملک میں میں رہ رہا ہوں یہ اس ملک کی معیشت کا ہی حصہ ہے، اس سے یہ ملک آہستہ آہستہ کمزور ہوگا یہ گناہ تو الگ ہے لیکن اس کے نتائج کل کو مجھے اور میری اولاد کو بھی بھگتنا ہوں گے، میرے رشتہ داروں کو بھی بھگتنا ہوں گے، کیونکہ یہ اجتماعی فنڈ ہے اس کے نقصانات کی زد میں اور اس آگ کے اندر انسان خود بھی دھکتا ہے، اس کی آنے والی اولاد بھی دہکتی ہے اس لئے کہ جب اچھے یا برے اثرات پڑتے ہیں تو اجتماعی طور پر سب پہ پڑتے ہیں اس لئے جو لوگ

یہ سوچ رہے ہیں کہ بس میرے پاس یہ انعام آجائے بس میری جیب بھر جائے، دوسرے بھاڑ میں جائیں، وہ یہ نہیں سوچ رہا کہ اس کے فوائد اپنے بجائے ملٹی نیشنل کمپنیوں کو جو پہنچ رہے ہیں اس سے کافروں کے ہاتھ مضبوط ہورہے ہیں اور مسلمانوں کے کمزور ہورہے ہیں، اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کا سن 2010ء کا یہ فارمولا ہے کہ ہم 2010ء میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے علاوہ جتنے کاروبار ہیں ہم ان کو ٹھپ کردینگے، یہ ان کا دعویٰ ہے، وہ کس حد تک اپنے دعوے کے مطابق عمل درآمد کرتے ہیں، یا اللہ کی طرف سے منظوری ہوتی ہے یا نہیں ہوتی، وہ الگ بات ہے بہرحال ہمیں بھی تو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ ہم بھی اپنے ہاتھوں سے کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے کافروں کے ہاتھ مضبوط ہوں، یہ نہیں کہ ان کے اختیار میں ہے یہ سارا نظام، لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہلنے جلنے اور تدبیر کرنے کا حکم دیا ہے، اور مسلمانوں کے ہلنے جلنے پر ہی اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت کے احکامات نازل ہوتے ہیں نقل وحرکت کریں گے ہل جل کریں گے اور اعمال میں حرکت پیدا ہوگی، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نازل ہوگی تو اب انہوں نے جو یہ پروگرام بنایا ہے، اور اس کے لئے انہوں نے ایک انٹرنیشنل قانون منظور کردیا ہے، اس قانون کے تحت ہر ملک میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ہر چیز جانے کی اجازت ہوگی، اور کوئی ملک پابندی نہیں لگا سکتا، اور اس پر ٹیکس بھی ان کی طرف سے لگایا جائے گا، کہ فلاں ملک اتنا ٹیکس لگا سکتا ہے یعنی ٹیکس بھی ان کمپنیوں کی طرف سے طے ہوگا، اب اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب آپ کے ملک میں جو چیز پیدا ہو رہی ہوگی، اور آپ کی حکومت کو تو کوئی روکنے والا نہیں ہے اس لئے اپنی حکومت تو اس چیز پر زیادہ سے زیادہ ٹیکس لگائے گی دوسری طرف یہودی انٹرنیشنل اور عالمی سطح پر قانون بنادیں گے کہ یہاں پر اس سے زیادہ ٹیکس نہیں لگایا جائے گا، جب ان پر ٹیکس کم آئے گا تو وہ کم قیمت میں عوام کے ہاتھوں میں پہنچیں گی اور جن پر زیادہ ٹیکس لگایا جائے گا وہ زیادہ مہنگی قیمت میں عوام تک پہنچیں گی، تو کون بے وقوف ہوگا زید بکر عمر میں سے کہ وہ مہنگی چیزیں خریدے، ظاہر ہے کہ وہ سستی چیزیں خریدے گا اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ان کی چیز خریدنے والا کوئی ملے گا نہیں اور ان کی چیزیں ہر جگہ چپے چپے میں پہنچ رہی ہوں گی اور اس کے بعد ملک کے اندر ہماری چھوٹی چھوٹی کمپنیاں یا فیکٹریاں قائم ہیں یہ ان کے ختم کرنے اور جو چھوٹی چھوٹی دکانیں ہیں یہ ان کے ختم کرنے کے درپے ہیں

**مسئلہ اور مصلحت:** تو بہرحال ایک مسئلے کی بات ہوتی ہے اور ایک مصلحت کی بات ہوتی ہے، میں نے بتادیا کہ مسئلے کی رو سے وہ انعام آپ کے لئے حلال ہوجائے گا لیکن اس کے جو نتائج نکلیں گے اور ان نتائج کے اعتبار سے جو نقصانات ہوں گے ان کا جائزہ لے لینا چاہیئے، اور ان پر نظر ہونی چاہیئے۔

Iqra Gufran

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاِبْصَارِ﴾ مولوی طارق محمود

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

# حضرت ابراہیم علیہ السلام (قسط۱۵)

## قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد سے ملاقات کے متعلق حدیث

سورۂ شعراء میں اللہ تعالیٰ نے عبرت وبصیرت کے لئے انبیاء علیہم السلام کی رشد وہدایت والی دعوت کا جو تذکرہ فرمایا ہے، اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی تذکرہ فرمایا ہے، اس تذکرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنے اور شرک وکفر سے بیزاری ونفرت اختیار کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں، اسی دوران وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر کرتے ہوئے یکا یک اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگتے ہیں، گویا کہ ایک دوسرے رنگ میں قوم کو اللہ تعالیٰ کا پرستار بنانے کی کوشش فرمارہے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا فرماتے ہیں:

وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ (سورۃ الشعرآء آیت ۸۷)

(اے پروردگار) اور جس روز لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے تو اس دن مجھ کو رسوانہ کرنا‘‘

اس آیت کے تحت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

یَلْقَی اِبْرَاھِیْمُ اَبَاہُ، فَیَقُوْلُ :یَارَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَنِیْ اَنْ لَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ، فَیَقُوْلُ اللہُ:اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّۃَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ (بخاری، کتاب التفسیر، باب ولاتخزنی یوم یبعثون)

**ترجمہ:**’’حضرت ابرہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے والد کے (کفر کی ذلت اور رسوائی چھائے ہوئے چہرے کو) دیکھیں گے تو فرمائیں گے: اے میرے رب! دنیا میں تو نے میری اس دعا کو قبول فرمالیا تھا’’وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ‘‘ (پھر یہ رسوائی کیسی کہ میدانِ حشر میں اپنے باپ کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں) اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے، ابراہیم میں نے کافروں پر جنت کو حرام کردیا ہے‘‘

اسی طرح بخاری ہی کی ایک اور روایت میں یہ واقعہ تفصیل سے اس طرح آتا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی

اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

**یَلْقَی اِبْرَاهِیْمُ اَبَاهُ آزَرَیَوْمَ الْقِیَامَةِ وَعَلٰی وَجْهِ آزَرقَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ فَیَقُوْلُ لَهٗ اِبْرَاهِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ لَاتَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ اَبُوْهُ فَالْیَوْمَ لَااَعْصِیْکَ، فَیَقُوْلُ اِبْرَاهِیْمُ :یَارَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَنِیْ اَنْ لَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ، فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِیْ اَلْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تعالٰی :اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ یَااِبْرَاهِیْمَ مَاتَحْتَ رِجْلَیْکَ فَیَنْظُرُ فَاِذَاهُوَ بِذِیْخٍ مُلْتَطِخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ** (بخاری، کتاب الانبیاء باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا)

ترجمہ: ’’جب قیامت کے دن حضرت ابرہیم علیہ السلام اپنے والد آزر کو دیکھیں گے تو اس کے چہرے پر کفر کی ذلت اور رسوائی چھائی ہوگی [۱] تو باپ سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے: کیا میں نے بارہا تجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ میری (یعنی ہدایت کے راستے کی) مخالفت نہ کر، آزر کہے گا (جو ہوا سو ہوا) آج کے دن میں تیری مخالفت نہیں کروں گا، تب حضرت ابرہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ اے میرے رب تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ تو مجھے رسوا نہیں کرے گا قیامت کے دن، تو اس سے زیادہ رسوائی کیا ہوگی کہ میرا باپ (آزر) تیری رحمت سے انتہائی دور ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے بے شک کافروں پر جنت کو حرام کردیا ہے، پھر (حضرت ابرہیم علیہ السلام) سے کہا جائے گا کہ اے ابرہیم! اپنے پاؤں کی طرف دیکھ کیا ہے؟ تو وہ (حضرت ابرہیم علیہ السلام) کیا دیکھیں گے کہ کیچڑ، گارے میں لتھڑا ہوا ایک ’’بجّو‘‘ ان کے پیروں میں لوٹ رہا ہے، تب فرشتے ٹانگوں سے پکڑ کر اس کو جہنم میں پھینک دیں گے‘‘

---

[۱] اس حدیث میں حضور علیہ ﷺ نے آزر کی ہیبت کذائی اور رسوائی کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، وہ قرآن مجید کی سورہ عبس کی اس آیت کی تفسیر ہے جس میں قیامت کے دن کافروں کی یہ حالت بیان کی گئی ہے:

**وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ عَلَیْهَا غَبَرَةٌ(۴۰) تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ(۴۱) اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکَفَرَةُ الْفَجَرَةُ(۴۲)**

اور کتنے (لوگوں کے) منہ اس دن (ایسے) ہونگے کہ ان پر گرد پڑی ہوگی اور ان پر رسوائی چھائی ہوگی، یہی وہ (لوگ) ہیں جو دنیا میں کافر اور بدکار رہیں۔

اور سورہ یونس میں ایمان والوں اور اہل جنت کے لئے اسی حالت کی نفی کی گئی ہے:

**لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَةٌ. وَلَا یَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ. اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ. هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ** (سورہ یونس ۲۶)

جن لوگوں نے دنیا میں بھلائی کی، ان کے لئے (آخرت میں بھی) بھلائی ہے اور کچھ بڑھ کر بھی اور گناہ گاروں کی طرح ان کے منہ پر نہ رسوائی چھائی ہوگی اور نہ ذلت، یہی ہیں جنتی کہ وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

**تشریح:** اس حدیث شریف میں دو باتیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں، ایک یہ کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام آزر کی یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے دنیا میں مانگی ہوئی ایک دعا کا ذکر کریں گے جو انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کی طرح شرفِ قبولیت حاصل کر چکی ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ باپ کی یہ رسوائی دراصل میری رسوائی ہے، دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آزر کو ''بجّو'' کی شکل میں مسخ کر دیا۔

حضرت ابرہیم علیہ السلام کی اس دعا کا مطلب یہ ہوگا کہ اے اللہ! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے قیامت کی رسوائی سے بچاؤں گا اور اس میں بھی ایک گونہ رسوائی ہے کہ میرا باپ اس حالت میں ہو، تو اس سے مجھ کو بچایئے، اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا حاصل یہ ہوگا کہ رسوائی سے بچانے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اس کی مغفرت کر دی جائے، اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا، اس لئے ہم دوسری صورت تجویز کرتے ہیں کہ آزر کی شکل ہی کو مسخ کر دیتے ہیں کہ کوئی اس کو پہچانے ہی نہیں اور تم کو شرمندگی نہ ہو (کذافی بیان القرآن) [۱]

﴿بقیہ صفحہ ۹۸ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

---

[۱] حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کے سارے اجزاء پر فتح الباری میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، اور اس حدیث کے ایک ایک جزء پر تفصیلی کلام فرمایا ہے، ان کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ:

قرآن مجید میں حضرت ابرہیم علیہ السلام کی نمایاں خصوصیات میں اس صفت کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے کہ:

''اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ (سورہ توبہ ۱۱۴) ''یعنی'' بے شک ابراہیم بڑے نرم دل اور تحمل والے تھے''

اور اس کے مختلف مظاہر میں سے ایک مظہر یہ بھی ہے کہ آزر کی شرک پر موت اور حضرت ابرہیم علیہ السلام کے دنیا ہی میں براءت کے اظہار کے باوجود (جس کا ذکر قرآن مجید کی سورہ توبہ میں موجود ہے) جب حضرت ابرہیم علیہ السلام آزر کو اس حالت میں دیکھیں گے کہ اس کے چہرے پر کفر کی ذلت اور رسوائی چھائی ہوگی تو ان کی نرم دل ہونے اور رحمت کی صفت جوش میں آجائے گی، اور اولوالعزم پیغمبر کی طرح حقیقتِ حال سے باخبر رہتے ہوئے بھی ان کی صفتِ کریمانہ اس درجہ غالب آجائے گی کہ وہ آزر کے لئے طلبِ مغفرت پر آمادہ ہو جائیں گے، اور یہ دیکھ کر کہ آزر کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے کہ اس کو شفاعت کا ذریعہ بنایا جاسکے، تو حضرت ابرہیم علیہ السلام اپنی اس دعا کی پناہ لیں گے جو دنیا ہی میں شرفِ قبولیت حاصل کر چکی ہوگی، اور اپنے باپ کی رسوائی کو اپنی رسوائی ظاہر کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس وعدہ کو ذکر فرمائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں یہ فرما کر کہ ''کافر پر میں نے جنت کو حرام کر دیا ہے'' حضرت ابرہیم علیہ السلام کو اس جانب توجہ دلائیں گے کہ اپنی اس فطری رحم دلی اور نرمی کے باوجود تم کو یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ یہ آخرت دارالعمل نہیں ہے بلکہ دارالجزاء ہے، اور آج میزانِ عدل قائم ہے، اور ہمارا یہ پکا قانون ہے کہ کافر و مشرک کے لئے جنت میں کوئی جگہ نہیں اور یہ کہ ''مشرک کی رسوائی'' ہرگز ''مومن کی رسوائی'' کا باعث نہیں ہوسکتی، خواہ ان کے درمیان دنیوی لحاظ سے کتنے ہی مضبوط رشتے ہی کیوں نہ ہوں، اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی حکمت سے ایسی صورتحال پیدا کر دی جائے گی کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کے دل میں حزن و ملال کا وہ اثر ہی باقی نہیں رہے گا، چنانچہ آزر کو درندہ کی شکل میں مسخ کر دیا جائے گا، جس کی وجہ سے حضرت ابرہیم علیہ السلام کی پاک اور سلیم فطرت اس کو دیکھ کر نفرت و کراہت کرنے لگے گی۔

خلاصہ یہ کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کا یہ سوال اس لئے نہ تھا کہ وہ اس چیز کو نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ خلافی سمجھ رہے تھے، بلکہ یہ ایک فطری تقاضے کی وجہ سے تھا جو اگرچہ نتائج و ثمرات کو تو نہیں بدل سکتا تھا مگر حضرت ابرہیم علیہ السلام کے اچھے اخلاق اور صفاتِ کریمانہ کو نمایاں کرنے کا باعث ضرور بن جاتا ہے۔

طب وصحت

حکیم محمد فیضان

طبی معلومات ومشوروں کا مستقل سلسلہ

# سیب

سیب کا شمار دنیا کے بہترین پھلوں میں ہوتا ہے۔سیب اپنی غذائیت کے لحاظ سے سب میں مقبول ہے بچے ،بوڑھے اور جوان، بیمار اور تندرست سب ہی سیب رغبت سے کھاتے ہیں۔سیب ایک قدیمی پھل ہے، کیونکہ طبی اور مذہبی وتاریخی قدیم ترین کتب میں سیب کا ذکر ملتا ہے۔

اس وقت دنیا بھر میں دوہزار سے زیادہ سیب کی اقسام پائی جاتی ہیں۔جو کہ رنگ، ذائقہ،خوشبواور سائز کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔کشمیر کے چھوٹے سے خطے میں بھی سیب کی سو کے لگ بھگ اقسام پائی جاتی ہیں جبکہ پاکستان میں سیب کی پانچ اقسام زیادہ کاشت کی جاتی ہیں۔جن میں کالا کولواور لال پٹا،اقسام کارنگ ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔لیکن دونوں سخت ہیں اوران میں جوس کافی مقدار میں ہوتا ہے۔عنبری قسم کا سیب انتہائی نرم ہے مگراس میں جوس کی مقدار کم ہوتی ہے۔اس کے علاوہ گولڈن ،شیرازی وغیرہ اقسام شامل ہیں۔سیب زیادہ ترٹھنڈے اور پہاڑی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ کوئٹہ، مانسہرا، ایبٹ آباد، بالاکوٹ، کشمیروغیرہ۔ بھارت اور پاکستان کے علاوہ یوروپ اورشمالی امریکہ میں بھی سیب کاشت کیا جاتا ہے۔سیب میں حیاتین اے۔بی۔سی اورڈی کیلشیم، پوٹاسیم،سلیکا،سوڈیم ،سلفر، فولاد،کلورائیڈ، میگنیشیم اوردیگر کیمیائی عناصر ہوتے ہیں۔

سیب کوعربی میں تفاح ،سندھی زبان میں سوف بنگالی میں سٹو انگریزی میں ایپل کہتے ہیں۔

**مزاج:** اطباء کے نزدیک شیریں سیب کا مزاج گرم اورتر ہے جب کہ ترش سیب سرد اول خشک اول ہے

## سیب کے چند فوائد اور خواص

مشہور انگریزی کہاوت ہے (An Apple a day keep the doctor away) یعنی روزانہ ایک سیب کھائیں اورمعالج کے پاس کبھی نہ جائیں۔جولوگ سیب بلاناغہ کھاتے ہیں ان کے چہرے سرخ وسفید، رنگت نکھری ہوئی اور شاداب ہوتی ہے۔سیب جسم کو بیماریوں سے بچاتا ہے،اس کے استعمال سے قوت مدافعت میں اضافہ ہوتا ہے۔سیب کے استعمال سے دل ودماغ اور جگر کوقوت ملتی ہے۔چوں کہ سیب

میں فاسفورس کا جز پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے سیب ایک مقوی دماغ غذا بن گیا ہے خصوصاً دماغی کام کرنے والے حضرات سیب کا استعمال رکھیں تو دماغی تھکن کا احساس نہیں ہوگا۔

ڈاکٹر ویب جان (DR WEB JOHN) نے بھی سیب کو بہترین دماغی غذا قرار دیا ہے۔

سیب پژمردگی، مردہ دلی، مایوسی، مالیخولیا، دائمی اداسی، اور رنج و فکر کا بہترین علاج ہے۔ مسلسل مصروفیت اور کام کے باعث پریشان اور اداس افراد سیب کھا کر تھکن اور فکر مندی کا علاج کر سکتے ہیں۔

سیب سر درد کو دور کرتا ہے۔ بخار، شدت پیاس کو کم کرتا ہے۔ ضعف دماغ، دبلاپن، بے خوابی، نیند میں چلنا، آشوب چشم گلے کا ورم، بھوک کی کمی کا علاج سیب سے کیا جا سکتا ہے۔ معدہ اور ہاضمہ کو تقویت پہنچاتا ہے، پیچش، ٹائیفائیڈ، تپ دق، اور کھانسی میں سیب کا رس مفید ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق سیب کے مقابلے میں سیب کا رس زیادہ مفید ہے جو بیماریوں کو بھگانے میں سیب سے زیادہ تیز اثر رکھتا ہے۔

طویل بیماری کے بعد جسمانی کمزوری دور کرنے، بھوک بڑھانے اور ریاحی تکالیف کے ازالہ میں سیب کا استعمال بہت مفید ہے۔ سیب کے متواتر استعمال سے خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے سیب خون کی کمی اور اختلاج قلب کے لئے بھی مفید ہے۔ کچھ ممالک میں کینسر کے مریضوں کو ریلیف دینے کے لئے سیب کے استعمال کو شامل کیا جاتا ہے۔ دوران حمل خواتین کو سیب کا استعمال بہت فائدہ مند ہے، اس کے استعمال سے بہت سی بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے۔ سیب بچوں کے لئے بھی یکساں مفید ہے، چھ ماہ کی عمر کے بچے کو عمدہ قسم کے شیریں سیب کی ایک دو قاشوں کا عرق نکال کر پلانا اس کی تندرستی میں حیرت انگیز اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ جن بچوں کے دانت آسانی سے نہیں نکلتے ہیں انہیں ایک سیب کی قاش روزانہ ضرور دینی چاہئے اس سے مسوڑھوں کی تکلیف دور ہوگی اور دانت آسانی سے نکل آئیں گے۔ کھانے کے بعد سیب کا استعمال سویٹ ڈش کا کام دیتا ہے۔

**آشوب چشم کے لئے:** سیب کا قدرے ٹکڑا لے کر چاقو سے چھیل کر نغدہ سا کر کے دکھتی ہوئی آنکھوں پر رکھ کر اوپر سے ململ کی صاف پٹی باندھ دیا کریں، آرام ہوگا۔

**ضعف قلب و دماغ کے لئے:** صبح کے وقت بطور ناشتہ سیب کا مربہ چاندی کے ورق میں لپیٹ کر استعمال کرنا مقوی قلب اور مقوی دماغ ہے، اور اگر اس کے ساتھ 7 عدد بادام کی گری چھلی ہوئی شامل کر لی جائیں تو اس کے فوائد اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔ بادام کی گری کو رات بھر ایک پیالی پانی یا عرق کیوڑہ میں

بھگودیں اور صبح کو اس کا چھلکا اتار کر چبا کر لیں۔

**نیند نہ آنا بے خوابی:** بے خوابی ایک شدید تکلیف دہ اور پریشان کن بیماری ہے۔مندرجہ ذیل نسخے کے استعمال سے نیند خوب آتی ہے تین ماشہ بہیدانہ پوٹلی میں باندھ کر تین چھٹانک سیب کے رس میں جوش دیں اور ٹھنڈا کر کے روزانہ صبح کے وقت مریض کو پلائیں ایک ہفتہ کے استعمال سے انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔

**کھانسی کے لئے:** ایک پختہ سیب کوٹ لیجئے، پھر صاف کپڑے سے اس کا پانی نچوڑ لیجئے قدرے مصری ملا کر روزانہ صبح سویرے پلانے سے چندروز میں کھانسی بھاگ جائیگی۔

**کدّو دانے:** بچوں کے پیٹ کے کیڑوں کے لئے رات کو سوتے وقت ایک یا دو سیب کھلا دیا کریں اس کے بعد پانی ہرگز نہ پی نے دیں۔ایک ہفتہ کے استعمال سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

**متلی اور قے کے لئے:** کچے سیب کا پانی نچوڑ کر قدرے نمک ملا کر پلائیں فوراً قے بند ہو جائیں گی۔

**سر درد:** سیب ایک یا دو عدد لے کر چاقو سے چھیل لیں پھر نمک لگا کر نہار منہ خوب چبا چبا کر کھائیں تین چار دن کے استعمال سے شدید سے شدید سر کو آرام ہو جائے گا۔

**قوتِ باہ کے لئے:** ایک عدد پختہ سیب لے کر چاقو سے چھیل کر اس میں جس قدر بھی لونگیں آسکیں چبھو کر رکھ دیں ہفتہ بھر کے بعد ساری لونگیں نکال کر ایک شیشی میں رکھ چھوڑیں روزانہ صبح کے وقت چار سے چھ لونگیں نوش فرمالیا کریں پھر دیکھیں کس قدر قوت پیدا ہوتی ہے۔

**خفقان کے لئے:** دل کی دھڑکن (Heart Beet) زیادہ ہونے کے لئے پانچ تولہ سیب کے شربت میں حسب طبیعت کشتہ یشب ایک رتی ملا کر چٹائیں چندروز کے متواتر استعمال سے انشاءاللہ خفقان دور ہو جائیگا۔

**سیب کے چھلکوں کی مفید چائے:** سیب کے چھلکے سے نہایت لذیذ اور خوشبودار چائے تیار ہوتی ہے۔جو عام چائے، قہوہ، اور کافی کی طرح مضرت رساں ہونے کی بجائے حد درجہ صحت بخش پائی گئی ہے۔خصوصیت سے بوڑھوں اور کمزوروں پر تو اس کا اثر بہت قوی تسلیم کیا گیا ہے۔اس میں اگر حسب ضرورت اور حسب ذائقہ لیموں کا رس اور شہد شامل کر لیا جائے تو صحت بخش اثر میں تین گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔پس یہ چائے پیچش اور بخار محرقہ کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے مشہور عالم مقوی مشروب اوولٹین کا کام دیتی ہے۔

سیب کو چھلکے سمیت کھانا چاہئے کیونکہ سیب میں وٹامن کے بہترین اجزا اس کے چھلکے میں ہوتے ہیں چھلکے سمیت کھانا زیادہ مفید ہے۔ اس کے مفید اجزا زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کے لئے سیب کو خوب چبا چبا کر کھانا چاہئے تاکہ یہ اجزا دانتوں اور مسوڑھوں میں اچھی طرح جذب ہوسکیں۔ سیب کے مضر اثرات کو ختم کرنے کے لئے سرد مزاج کے افراد سیب کیساتھ شہد استعمال کر سکتے ہیں اور گرم مزاج افراد اس کے ساتھ لیموں کا استعمال کریں۔ 100 گرام سیب میں موجود غذائی اجزا کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

| | | | |
|---|---|---|---|
| پانی | 80-85 فی صد | کیلوریز (توانائی) | 59 |
| وٹامن اے | 900 یونٹ | وٹامن بی (تھایابین) | .07 ملی گرام |
| رائبوفلیون | 0.3 ملی گرام | پروٹین | 0.3 گرام |
| نایاسین | 0.2 ملی گرام | نشاستہ | 14.9 ملی گرام |
| فاسفورس | 10 ملی گرام | پوٹاشیم | 115 ملی گرام |
| وٹامن سی | 5 ملی گرام | فولاد | 03 ملی گرام |

EMAIL: faizankhanthanvi@hotmail.com

## ﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۹۴ ''اخبار ادارہ''﴾

□......**منگل/ ۲۶ رمضان** کو ادارہ کی عید الفطر کی دس روزہ تعطیلات کا آغاز ہوا، جبکہ دارالافتاء تعطیلات میں بھی عید تک کھلا اور فعال رہا، مفتی یونس صاحب اور بندہ محمد امجد حسب معمول دارالافتاء میں ذمہ داریاں نبھاتے رہے عید کے دوسرے دن مفتی محمد یونس صاحب اور بندہ محمد امجد جمعرات تک چھٹی پر چلے گئے، مولانا عبدالسلام صاحب عید کی تعطیلات میں ادارہ میں قیام پذیر رہے اور جملہ ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے۔

□......**منگل/ ۲۶ رمضان** کو بعد نمازِ مغرب حضرت مدیر صاحب نے جناب ملک شبیر صاحب (محلّہ سلطان پورہ، بالمقابل پاکستان آٹوز، راولپنڈی) کی ہمشیرہ کا نکاحِ مسنون پڑھایا۔

□......**بدھ جمعرات ۴/ ۵ شوال** کو حضرت مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب اور جامعہ مدنیہ لاہور دارالافتاء میں تشریف لائے اور حضرت مدیر دامت برکاتہم کے ساتھ مختلف علمی وفقہی غور طلب مسائل پر مذاکرہ ہوتا رہا حضرت ڈاکٹر صاحب ان ایام میں راولپنڈی اپنے اعزہ کے ہاں تشریف لائے تھے۔

□......**بدھ ۱۱/ شوال** کو مولانا خلیل صاحب دامت برکاتہم اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب دامت برکاتہم (زکریا مسجد، راولپنڈی) حضرت مدیر کے پاس بعض مسائل پر گفتگو کے لئے تشریف لائے۔

□......**جمعرات ۲۱/ رمضان** کو بائیسویں شب تراویح میں بندہ امجد کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

**اخبار ادارہ**　　　　مولانا محمد امجد حسین

# ادارہ کے شب وروز

□...... **جمعہ ۱۵/۲۲/۲۹/ رمضان المبارک** کو تینوں مسجدوں (مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار، مسجد بلال صادق آباد، مسجد نسیم گل نور مارکیٹ مری روڈ) میں حسب معمول جمعہ سے پہلے وعظ اور جمعہ کے بعد دینی مسائل کی نشستیں منعقد ہوئیں، جمعہ ۲۲ رمضان کو مسجد نسیم میں مولانا طارق محمود نے جمعہ پڑھایا، اسی طرح اتوار یکم شوال کو عیدالفطر کا خطبہ اور نماز حضرت مدیر صاحب نے اور مفتی محمد یونس صاحب نے اپنی اپنی مسجدوں میں پڑھائیں، جمعہ ۲۲ رمضان المبارک کو بندہ محمد امجد کو مولانا خلیل اللہ صاحب کی دعوت پر حضرت مدیر کی نیابت میں مدرسہ عربیہ موضع سکوٹ (کلرسیداں) جانا ہوا، جمعہ کا بیان کیا اور حفظ کی تکمیل کرنے والے طلبہ میں انعامات تقسیم کئے، رات کو بعد نماز تراویح مولوی خلیل اللہ کی مسجد میں بھی بیان ہوا، اگلی صبح واپسی ہوئی، جمعہ ۲۲ رمضان تیئسویں شب مفتی محمد یونس صاحب کی مسجدِ بلال میں تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

جمعہ ۲۲/ رمضان کی شام ادارہ کے اساتذۂ کرام جناب افتخار احمد صاحب صراف (صادق آباد، راولپنڈی) کے ہاں افطار کی دعوت پر تشریف لے گئے۔

□...... **جمعہ ۱۳/شوال** کی رات حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم جناب طلعت صاحب (صادق آباد، راولپنڈی) کے یہاں عشائیہ پر مدعو تھے۔

□...... **ہفتہ رمضان چوبیسویں شب** میں حضرت مدیر دامت برکاتہم کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا تراویح کے بعد حضرت دامت برکاتہم کا تفصیلی اصلاحی بیان بھی ہوا، حضرت کے حسب حکم مفتی محمد یونس صاحب اور بندہ محمد امجد کا بھی مختصر بیان کیا

□...... **ہفتہ ۷/شوال** کو ادارہ کے سب تعلیمی درجات میں نئے تعلیمی سال کے لئے داخلوں کا آغاز ہوا، ہفتہ ۱۴/شوال کو حضرت مدیر دامت برکاتہم کا دارالافتا کے لئے کچھ مطلوبہ کتب کی خریداری کے لئے پشاور کا سفر ہوا مولوی طارق محمود اور مولوی ناصر صاحب اور بندہ امجد بھی اس سفر میں حضرت کے ہمرکاب تھے، رات کو واپسی ہوئی

□...... **اتوار/ ۲۴ رمضان** کو پچیسویں شب مسجد نسیم میں مولوی ناصر صاحب اور ادارہ کی جماعت گاہ میں مولوی طارق صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا مسجد نسیم میں حضرت مدیر صاحب کا بیان بھی اس موقعہ پر ہوا۔

□...... **اتوار ۱۰/ ۱۷/ ۲۴ رمضان** کو حضرت مدیر دامت برکاتہم کا حسب معمول جناب مظہر قریشی صاحب مرحوم کے گھر (واقع محلّہ کرتار پورہ، راولپنڈی) میں خواتین کے لئے اصلاحی بیان ہوا، ایک اتوار کو حضرت کی نیابت میں مفتی محمد یونس صاحب کا بیان ہوا۔

﴿بقیہ صفحہ ۹۳ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

## اخبارِ عالم

ابرار حسین ستی

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

**16 ستمبر 2007ء بمطابق 3 رمضان المبارک 1428ھ**: پاکستان: پشاور میں دہشت گردی مولانا حسن جان شہید **17 ستمبر**: پاکستان: لاکھوں اشک بار آنکھوں کے سامنے مولانا حسن جان سپرد خاک، مشتعل ہجوم نے شیر پاؤ، درانی کو جنازے میں شرکت سے روک دیا **18 ستمبر**: پاکستان: شمالی وزیرستان 18 لاپتہ سیکورٹی اہلکار قتل لاشیں رزمک کے نالے سے برآمد، شوال میں راکٹ حملہ سبی میں بارودی سرنگ دھماکہ 3 اہلکار جاں بحق، 10 زخمی **19 ستمبر**: پاکستان: مشرف دوبارہ صدر بن کر فوجی عہدہ چھوڑ دیں گے، سپریم کورٹ میں صدارتی وکیل کا تحریری بیان پاکستان: صدارتی انتخاب کے شیڈول کا اعلان 21 ستمبر، پولنگ 6 اکتوبر کو ہوگی **20 ستمبر**: پاکستان: چیف الیکشن کمیشن کو رول تبدیل کرنے کا اختیار نہیں، وہ آئینی ترامیم کرا رہے ہیں، سیاسی جماعتوں نے مشرف سے ماورائے آئین معاہدہ کیا تھا، سپریم کورٹ **21 ستمبر**: پاکستان: 27 ستمبر کو امیدواروں سے کاغذاتِ نامزدگی طلب، صدارتی انتخاب 6 اکتوبر کو ہوگا، شیڈول کا باضابطہ اعلان **22 ستمبر**: پاکستان: 6 میجر جنرلوں کی لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے پر ترقی محسن کمال کور کمانڈر راولپنڈی، ندیم تاج ڈی جی آئی ایس آئی تعینات جنوبی وزیرستان، 30 اگست کو اغواء ہونے والے سیکورٹی اہلکاروں میں سے 25 رہا **23 ستمبر**: پاکستان: اے پی ڈی ایم رہنماؤں کے خلاف کریک ڈاؤن، ہاشمی حافظ حسین، تہمینہ، میاں اسلم نظر بند چھاپے جاری **24 ستمبر**: پاکستان: اے پی ڈیم کے خلاف کریک ڈاؤن جاری، ہاشمی، حافظ جیل منتقل، مزید درجنوں گرفتار، استعفے جمع کرانے سے روکنا دھاندلی ہوگی، قاضی پاکستان: سانحہ 12 مئی کی سماعت آج ہوگی، سندھ ہائی کورٹ کی طرف جانے والے راستے بند **25 ستمبر**: پاکستان: حکومتی وکیل احمد رضا قصوری کا منہ کالا، وجیہہ الدین وکلاء کے صدارتی امیدوار مقرر پاکستان: کریک ڈاؤن جاری اے پی ڈی ایم کے مزید درجنوں رہنما و کارکن گرفتار پاکستان: سانحہ 12 مئی کسی نے کسی کو فائرنگ کرتے دیکھا تو پولیس کو جا کر بتائے، سندھ ہائیکورٹ، سماعت ایک ماہ کے لئے ملتوی **26 ستمبر**: پاکستان: معاملات کو آئین کے مطابق دیکھا جائے گا، نظریہ ضرورت کے تحت فیصلہ نہیں دیں گے، مشرف دوبارہ صدر نہ بنے تو وردی برقرار رہے گی، حکومت پاکستان: اقتدار میں آ کر آئی اے ای اے کو ڈاکٹر عبدالقدیر تک رسائی دیں گے، بے نظیر بھٹو **27 ستمبر**: پاکستان: صدارتی انتخاب، کاغذاتِ نامزدگی آج جمع ہونگے، سیکورٹی انتہائی سخت، رینجرز تعینات، شاہراہِ دستور 4 روز کے لئے بند **28 ستمبر**: پاکستان: راولپنڈی اسلام آباد سیل، سپریم کورٹ کا نوٹس، حکام کی طلبی سرزنش، عدالتی حکم پر سڑکیں کھل

گئیں، گرفتار سیاسی رہنماؤں وکارکنوں کو رہائی مل گئی **29 ستمبر**: پاکستان: دوعہدوں کے خلاف تمام آئینی پٹیشنز (Legal Petitions) مسترد، مشرف کو وردی میں صدارتی الیکشن لڑنے کی اجازت، 6 ججز نے درخواستوں کی سماعت کے خلاف، 3 نے حق میں فیصلہ دیا پاکستان: نواز شریف کی دوبارہ جلاوطنی، وزیر اعظم سمیت 13 افراد کونوٹس جاری، کس اتھارٹی کے حکم پر ملک بدر کیا گیا؟ چیف جسٹس **30 ستمبر**: پاکستان: کاغذاتِ نامزدگی کی جانچ پڑتال کے موقع پر الیکشن کمیشن کے باہر صحافیوں اور وکلاء پر پولیس تشدد 55 زخمی، وزیر اعظم ڈیڑھ گھنٹہ محصور رہے **یکم اکتوبر**: پاکستان: پولیس گردی کے خلاف ملک گیر احتجاج و یوم سیاہ، سپریم کورٹ کا ازخود نوٹس، اسلام آباد انتظامیہ و پولیس حکام کی آج عدالت طلبی پاکستان: مشرف کے خلاف نئی قانونی جنگ کا اعلان، صدارتی الیکشن پر حکم امتناعی کے لئے سپریم کورٹ سے رجوع کریں گے، جسٹس (ر) وجیہہ الدین پاکستان: کیڈٹ کالج حسن ابدال میں کیڈٹس (cadets) کے داڑھی رکھنے پر پابندی، حافظِ قرآن کے لئے مشروط اجازت پاکستان: مشرف، وجیہہ الدین، امین فہیم سمیت 6 امیدواروں کے کاغذاتِ نامزدگی منظور 37 کے مسترد **2/اکتوبر**: پاکستان: پولیس تشدد کے خلاف سپریم کورٹ کی ازخود نوٹس پر کارروائی، آئی۔جی، ڈپٹی کمشنر، ایس ایس پی اسلام آباد معطل پاکستان: بنوں میں خود کش حملہ، 4 پولیس اہلکاروں سمیت، 16 جاں بحق، 32 زخمی **3/اکتوبر**: پاکستان: اے پی ڈی ایم کا فیصلے پر عملدرآمد قومی وصوبائی اسمبلیوں کے، 162 ارکان مستعفی پاکستان: جامعہ حفصہ کی جگہ نئے مدرسے کی تعمیر کی جائے، سپریم کورٹ نے آج سے لال مسجد کھولنے شہداء کے ورثا کو دیت دینے کا حکم دے دیا پاکستان: جنرل اشفاق پرویز کیانی، چیف آف آرمی سٹاف نامزد جنرل طارق مجید ترقی پاکر چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی تعینات **4/اکتوبر**: پاکستان: تحریک عدم اعتماد پر ووٹنگ 8 اکتوبر کو ہوگی، صدارتی الیکشن سے قبل سرحد اسمبلی ٹوٹنے سے بچ گئی پاکستان: تین ماہ بعد لال مسجد میں نمازِ ظہر کی ادائیگی، ہزاروں افراد کی شرکت، جامعہ فریدیہ کے مولانا عبدالغفار نے امامت کی **5/اکتوبر**: پاکستان: وزیر اعظم کی زیر صدارت اعلی سطحی اجلاس میں، وزراء کی اکثریت نے صرف، بینظیر کے کیس ختم کرنے کی مخالفت کردی پاکستان: صدارتی الیکشن کل ہوگا، چاروں اسمبلیوں سمیت ارکان، پارلیمنٹ ووٹ ڈالیں گے پاکستان: سپریم کورٹ کا الیکشن کمیشن کو 25 اکتوبر تک ووٹر لسٹیں مکمل کرنے کا حکم پاکستان: سول وفوجی بیوروکریسی فلاحی ریاست کے قیام میں رکاوٹ ہے، جسٹس (ر) وجیہہ الدین پاکستان: جنوبی وزیرستان، 200 سے زائد مغوی سیکورٹی اہلکاروں میں سے 3 قتل، ٹانک میں آپریشن بند کرنے کی دھمکی **6/اکتوبر**: پاکستان: صدارتی انتخاب آج ہوگا، سیکورٹی ہائی الرٹ، حتمی فیصلہ ہونے تک نتائج کا نوٹیفکیشن نہ کیا جائے، سپریم کورٹ کا الیکشن کمیشن کو حکم پاکستان: جنوری 1985ء تا اکتوبر 1999ء تک قومی خزانہ لوٹنے والے سیاست دانوں

اور اعلیٰ افسران کے لئے معافی کا اعلان، قومی مفاہمتی آرڈیننس 2007ء جاری ✿ پاکستان: سیکریٹری داخلہ دفاع عدالت طلب، سپریم کورٹ کا تمام لاپتہ افراد 11 اکتوبر تک بازیاب کرنے کا حکم ✿ پاکستان: لال مسجد میں آپریشن کے بعد پہلی نمازِ جمعہ، 30 ہزار سے زائد افراد کی شرکت ✍ **7/اکتوبر**: پاکستان: صدارتی انتخاب، مشرف بھاری اکثریت سے کامیاب، پیپلز پارٹی کا بائیکاٹ ✿ افغانستان: کابل ائیرپورٹ کے قریب خودکش حملہ 2 امریکی فوجیوں سمیت 7 ہلاک ✍ **8/اکتوبر**: پاکستان: شمالی وزیرستان میں شدید جھڑپیں 20 سیکورٹی اہلکار، 50 عسکریت پسند جاں بحق، مشتبہ ٹھکانوں پر ہیلی کاپٹروں کے حملے ✿ کابل: افغانستان پر امریکی جارحیت کے 6 سال مکمل، طالبان حملوں میں 10 اہلکار ہلاک ✍ **9/اکتوبر**: پاکستان: چند روز میں آٹا، دالیں چینی 25 فیصد سستی کریں، سپریم کورٹ کی حکومت کو ہدایت ✿ پاکستان: شمالی وزیرستان لڑائی میں شدت، 50 اہلکار لاپتہ، خواتین بچوں سمیت 52 جاں بحق، میر علی میں 60 اہلکاروں کی لاشیں پڑی ہیں مقامی طالبان کا دعویٰ ✿ پاکستان: صدر کے سکاٹ میں شامل پاک فوج کا ہیلی کاپٹر مظفر آباد جاتے ہوئے گر کر، تباہ بریگیڈیئر سمیت 4 جاں بحق، صدارتی ترجمان سمیت 8 زخمی ✿ پاکستان: جنرل کیانی نے وائس چیف، جنرل طارق مجید نے جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی کا چارج سنبھال لیا ✍ **10/اکتوبر**: پاکستان: شمالی وزیرستان، پاک فضائیہ کی بمباری 50 عسکریت پسند جاں بحق، بڑے پیمانے پر مکینوں کی نقل مکانی ✍ **11/اکتوبر**: پاکستان: سرحد اسمبلی تحلیل کر دی گئی، شمس الملک نگران وزیر اعلیٰ مقرر، جے یو آئی صوبے بھر میں احتجاج کا اعلان ✿ پاکستان: شمالی وزیرستان لڑائی میں شدت 3 دیہات خالی کرنے کا حکم، ہزاروں افراد کی نقل مکانی اموات کی تعداد 250 سے متجاوز ✍ **12/اکتوبر**: پاکستان: چوبیس گھنٹوں میں گودام کھول کر اشیائے ضروریہ مارکیٹ پہنچائی جائیں، سپریم کورٹ ✿ پاکستان: نگران وزیر اعلیٰ نے حلف اٹھالیا، پُر امن انتقال اقتدار یقینی بنانا ترجیح، شمس الملک ✍ **13/اکتوبر**: پاکستان: مفاہمتی آرڈیننس سے حاصل ریلیف حتمی فیصلے تک غیر مؤثر رہے گا، سپریم کورٹ ✿ پاکستان: 45 کمیٹیوں کے پانچ سو افراد میں سے کسی کو بھی چاند نظر نہیں آیا ✿ پاکستان: ٹیلی سکوپ سے بھی چاند نظر نہیں آیا، سپارکو اور جامعۃ الرشید کے ماہرین کا مشترکہ مشاہدہ ✍ **14/اکتوبر 2007ء یکم شوال 1428ھ بروز عید الفطر**: پاکستان: جنوبی و شمالی وزیرستان 30 مغوی سیکورٹی اہلکار رہا قحط کی صورتحال، علاقے میں غیر اعلانیہ کرفیو ✍ **15/اکتوبر** ✍ **16/اکتوبر**: پاکستان: (تعطیلاتِ اخبار بوجہ عید الفطر) ✍ **17/اکتوبر**: پاکستان: کرپشن مقدمات ختم کرنے پر عوام نے سخت ردعمل دیا، بینظیر کو مقدمات کا سامنا کرنا پڑے گا، شوکت عزیز ✿ پاکستان: شمالی وزیرستان میں جنگ بندی غیر اعلانیہ کرفیو ہٹا لیا گیا، مکینوں کی واپسی ✍ **18/اکتوبر**: پاکستان: 8 سالہ خود ساختہ جلاوطنی کے بعد بینظیر آج کراچی پہنچیں گی، سیکورٹی سخت، ائیرپورٹ رینجرز کے سپرد، ہزاروں اہلکار تعینات ✿ جنرل پرویز کی اہلیت سے متعلق درخواستوں کی

سماعت، چیف جسٹس نے فل کورٹ کی تشکیل دینے کی درخواست مسترد کر دی، لارجر بنچ کو سماعت جاری رکھنے کی ہدایت ☜ **19/اکتوبر**: پاکستان: بے نظیر کے استقبالیہ قافلے میں 2 بم دھماکے، 125 سے زائد جاں بحق، سینکڑوں زخمی ☜ پاکستان: لال مسجد آپریشن، جاں بحق ہونے والوں کے لواحقین کو 2 ماہ میں دیت ادا کی جائے سپریم کورٹ کا تفصیلی فیصلہ جاری ☜ **20/اکتوبر**: پاکستان: سندھ میں سوگ، خوف، ہڑتال، مظاہرے، صدر کا بے نظیر کو فون، سانحہ کی مذمت، ذمہ داروں کو 48 گھنٹے میں بے نقاب کرنے کا حکم ☜ **21/اکتوبر**: پاکستان: سیکورٹی کلیئرنس کے بغیر سیاسی سرگرمیوں کی اجازت نہ دی جائے، صوبوں کی وفاق کو سفارش ☜ پاکستان: صدر کی زیرِ صدارت اعلیٰ سطحی اجلاس، قانون ساز کونسل شمالی علاقہ جات کو اسمبلی کا درجہ دینے کا فیصلہ ☜ **22/اکتوبر**: پاکستان: بے نظیر کی طرح نواز شریف کو موقع ملتا تو کئی گنا بڑا استقبال ہوتا، احسن اقبال ☜ **23/اکتوبر**: پاکستان: نظریہ ضرورت کو دفن کرنا آسان نہیں، لوگوں کی خواہشات کے بجائے آئین کے مطابق فیصلہ کریں گے، سپریم کورٹ ☜ **24/اکتوبر**: پاکستان: شراکت اقتدار کے سمجھوتے 17 ویں ترمیم نے آئین کا ڈھانچہ بدل دیا، سپریم کورٹ۔

## ﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۸۹ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام''﴾

اور آزر کو ''بجّو'' کی شکل میں تبدیل کرنے کی حکمت محدثین نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ماہرینِ علم الحیوانات کے مطابق ''بجّو'' جانوروں میں گندہ بھی ہے اور احمق بھی ہے، تو چونکہ آزر بھی بت پرست ہونے کی وجہ عقیدہ کی نجاست میں ملوث تھا، اور حضرت ابرہیم علیہ السلام کی پیش کردہ واضح نشانیاں، اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے روشن دلائل کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے احمق بھی تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ کے قانون ''پاداش عمل از جنسِ عمل'' (یعنی عمل کی سزا اس عمل کی جنس سے ہی ہونی چاہئے) کے پیشِ نظر اسی کا مستحق تھا کہ ایک احمق اور نجس درندہ کی شکل میں متمثل کر دیا جائے۔

By Mufti Muhammad Rizwan Translated By Abrar Hussain Satti

# Is It Possible To Stop The Natural Disasters?

(Part II)

**Because of abnormality of season the masses of snow, which were present on the tops of hills melted and so many areas of southeast, have destroyed. With the flood that came in those rivers which come from high lands of the country so many hebetated areas have destroyed, and ready crops went away with rain.**

**After that with the rainfalls and storms in the southern areas of the country there came a great destroying. In Karachi the largest city of country, in only one day there died above than three hundred persons, with the rain and storm.**

**Because of forecasts of a great storm in ocean there was a frighten ness among the peoples. The stormy rains and fast winds rooted out the trees, the poles of electricity, and wires were also broken. Because of darkness and water standing every where, the life system was disturbed badly.**

**later than an announcement was done by a private TV channel that a great storm will come in Karachi, so the peoples should go**

**away at the distance from the ocean, and they should empty those buildings which are weak and near the ocean.**

**As well as the largest province of the country (Baluchistan) and in some areas of NWPF also have to face great destroying and damages million of people became houseless. The ready crops destroyed because of flood. The many houses and luggage of the houses of million of people has gone away by flood or became useless, and till know a great quantity of peoples is forced to lead their lives under the open sky.**

**In such occasions the rulers just say that it is not possible for any one to stop the natural disasters. On the other hand some peoples describe some scientific and climatical causes and became quiet. These all are also some causes and facts we'll not want to discuss them, and there is no need to discuss these things, because in this material time there are so discussions on these things that after these discussions it is useless and wastage of time to discuss them once again, and it is also the way to make weak the spiritualism.**

**But here we will discuss the internal and spiritual causes, of these disasters concisely.**

**(Insha Allah we'll discuss them in next installment. Abrar) (……To be continued)**